(برائے اشتہار) محمد مدثر صاحب ۔۔۔ یوپی اللہ بن اکا ۔۔۔

اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیِ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُوْنَ

سلسلہ مطبوعات ۔۔۔ برادر ۔۔۔

فرائض غوثیہ

تقسیم میراث و فرائض کا عام فہم اردو میں مکمل و مستند ذخیرہ

مصنفہ

حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب قبلہ

اعزازی مدرس مدرسہ عالیہ نظامیہ، رکن جمعیۃ علماء ہند، ممبر مسلم اکاڈیمی، منصرم مجلس مؤید الاسلام، نائب صدر مجلس صلاح المسلمین، مصنف حاشیہ شرح عقائد نسفی، طریقہ اصلاح مولود شریف، مسلمان دہوم ردل وغیرہ

بفرمایش

برادر مصنف مولانا محمد عنایت اللہ صاحب سکریٹری مسلم اکاڈیمی لکھنؤ

در مطبع اصح المطابع باہتمام شیخ محمد قادر بخش طبع شد

۱۳۴۳ھ

قیمت بلا محصول ایک روپیہ

تقریظ

ملک العلما بحر العلوم امام الوقت مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ فرنگی محلی اُستاذ مصنّف علام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاہلہ والصلوۃ والسلام لمستاہلہ امابعد رسالہ تقسیم میراث اہل اسلام مسمی بہ فرائض غوثیہ مصنفہ برادرم سراپا محبت مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی مین نے مطالعہ کیا سبحان اللہ خوبی ادا کے لحاظ سے اور صحت و تحقیق مسائل کے اعتبار سے اور اسئلہ و اجوبہ کی ترتیب سے اس رسالہ مین جو خوبی آگئی ہے وہ ہر مطالعہ کرنے والے کو مستفید کرتی ہے، مین نے بھی استفادہ کیا اور نہایت مسرور ہوا خدا مؤلف کو جزائے خیر دے اور مطالعہ کرنیوالون کو استفادہ کی توفیق عطا کرے اور اہل اسلام کو نفع پہونچائے واللہ ولی التوفیق والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

انا الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

مورخہ ۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ

بابارِی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد۔ فقیر محمد سلامت اللہ بن جناب مولوی محمد شرافت اللہ انصاری مرحوم فرنگی محلی لکھنوی عرض پرداز ہے کہ چونکہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ مین مجھکو تعلیم فرائض کی خدمت سپرد رہتی ہے اور مدرسہ مین طلباء کو جدید طرز حساب سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے اس لیے عرصہ سے خیال تھا کہ اُردو زبان مین تقسیم میراث کے متعلق ایک رسالہ تحریر کرون جو قدیم و جدید طرز کے حساب دانون کو مفید ہو۔ مگر عدیم الفرصتی مانع ہوتی تھی، اب سنہ ۱۳۴۲ھ مین جبکہ خلافت و کانگریس کے کامون سے مجھے ایک گونہ سبکدوشی ہوئی تو اُس سال سراجیہ کو ختم کرانے کے بعد فرائض کو کچھ کچھ طور سے املا بھی کرا دیا جسکو اس سال کے زیر درس طلباء عزیزی مولوی رفیع الدین صاحب ساکن نانپارہ ضلع بہرائچ، اور مولوی محفوظ الرحمن صاحب ساکن روان تحصیل نظام آباد ضلع اعظم گڈھ، اور مولوی عبدالحی صاحب ساکن قنوج ضلع فرخ آباد نے

جمع کرکے میرے سامنے بغرض تصحیح پیش کیا جابجا اضافہ کیا تھا اب مین اسکو کتاب کی
صورت مین ترتیب دیتا ہون دراصل یہ سراجیہ کا ترجمہ ہے اور طریقہ تقسیم میراث کی جدید
طرز پر توضیح اور شقی سوالات اور دیگر متعلقہ مسائل کا اضافہ ہے اور اپنی دختر نور چشمی
غوثیہ سلمہا زوجہ مولانا قطب الدین محمد عبد الوالی کے نام پر جس کو مین بہت
زیادہ محبوب رکھتا ہون اس کا نام فرائض غوثیہ رکھا ہے اور اس رسالہ کو
مین اپنے مخلص عنایت فرماکرمی جناب سید احمد حسین صاحب رضوی مالک کارخانہ احمد حسین
دلدار حسین تاجر تمباکو ملی خوردنی چوک لکھنؤ کے نام سے معنون کرتا ہون اور تمنا رکھتا ہون کہ
صدقہ مین محمد وآل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے اللہ تعالیٰ اس خدمت
کو قبول فرمائے اور میرے تمام گناہون کو معاف کردے،

ترکہ جب کوئی جائداد رکھنے والا شخص وفات کرے تو اسکی تمام جائداد منقولہ اور
غیر منقولہ نقد و جنس جو اس نے خود کمائی ہو یا کسی دوسرے سے اس نے وراثتاً بیعاً
ہبتاً یا کسی اور جائز طریقہ سے حاصل کی ہو اور مرنے کے وقت اسکی ملکیت مین شرعاً ہو
یہ سب خواہ اسکے قبضہ مین ہو یا دوسرون کے ذمہ واجب الادا ہو اس میت کا ترکہ
کہلائے گی، اور اس مین سے سب سے پہلے اس میت کو غسل دیا جائے گا اور اس کا
بقدر حیثیت کفن دفن کیا جائے گا اور قرضے ادا کیے جائینگے پھر بقیہ کے ثلث سے وصیت
پوری کی جائے گی، اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وارثون پر تقسیم ہوگا،

غسل میت نہلانے کے واسطے میت کو پاک تختے پر لٹا کر اسکے سب کپڑے اتارلین اور شرمگاہ
کے اوپر پاک کپڑا اڑھا دین، پہلے بدن کی نجاست دور کرین اور آگے پیچھے ڈھیلون سے
استنجا کرائین پھر وضو کرائین منھ اور ناک مین پانی نہ ڈالین بلکہ انگلی مین کپڑا باندھکر
ان کو صاف کردین اسکے بعد سر اور داڑھی کے بالون کو لعاب گل خیرو یا خطمی سے
دھوئین اور میت کو بائین کروٹ لٹا کر داہنے طرف سر سے پیر تک ا[illegible]

بائین طرف سر سے پانون تک تین تین مرتبہ پانی بہائین یہ پانی سادا ہلکا گرم
ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو بیری کی پتی پڑا ہوا ہلکا گرم ہو اُسکے بعد میت کے سر اور سینہ کو
بطور نشست اُٹھا کر اُسکے پیٹ کو آہستہ آہستہ سوتین اگر پاخانہ یا پیشاب کے
مقام سے کچھ نجاست خارج ہو اُسکو پانی سے پاک کرین اُس کے بعد ٹھنڈا پانی کافور
ملا ہوا سر سے پانون تک تین مرتبہ میت پر ڈالدین اور پاک کپڑے سے بدن کو پونچھکر
کسی دوسرے تختہ یا چارپائی پر لٹا دین اور کفن پہنا دین،

کفن میت کا کفن سفید کپڑے کا ہونا بہتر ہے خواہ دُہلا ہوا ہو یا نیا کپڑا ہو اور میت
کی حیثیت کے موافق اوسط قیمت کا ہو یعنے اُس قیمت کا کپڑا ہو جس قیمت کا کپڑا وہ
اپنی زندگی مین پہن کر دوست اور اعزہ کی ملاقات کو جایا کرتا تھا۔ مرد کے لیے کفن
کے تین کپڑے مسنون ہین دو چادرین جو میت کے قد سے دو بالشت زیادہ لمبی
ہون تاکہ دونون طرف مٹھا بندھ جاے، اور جسم کے لحاظ سے چوڑی ہون تاکہ
نعش لپیٹ دی جاے اور ایک کفنی جسکی لمبان گردن سے آدھی پنڈلی تک ہو
اور اسقدر چوڑی ہو کہ ایک پلڑے سے میت کے سامنے کا حصہ اور دوسرے پلڑے سے
میت کے پیچھے کا حصہ ڈہک جاے کفنی کے دونون پلڑون کو سینے کی ضرورت
نہین ہے بلکہ ایک پلڑا اوپر ڈالدیا جاے اور دوسرا جسم کے نیچے بچھا دیا جاے،
اور پہنانے کے لیے چاک بنا دیا جاے،

عورت کے لیے کفن کے پانچ کپڑے مسنون ہین دو چادرین ایک کفنی جیسا کہ
اوپر بیان ہو چکا ہے اور ایک سینہ بند اور ایک اوڑھنی۔ سینہ بند علی العموم سوا گز
لانبا اور سوا گز چوڑا ہوتا ہے اور دونون چادرون کے بیچ مین عورت کے سینے پر
لپیٹ دیا جاتا ہے، اوڑھنی کی لمبائی ۲½ مٹھی اور چوڑائی ایک بالشت ہوتی ہے
اور اُس مین عورت کے سر کے بال ڈھانپ کر کے دونون سرے میت کے دونون طرف

شانون پر ڈال دیے جاتے ہین۔ نعش کے اوپر جو چادر ڈالی جاتی ہے وہ کفن مین شامل نہین ہے۔

نابالغ لڑکی اور لڑکے کے لیے صرف دونون چادرین اور ایک کفنی بقدر اُن کے جسم کے کافی ہین۔

نماز جنازہ مرد و عورت لڑکا اور لڑکی سب کی نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یکسان ہے صرف آخر کی دعاؤن مین فرق ہے۔ چاہیے کہ با طہارت کھڑا ہو اور دونون ہاتھ کانون تک اٹھائے اور پہلی تکبیر کہکر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھے اور دوسری تکبیر کہکر درود شریف پڑھے جو نماز مین پڑھا جاتا ہے، تیسری تکبیر کہکر دعا پڑھے، مرد اور عورت کے جنازے کے لیے اللھم اغفر لحیّنا ومیّتنا شاھدنا وغائبنا صغیرنا وکبیرنا ذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان پڑھے۔ نابالغ لڑکے کے لیے اللھم اجعلہ لنا فرطاً واجعلہ لنا اجراً واجعلہ لنا ذخراً واجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً نابالغ لڑکی کیلیے اللھم اجعلہا لنا فرطاً واجعلہا لنا اجراً واجعلہا لنا ذخراً واجعلہا لنا شافعۃً ومشفعۃً چوتھی تکبیر کہکر دونون طرف سلام پھیرے

دفن قبر صندوقی یا بغلی بنائی جائے اور کم از کم نصف قد گہری ہو، اور قبلہ کی جانب سے نعش اُتاری جائے اوسط قیمت کے تختون سے قبر بند کر دی جائے قبر کو کچی رکھنا مسنون ہے،

جب میت کا مُنھ غُسل کے بعد کفن سے بند کر دیا جائے پھر اُسکو کسی مقام پر نہ کھولنا چاہیے،

میت کے غسل دینے اور قبر مین اتارنے مین اعزہ کا حق مقدم ہے اُسکے بعد دیگر مسلمانون پر لازم ہے،

ایصال ثواب سیوم، چالیسوان یا دیگر فواتح جو صرف میت کو ثواب پہونچانے کے واسطے

کیے جاتے ہین نام نمود یا برادری کا لزوم نہو تو وہ شرعاً کوئی قباحت نہین رکھتے،
البتہ اُسکے اخراجات میّت کی جائداد سے نہین لیے جا سکتے ہین جسوقت تک
کہ تمام ورثار کی رضامندی نہ حاصل کرلیجا ے مگر یہ ادائگی قرضہ اور نفاذ وصیّت پر
کسی حالت مین مقدم نہونگے - ہر وارث کو اپنے روپیہ سے اِس قسم کے ثواب پہنچانیکا
حق حاصل ہے،

تجہیز و تکفین یہ جو کچھ اوپر مذکور ہو چکا ہے اُسی کو تجہیز و تکفین کہتے ہین اور یہی وہ اخراجات
ہین جو میّت کی جائداد سے سب سے پہلے لیے جائینگے اور اگر میّت کی جائداد نہو
تب یہ اخراجات اُس شخص پر ہونگے جسکے اوپر میّت کی زندگی مین نان و نفقہ
فرض تھا اگر ایسے لوگ نہون تو عام مسلمانون پر تجہیز و تکفین واجب ہے

قرضہ تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ سے جسقدر باقی رہے اُسمین سے میّت
کے ذمہ کا قرضہ ادا کیا جاے گا،

قرضون کی دو قسمین ہین ایک وہ قرضہ جو بندون کا میّت کے ذمہ ہو اور دوسرا
وہ قرضہ جو خدا وند تعالیٰ کا میّت کے ذمہ ہو،

بندون کے قرضہ کی بھی دو قسمین ہین ایک حالت صحت کا یعنی میّت کے
ذمہ کا وہ قرضہ جو شہادت سے ثابت ہو یا میّت نے اپنی حالت صحت مین اُس
قرضہ کا اقبال کیا ہو، دوسرا وہ قرضہ جسکا میّت نے مرض الموت کی حالت مین اقرار کیا
ہو اور اگر کوئی قرضہ مرض الموت مین شہادت سے ثابت ہو جاے خواہ وہ مرض الموت
ہی کے زمانہ کا ہو تو وہ بھی دین صحت سمجھا جاے گا - اسی طور سے اگر زوجہ کے مہر کی
ادائگی یا معافی ثابت نہو تو وہ بھی بندون کے قرضے مین داخل سمجھا جائیگا -

تجہیز و تکفین کے بعد جس قرضہ کا ادا کرنا لازم ہے وہ بندون کا قرضہ ہے پس تجہیز و تکفین
کے بعد میت کے ترکہ مین سے جو کچھ باقی ہے اگر وہ بندون کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے کافی

ہے تو دین صحت اور دین مرض سب ادا کر دیے جائیں اور اگر بقیہ جائداد کفایت نہ کرے
تو اگر صرف ایک قرضخواہ ہے تو جو کچھ جائداد باقی ہے وہ سب اسکو دیدی جاے اور جو
کچھ اُسکا قرضہ میت کے ذمہ باقی رہ جاے قرضخواہ کو اختیار ہے چاہے اُسکو میت کو
معاف کردے یا قیامت کے دن کے واسطے اُٹھا رکھے - اور اگر قرضخواہ کئی ایک
ہین اور جائداد سب کو کفایت نہین کرتی ہے تو اگر سب دین صحت یا سب دین مرض کے
قرضخواہ ہین تو اُن سب کو بمقدار قرض کے موافق حصہ رسدی ادا کیا جائیگا، مثلاً ایک شخص مرا
اور اُس کے ذمہ زید کے دوسو روپیہ اور خالد کے ایک سو روپیہ قرضہ ہین اور ترکہ بعد
تجہیز و تکفین کے جو بچا ہے وہ صرف ساٹھ روپیہ ہین تو اس صورت مین زید کو چالیس روپیہ
اور خالد کو بیس روپیے ادا کیے جائینگے اور مابقی قرضہ کو معاف کرالیا جاے،

اگر قرضخواہ متفرق دیون کے ہین یعنی بعض قرضخواہ دین صحت کے ہین اور بعض
قرضخواہ دین مرض کے ہین اور جائداد دونون قسم کے قرضون کو کفایت نہین کرتی ہے
تو اُس صورت مین صرف دین صحت کے قرضخواہون کو بقیہ ترکہ سے جہانتک ہوسکے
کل یا حصہ رسدی دیا جاے گا اور دین مرض کے قرضخواہ کچھ نہ پائینگے اُن سے
مُعاف کرانے کی کوشش ہونا چاہیے،

خداوند تعالیٰ کا قرضہ یہ ہے کہ کوئی فرائض مالی یا بدنی میت کے ذمہ باقی رہ گئے
ہون جیسے کہ زکوٰۃ ادا کرنا رہ گیا ہو یا حج کا فریضہ نہ ادا کیا ہو اسی طور سے کوئی کفارہ
یا نذر کی ادائگی باقی ہو یا نماز روزہ چھوٹ گیا ہو اور اُسکے پورا کرنے کی نوبت نہ آئی ہو-
اس قسم کے قرضون کی ادائگی مثل بندون کے قرضون کے لازم نہین ہے بلکہ اگر میت
نے اِن کے ادا کرنے کے لیے وصیت کی ہو تو اُن کا شمار وصیت مین ہوگا اور بقیہ مال کے
ثُلث سے مثل دیگر وصیتون کے پورا کیا جاے گا،

وصیت جبکہ مرنے والے نے اپنی زندگی ہی مین اپنے موت کے بعد کے لیے اپنی جائداد

کے کُل یا جزو کا زبانی یا تحریری کچھ انتظام کیا ہو تو جو کچھ ترکہ قرضہ ادا کرنے کے بعد بچا ہو،
اُس بقیہ کے صرف تہائی حصہ سے اُن بتائے ہوئے اخراجات اور انتظامات کو پورا
کرنا لازم ہوگا،

وصیت اگر کسی وارث کے نام ہے تو وہ جائز نہین ہر البتہ اگر اور تمام وارث
رضامند ہوجائین تو اُس کا نفاذ ہوسکتا ہو۔

وصیت کا نفاذ بقیہ مال کے ثلث پر ہوتا ہے البتہ اگر سب وارث رضی ہو جائین
تو ثلث سے زائد یا کل پر بھی نفاذ ہوسکتا ہو،

وصیت اگر حرام کامون کے واسطے ہو تو وہ کسی حال مین پوری نہین کی جاسکتی،

وصیت اگر بقیہ مال کے ثلث سے زائد ہے اور زیادتی پر ورثا راضی نہین
ہین تو وصیت کے اخراجات بحصہ رسدی کم کردیے جائینگے تاکہ ثلث مال کے
اندر آجائین۔

ورثا میت کے شرعی رشتہ دار جنکی وراثت قرآن پاک یا حدیث شریف یا اجماع اُمّت
یا قیاس مجتہد سے ثابت ہے، اور جو میّت کی روح نکلنے کے وقت زندہ ہون یا حمل
مین ہون اور بعد کو زندہ پیدا ہون وہ سب میّت کے ورثا کہلاتے ہین اُن سب کی
تین قسمین ہین: ذوی الفروض، عصبات، ذوی الارحام۔ وراثت کے لیے شرعی
قرابت شرط ہے پس غیر منکوحہ عورت یا اُس سے پیدا کی ہوئی اولاد یا متبنے وارث نہین
ہوتے ہین اور اسی طور سے عاق کیا ہوا لڑکا وراثت سے محروم نہین ہوتا ہو۔ وراثت کے
احکام مین رواج اور تمادی ایام کا شرعاً کوئی لحاظ نہین ہے، مورث کی زندگی مین کسی
وارث کو مورث کی جائداد مین کوئی حق نہین پہونچتا، اسی طرح کسی وارث کا اپنے آئندہ
ملنے والے ترکہ سے دست برداری کا اقرار کالعدم ہے،

ذوی الفروض میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کا حصہ میّت کی جائداد مین قرآن پاک مین

خاص طور سے مقرر کیا گیا ہے وہ ذوی الفروض کہلاتے ہین اور وہ بارہ اشخاص ہین جن مین سے چار مرد اور آٹھ عورتین ہین :-

(۱) میّت کا باپ (۲) جدّ صحیح یعنی میت کے باپ کا باپ یا میت کے دادا کا باپ یا اور اسکے اوپر (۳) میّت کا شوہر (۴) میت کے اخیافی بھائی (اخ لام) یعنی وہ بھائی جو میّت کی مان کے پیٹ سے پیدا ہون لیکن باپ دوسرا ہو (۵) میّت کی بیوی (زوجہ) (۶) لڑکی (بنت) (۷) پوتی یا پرپوتی یا اور اُسکے نیچے کی پوتی (۸) سگی بہن (اخت لاب وام) یعنی وہ بہن جسکے مان اور باپ وہی ہون جو میّت کے مان باپ ہین اس کو اخت عینی بھی کہتے ہین (۹) سوتیلی بہن (اخت لاب) یعنی وہ بہن جسکا باپ وہی ہو جو میّت کا باپ ہے لیکن مان دوسری ہو اُسکو اخت علاتی بھی کہتے ہین (۱۰) اخیافی بہن (اخت لام) یعنی وہ بہن جسکی مان وہی ہو جو میّت کی مان ہے لیکن اُس بہن کا باپ دوسرا ہو اس طور سے کہ جب مان کا شوہر فوت ہو گیا ہو یا اُس سے طلاق ہو گئی تو مان نے دوسرا شوہر کیا ہو تو مان کے پہلے شوہر کی اولاد جو اُس مان سے پیدا ہے اور مان کے دوسرے شوہر سے جو اولاد پیدا ہے وہ اخیافی بھائی بہن ہونگے جنکو ہمارے شہر لکھنؤ مین مادر جلو بھائی بہن کہتے ہین اسی طور سے رنڈیون اور فاحشہ عورتون کی اولادین جن کے باپ نامعلوم ہوتے ہین ایک مان کی سب اولادین اخیافی بھائی بہن ہونگے (۱۱) مان (ام) یعنی وہ عورت جسکے پیٹ سے میت پیدا ہو۔ (۱۲) دادی (جدّہ صحیحہ) میّت کے باپ یا دادا یا اُسکے اوپر کے دادا کی مان دادی یا نانی پرنانی وغیرہ اور میّت کی مان کی مان اور نانی پرنانی وغیرہ،

ان تمام ذوی الفروض مین سے بیوی اور شوہر ذوی الفروض سببیہ کہلاتے ہین اور باقی دس ذوی الفروض نسبیہ کہلاتے ہین؛

عصبات میت کا وہ عزیز یا متعلق جسکو قرآن پاک یا حدیث شریف مین وارث بنایا گیا ہو لیکن اُس کا کوئی حصہ مقرر نہ کیا گیا ہو بلکہ ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ جائداد بچے وہ اور اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہو تو سب متروکہ اُس کو دلوادیا گیا ہو وہ میت کا عصبہ کہلاتا ہے

عصبہ کی دو قسمین ہین ایک عصبہ نسبیہ دوسرے عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ وہ عصبہ ہے جو کہ میت کا دادھیالی عزیز ہو اور اسکے اور میت کے درمیان کوئی عورت واسطہ نہ پڑتی ہو،

عصبہ سببیہ وہ عصبہ ہے جو کہ میت کا رشتہ دار نہو مگر بموجب حدیث شریف اسکی عصوبت ثابت ہو وہ مولی العتاقہ اور اُسکے عصبات ہین۔ مولی العتاقہ وہ شخص ہے جس نے میت کو غلامی سے آزاد کیا۔

عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین۔ عصبہ بنفسہ۔ عصبہ بغیرہ۔ عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ ہر وہ مرد ہے جو کہ خود بالذات عصبہ ہو مثلاً بیٹا، پوتا، بھائی، بھتیجہ، چچا، چچا زاد بھائی وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ ہر وہ عورت ہے جو کہ خود ذوی الفروض مین سے ہو مگر اپنے بھائی کی وجہ سے جو عصبہ بنفسہ ہو عصبہ ہو جاے ایسی حالت مین اُس عورت کو اپنا مقررہ حصہ نہین ملے گا بلکہ بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین اپنے عصبہ کرنے والے بھائی کا نصف پائیگی مثلاً میت کی بہن کو کہ جب اُس کا بھائی ہو تو جو کچھ بھائی کو ملے گا اُس کا آدھا بہن کو ملے گا، اسی طور سے میت کی پوتی میت کے پوتے کے ساتھ اور میت کی دختر میت کے فرزند کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے،

عصبہ مع غیرہ۔ وہ ذی فرض عورت ہے جو دوسری ذی فرض عورت کی وجہ سے عصبہ ہو جاے مثلاً میت کی بہن، میت کی دختر کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہے

ذوی الارحام میت کے تمام دادھیالی اور نانھیالی رشتہ دار جو کہ ذوی الفروض اور عصبہ

ہون ذوی الارحام کہلاتے ہین۔ مثلاً نواسیان۔ ماموں۔ بھتیجی۔ پھوپھی بھانجی خالہ۔ نانا وغیرہ۔

اصول تقسیم ترکہ میت کا مال جو تجہیز و تکفین ادائے قرضہ اور اجراے وصیت کے بعد باقی بچا ہو اُس مین سے پہلے ذوی الفروض کو اُن کے حصے دیے جا ئینگے اُسکے بعد جو کچھ بچے وہ عصبات نسبیہ کو دیدیا جاے اگر میت کے یہ عصبات نہون تو عصبات سببیہ کو یا اُن کے عصبات کو دیا جاے گا اور اگر کسی قسم کے عصبات نہون تو بچا ہوا مال دوبارہ ذوی الفروض نسبیہ پر موافق اُن کے حصون کے تقسیم کر دیا جا ے گا اِس دوبارہ تقسیم کو رد کہتے ہین اسکے مستحق زوج اور زوجہ نہین ہین کیونکہ یہ ذوی الفروض سببیہ ہین اور اگر میت کے ذوی الفروض نہون تو کل بچا ہوا مال (بعد از اجراے وصیت وغیرہ) عصبہ نسبیہ کو ملے گا انکی عدم موجودگی مین عصبہ سببیہ کو اُسکی بھی عدم موجودگی مین عصبہ سببیہ کے عصبہ کو ملے گا۔ چونکہ ہمارے زمانہ مین غلامی شرعی حیثیت سے مفقود ہے لہذا عصبہ سببیہ اور اُنکے عصبہ کا درجہ اور وجود نہین ہے، اگر میت کے ورثا مین ذوی الفروض اور عصبات مین سے کوئی نہو تو یہ مال ذوی الارحام پر تقسیم ہو گا۔ اگر ذوی الارحام بھی زندہ نہون یعنی میت کے کسی قسم کے رشتہ دار نہون تو مولی الموالاۃ کو مال دیا جاے گا۔ اگر مولی الموالاۃ بھی نہو تو اُس مجہول النسب شخص کو دیا جاے گا جسکی عزیزداری کا میت نے اقرار کیا ہو مع اُن شرائط کے جو آئندہ لکھے ہین، اگر ایسا مجہول النسب شخص بھی کوئی نہو تو پھر اُس شخص کو دیا جاے گا جسکے لیے میت نے تمام مال کی وصیت کی ہے، اگر موصی لہ بجمیع المال بھی نہو تو اسلامی حکومت مین منتظم بیت المال کو دیا جاے گا، اگر کسی مقام پر جیسے ہندوستان اسلامی بیت المال نہو یا بیت المال ہو مگر بموجب قواعد شرعیہ منتظم نہو جیسے سلطنت ترکیہ وغیرہ مین تو ایسی صورت مین یہ تمام مال میت کے زوج یا زوجہ کے اعزہ یا میت کے رضاعی اعزہ کو

دیا جائے گا اور اگر وہ بھی نہوں تو اُس مقام کے عام مسلمانوں کا حق ہے کسی صورت سے غیر مسلم حکومت کو مسلمان کا مال بالواسطہ یا بلا واسطہ پانے کا حق نہین ہے،

مولی الموالاۃ صورت مولی الموالات کی یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نسب کسی کو نہ معلوم ہو وہ کسی دوسرے شخص سے معاہدہ کرے کہ جب مین مرجاؤن تو تم میرے وارث ہونا اور جب مین قتل کا مرتکب ہون تو تم میری طرف سے دیۃ ادا کرنا یعنی جان کا بدلا مال سے دینا پس اگر وہ دوسرا شخص کہدے کہ مین نے قبول کیا تو معاہدہ ہوگیا اور یہ دوسرا شخص اُس پہلے شخص کا وارث ہوگا اور اگر یہ دوسرا شخص بھی مجہول النسب ہے اور اُس نے پہلے شخص سے اپنے نسبت بھی ایسا ہی کہا اور پہلے شخص نے قبول کرلیا تو اب یہ دونون ایک دوسرے کے وارث ہونگے، ان لوگون کو اختیار ہے کہ اپنے اس معاہدہ کو توڑ ڈالین مگر یہ اختیار اسی وقت تک حاصل ہے جب تک کہ اُسکے ساتھی نے اُس کی طرف سے دیۃ ادا نہین کی ہے، یہ لوگ اُسی وقت وراثت پا دین گے جبکہ میّت کے ذوی الفروض اور عصبات اور ذوی الارحام کوئی نہون،

مقر لہ بالنسب جب میت کے مولی الموالاۃ نہون تو مال ایسے شخص کو دیا جائیگا جو کہ مجہول النسب ہوا اور میّت نے اُسکے عزیز ہونے کا اقرار کیا ہوا اور اُس اقرار پر آخر دم تک قائم رہا ہو اور اس اقرار سے واقعی اُس مجہول کا نسب نہ ثابت ہوگیا ہو اس مین تین شرطین ہین :-

(۱) میّت اُس مجہول النسب کے ساتھ اپنی ایسی عزیزداری کا اقرار کرے کہ اُسکے نسب کا ثبوت کسی دوسرے شخص پر ہو (۲) اور وہ دوسرا شخص میت کے اُس اقرار کی تائید نہ کرے اور نہ اور کسی صورت سے اُس مجہول کا نسب اس دوسرے شخص کے ساتھ ثابت ہوجاے مثلاً میت نے کسی مجہول النسب کی نسبت یہ

اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے اور میت کے باپ نے اس مجہول النسب کو اپنا بیٹا نہ تسلیم کیا ہو اور نہ کسی اور صورت سے اُس مجہول النسب کا نسب حسب قواعد شرعیہ میت کے باپ کے ساتھ ثابت ہوا ہو تو وہ مجہول النسب اس درجہ پر میّت کا وارث ہوگا اور اگر میت نے کسی مجہول النسب کو کہدیا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا جس شخص کو میت نے اپنا بھائی کہا تھا میّت کے باپ نے بھی اقرار کرلیا کہ وہ مجہول النسب واقعی اس کا بیٹا ہے اور کوئی قاعدہ شرعیہ مانع بھی نہین ہے تو یہ مجہول النسب واقعی میت کا عزیز ہو جاسے گا اور اس درجہ سے ہٹ کر میت کے عصبات مین داخل ہو جائیگا (۳) میّت اپنے اس اقرار پر اپنے موت تک برقرار رہے پس اگر میّت نے پہلے اقرار کیا ہو اور بعد کو پلٹ گیا ہو اور اپنے اس اقرار کی تردید کردی ہو تو پھر یہ مجہول النسب وراثت پانے کا مستحق نہوگا

مقرلہ بالنسب علی الغیر اُسی وقت وراثت پاتے ہین جب میّت کے کسی قسم کے رشتہ دار اور مولی الموالاۃ موجود نہون،

موصی لہٗ بجمیع المال جبکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر بھی موجود نہو تو میت کا مال جو بعد تجہیز و تکفین کے بچا ہے ہے وہ اُس شخص کو دیا جاسے گا جسکے لیے میت نے اپنے تمام مال کی وصیّت کی ہے کیونکہ وصیت کے اجرا کو ثلث مال تک جو محدود کیا گیا تھا وہ وارثون کی وجہ سے تھا اب جبکہ کسی قسم کے وارث موجود نہین ہین تو اب میّت کی خواہش پوری کردی جاسے گی اور کل مال اُسی شخص کو دیا جاسے گا جسکو میت نے اپنا پورا مال دینے کی وصیت کی ہے۔

بیت المال اسلامی سلطنت کا وہ خزانہ جس سے کہ اخراجات موافق احکام شرع (جو بیت المال کے متعلق ہین) پورے کیے جاتے ہون بیت المال کہلاتا ہے اُس مین تمام مسلمان مردون اور عورتون کے حقوق برابر ہوتے ہین انگریزی سلطنت یا دیگر غیر مسلم سلطنتون کا

خزانہ کسی صورت سے بیت المال کے حکم مین نہین آتا ہے البتہ وہ اسلامی انجمنین
جو صرف مسلمانون کے ہاتھ مین ہون اور مسلمانون کی صحیح نمائندگی کرتی ہون اور
اُن کے قیام اور اخراجات موافق شرع شریف ہون تو اُن کے خزانے ایک گونہ بیت المال
سے مشابہت رکھتے ہین بشرطیکہ یہ روپیہ مصالح مسلمین مین موافق شرائط بیت المال خرچ
کیا جاے کیونکہ جب موصی لہٗ بجمیع المال بھی موجود نہین ہے تو میّت کا مال زوج
یا زوجہ کے رشتہ دارون یا رضاعی اعزہ کو ملتا ہے اور جب وہ بھی نہون تو اس مال مین
تمام مسلمانون کا حق ہے یہ ظاہر ہے کہ میّت کا مال تمام مسلمانون پر کیونکر تقسیم ہو سکے گا
تو ایسی صورت مین یہ مال اُس ملک کی خالص اسلامی انجمن کو دیدیا جاے جو غیر مسلم
کے اقتدار سے آزاد ہو، اور اُس مال کو صرف مسلمانون کے مصالح پر خرچ کرے اور
وہی اخراجات کرے جو ایسے لاوارث مال کے لیے بیت المال کے احکام مین درج ہین
موانع ارث| جبکہ میّت کے وارث مین مندرجۂ ذیل چار باتون مین سے کوئی ایک بھی پائی
جائیگی تو وہ میّت کے ترکہ سے کچھ نہین پاے گا یعنی اسمین وارث ہونیکی صلاحیت
نہین رہتی ہے اور وہ ترکہ پانے سے محروم رہتا ہے۔

(۱) وارث شرعی غلام ہو (۲) وارث اپنی مورث کا قاتل ہو بشرطیکہ یہ
قتل ایسا ہو جس سے قصاص یا کفارہ لازم آتا ہو (۳) وارث اور مورث مین دین
کا اختلاف ہو۔ (۴) وارث اور مورث مین اختلاف دارین ہو۔ اس چوتھی بات کا
تعلق صرف غیر مسلمون سے ہے،

غلامی| ہمارے زمانہ مین غلامی کا وجود نہین باقی رہا کیونکہ دعویداران تہذیب نے
سلطنت کی طرف سے غُلامی کو جُرم قرار دیا ہے اور مسلمانون نے جہاد فی سبیل اللہ
ترک کردیا ہے تو اب بعض مقامات مثل حجاز وغیرہ مین جو نام کے غلام پاے جاتے
ہین اُن پر شرعی حیثیت سے غُلامی کا اطلاق نہین ہو سکتا ہے اور نہ اس قسم کی

لونڈیاں تصرف مین آسکتی ہین بلکہ یہ لونڈی اور غلام مثل ملازمہ و ملازم کے متصور ہونگے
غلامی کی چار قسمین ہین (۱) کامل جسکو قِن کہتے ہین (۲) مکاتب یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جس سے یہ کہدیا جاے یا لکھوا لیا جاے کہ اگر یہ اسقدر روپیہ ادا کردے تو وہ آزاد ہوجاے گا (۳) مدبر یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جسکو مالک نے کہدیا ہو کہ میری موت کے بعد آزاد ہے، (۴) ام ولد یہ وہ لونڈی ہے جسکے ساتھ مالک نے وطی کی ہو اور اُس سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ہو تو یہ اولاد پیدا ہوتی ہی آزاد ہوتی ہے اور یہ لونڈی مالک کے مرنے پر خودبخود آزاد ہوجاتی ہے،

قتل | اگر وارث اپنے مورث کے قتل کا مرتکب ہوا ہو اور یہ قتل ایسا ہے جس سے شرعاً قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہے تو اُس صورت مین وارث قاتل اس مقتول مورث کے ترکہ سے محروم ہوگا،

قتل کی پانچ قسمین ہین (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا، (۴) قتل بالتسبیب (۵) قتل بجق۔ ان سب کی شرعاً سزائین مختلف ہین۔

قتل عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہوا ہو اور ایسے ہتیار سے واقع ہو جو تفریق اجزا کردیتا ہے اور اُس سے عموماً موت واقع ہوجاتی ہے مثلاً تلوار بندوق، توپ، گڑانسا وغیرہ یا اور کسی باڑہ دار چیز سے قتل ہو۔ اس قتل کی سزا قصاص ہے کفارہ نہین ہے قاتل گنہگار سخت ہوگا اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا۔

قتل شبہ عمد وہ قتل ہے جو ظلماً ہو مگر ایسے آلہ جارحہ سے ہو جس سے بالعموم موت واقع نہین ہوتی ہے مثلاً لاٹھی مارنے یا کوڑہ لگانے سے موت واقع ہوجاے، اس قتل کی سزا دیۃ اور کفارہ ہے قصاص نہین ہے قاتل گنہگار اور مقتول کی وراثت سے محروم ہوگا،

قتل خطا، وہ قتل ہے جو غفلت سے واقع ہوجاے اور اُس مین مقتول کے

قتل کا ارادہ نہو مثلاً نشانہ شکار کے لیے لگایا مگر گولی یا تیر انسان کے پڑ گیا اور موت واقع ہو گئی یا ایک شخص خواب کی حالت مین دوسرے شخص پر گر پڑا اور وہ دوسرا شخص مر گیا یا ایک شخص کسی جاندار سواری پر جارہا ہے جسکو وہ خود ہانک رہا ہے اور دوسرا شخص اُس سے کچل کر مر گیا یا ایک شخص کے ہاتھ سے کوئی بھاری چیز چھوٹ جاے اور دوسرا اسکی ضرب سے ہلاک ہو جاے، اس قتل کی سزا بھی دیۃ اور کفارہ ہے قصاص نہین ہے قاتل گنہگار بھی نہو گا مگر مقتول کی وراثت سے محروم ہو گا،

قتل بالتسبیب وہ قتل ہے کہ قاتل کا فعل مقتول سے متصل نہو لیکن سبب ہلاکت ہو جاے مثلاً کسی شخص نے کسی دوسرے کے ملک والی زمین مین کنوان کھودا اور چلا گیا بعد کو کوئی شخص آیا اور اُسمین گر کر مر گیا کنوان کھودنے والے کا فعل باعث قتل ہوا گو اُسوقت قاتل اُس جگہ پر موجود نہ تھا اس لیے قاتل کچھ سزا کا مستوجب ہو گا کیونکہ دوسرے کی زمین مین فعل سرزد ہوا اور اگر اپنی زمین پر کنوان کھودا ہوتا تو کسی قسم کی سزا بھی نہوتی۔ اس قتل کی سزا صرف دیۃ ہے قصاص اور کفارہ نہین ہے اور نہ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہو گا،

قتل بحق وہ قتل ہے جو حفاظت خود اختیاری مین یا کسی شرعی حکم کی وجہ سے واقع ہو۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر مار ڈالنے کے لیے حملہ کیا اُس دوسرے شخص نے اپنے بچانے کے لیے جوابی حملہ کیا جس سے پہلا شخص مر گیا۔ یا کسی دوسرے نے ازروئے قصاص یا ازروے حد شرعی کسی شخص کو قاضی کے حکم سے قتل کیا یا عادل بادشاہ نے اپنے مورث باغی کو یا باغی وارث نے اپنے مورث عادل کو اپنے کو حق پر سمجھ کر قتل کیا اس قتل کی کسی قسم کی سزا نہین ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ وراثت سے محرومی ہے،

مندرجۂ بالا صورتون مین صرف اول کی تین صورتون مین قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے کیونکہ قتل عمد مین قصاص اور قتل شبہ عمد اور قتل خطا مین کفارہ واجب ہوتا ہے اور آخر کی دو صورتون مین یعنی قتل بالتسبیب اور قتل بحق مین وراثت سے محرومی نہین ہے کیونکہ ان دو صورتون مین قاتل پر نہ تو قصاص ہے اور نہ کفارہ واجب ہے۔

کوئی باپ اگر اپنے بیٹے کو قتل کر ڈالے اور قتل عمد ہو تو باپ اپنے اُس بیٹے کی وراثت سے محروم ہوتا ہے باوجودیکہ باپ پر اپنے بیٹے کے قتل کے عوض نہ قصاص لازم آتا ہے اور نہ کفارہ اسکی وجہ یہ ہے کہ دراصل اس قتل کی سزا قصاص ہے مگر بوجہ باپ کی شرافت کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا ہے کہ باپ بیٹے کے عوض اور مالک اپنے غلام کے عوض قتل نہ کیا جائیگا اسوجہ سے باپ سے قصاص نہین لیا جاتا ہے یہ حضور رسالت پناہی کا عفو ہے مگر اس سے وراثت سے محرومی نہین دفع ہوتی ہے اگر قاتل مجنون ہو یا نابالغ ہو اُس سے قتل عمد یا شبہ عمد یا خطا سرزد ہو جاے تو وہ وراثت سے محروم نہوگا اور اسپر کوئی سزا بھی نہین ہے کیونکہ وہ شرعی احکام کا مخاطب نہین ہے۔ مخمور اور مغلوب الغضب قاتل مجنون کے حکم مین نہین ہے

اختلاف دینین جبکہ مورث اور وارث کے مذہب مین اختلاف ہو یعنی مورث کا کوئی ایک مذہب ہو اور وارث کا دوسرا مذہب ہو تو وارث وراثت سے محروم ہوگا اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ میّت مسلمان ہو اور وارث غیر مسلم ہو تو اس صورت مین سب فقہا و محدثین کے نزدیک وارث میّت کے ترکہ سے محروم ہوگا اور کچھ نہین پاسے گا دوسری صورت یہ ہے کہ میّت غیر مسلم ہو اور وارث مسلم ہو تو اس صورت مین حضرت معاذ بن جبل حضرت معاویہ حضرت حسن بصری حضرت محمد بن حنفیہ حضرت محمد بن علی بن حسین اور حضرت مسروق

رحمہم اللہ کے نزدیک مسلم وارث ہوگا لیکن حضرتِ علی حضرت زید اور عامۂ صحابہ اور
علماء احناف اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک وارث نہوگا۔

ہمارے ملک ہندوستان مین ایک جدید مذہب پیدا ہوا جسکے پیرو قادیانی
کہلاتے ہین یہ لوگ صورتاً مسلمان ہوتے ہین مگر دراصل وہ غیر مسلم ہین کیونکہ عام علماء ہند
نے اُن کے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے لہذا اُن کا شمار غیر مسلم مین ہوگا اور وہ وراثت
سے محروم ہونگے البتہ ہمارے زمانہ مین اب اس فرقے کے دو گروہ ہوگئے ہین
ایک تو وہ ہے جو سابق کے عقیدہ پر قائم ہے اسپر سابق کا حکم ثابت ہے
دوسرا وہ گروہ ہے جو مولوی محمد علی اور کمال الدین وکیل کا پیرو ہے اُس کا کفر
مشتبہ ہوگیا ہے کیونکہ مولوی محمد علی لاہوری اور اُن کے ہم خیال مرزا غلام احمد
قادیانی کو نبی نہین اعتقاد کرتے ہین بلکہ مجدد سمجھتے ہین اور بعض دیگر کفریات سے
جو اُن کی طرف منسوب ہین براءت کرتے ہین جیسا کہ مولوی کمال الدین لاہوری نے
حضرت اُستاذی مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے رو برو میری موجودگی
مین اظہار کیا ہے اور بعض ان کی تحریرون سے بھی مترشح ہوتا ہے۔ اسی طرح سے
شیعہ فرقے کے کفر مین بھی اختلاف ہے جو شیعہ تحریف قرآن پاک کا اعتقاد رکھتے
ہین یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے نہین قائل ہین یا دیگر ضروریات
دین کے منکر ہین وہ کافر ہین، ہمارے صوبہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ مین بہت سے شیعہ
اسی قسم کے ہین اور جو شیعہ حضرات شیخین کو نہین مانتے ہین یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو اُن پر فضیلت دیتے ہین یا بعض اور جزئیات سے سنیون سے مختلف ہین بشرطیکہ
وہ جزئیات ضروریات دین سے نہون تو اس قسم کے شیعہ کافر نہون گے البتہ ملحدین
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا ماننے والے قطعی کافر ہین وہ کسی طور سے وراثت
نہین پا سکتے۔ وہابیہ۔ اہل حدیث اور اہل قرآن کے فرقے جو زیادہ تر پنجاب مین ہین

اُن پر اگرچہ بعض متقشف علماء نے کفر کا فتویٰ جاری کردیا ہو مگر در اصل اُن کا شمار اہل ہوا، اور غیر مقلدین مین ہے ہمارے نزدیک وہ وراثت سے محروم نہین ہونگے، عیسائی - یہودی - پارسی - آریہ - سکھ - ہندو مشرکین کے تمام فرقے سب وراثت سے محروم ہونگے کسی صورت سے یہ مُسلم کے وارث نہین ہوسکتے

اختلاف دارین جبکہ اسلام برتری رکھنے والا مذہب ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلےٰ تو ضرورت ہے کہ جو غیر مسلم اسلامی سلطنت کے زیرنگین ہون اُن کے معاملات پر بھی اقتدار رکھے اسی وجہ سے وراثت کے معاملہ مین یہ حکم ہے کہ اگر وارث اور مورث ایک ہی دار کے رہنے والے ہین تو وراثت جاری ہوگی اور اگر مختلف دارون کے رہنے والے ہین تو وراثت نہین جاری ہوگی یہ حکم صرف غیر مسلمین کے واسطے ہے مسلمان اسکے مخاطب نہین ہین بلکہ مسلمان وارث اور مورث جہان کہین موجود ہون چاہے کسی دار اور مُلک کے رہنے والے ہون اُن مین وراثت جاری ہوگی

دار الحرب جس مُلک پر ہمیشہ سے کفار کا تسلط ہو یا پہلے اسلامی سلطنت تھی اب کفار نے اُسپر پورا قبضہ کرلیا اور احکام کفر علی سبیل الاشتہار جاری ہوگئے ہین اور احکام اسلامیہ بالکلیہ موقوف کردیے گئے ہین اور شعائر اسلام و ضروریات دین مین کفار مداخلت کرنے لگے ہین تو وہ ملک دار الحرب کہلاتا ہے مثلاً انگلستان، جرمنی، امریکہ اور فرانس، اسپین وغیرہ

دار الاسلام جو ملک اسلامی سلطنت کے زیرنگین ہو یا جو ملک پہلے اسلامی سلطنت مین تھا اور اب اُسپر غیر مُسلم کا تسلط ہوگیا ہے مگر کل یا بعض احکام اسلامیہ بھی جاری ہین اور شعائر اسلامیہ اور ضروریات دین مین مداخلت بھی نہین کی جاتی تو وہ ملک دار الاسلام کہلاتا ہے مثلاً افغانستان، اناطولیہ، حجاز، ایران، مصر، عراق، فلسطین، ہندوستان وغیرہ۔

پس اگر غیر مسلم مورث اور وارث مین سے ایک شخص دار الحرب کا رہنے والا ہو اور دوسرا دار الاسلام کا باشندہ ہو تو وراثت جاری نہوگی مثلاً افغانستان اور

لندن کے غیرمسلم باشندگان کے درمیان وراثت نہین ہے غیرمسلم کا عارضی قیام کسی دار کا معتبر نہو گا بلکہ اُس کا رجوع اصل دار کی طرف ہو گا۔ مثلاً جرمنی کا ایک غیرمسلم باشندہ عراق مین کچھ دنون کے لیے آکر مقیم ہوا اور مرگیا اور اُس کا وارث غیرمسلم عراق کا اصلی باشندہ ہے تو گو وارث اور مورث بظاہر ایک ہی مُلک یعنی عراق مین تھے مگراِن دونون مین وراثت نہین جاری ہوگی کیونکہ مورث کا اصلی وطن جرمنی ہی جو دارالحرب ہے اور وارث کا وطن عراق ہے جو دارالاسلام ہے،

جو غیرمسلم اسلامی سلطنت کی رعایا ہو یا دوسری جگہہ سے ترک وطن کر کے دارالاسلام مین ہمیشہ کے واسطے مقیم ہوگیا ہو اور جزیہ وغیرہ ادا کرتا ہو وہ ذمی کہلاتا ہی۔ مثلاً افغانستان مین ہندو سکھ وغیرہ،

جو غیرمسلم اسلامی سلطنت مین آکر چند دنون کے واسطے عارضی قیام کرے اور پروانہ حاصل کرلے تو وہ مستامن کہلاتا ہے، مثلاً قسطنطینیہ مین انگریزی و روسی سفرا و تاجر و معلمین وغیرہ،

تمام دارالحرب کے لوگ اور سب غیرمسلم جہانتک وراثت کا تعلق ہے سب ایک دار اور ایک مذہب کے لوگ متصور ہونگے، البتہ اگر دو دارالحرب کے درمیان جنگ کی حالت ہو تو وہ دونون دار مختلف دار سمجھے جائین گے،

فروض خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک مین بارہ ذوی الفروض کے لیے چھ قسم کے حصے مقرر کیے ہین جو ذیل کی دو صنفون مین تقسیم ہوتے ہین۔

صنف اول۔ ثمن یعنی آٹھوان حصہ ($\frac{1}{8}$) ربع یعنی چوتھائی حصہ ($\frac{1}{4}$)، نصف یعنی آدھا حصہ ($\frac{1}{2}$)

صنف دوم۔ سُدس یعنی چھٹا حصہ ($\frac{1}{6}$) ثلث یعنی تہائی حصہ ($\frac{1}{3}$)، دو ثلث

یعنی دو تہائی حصہ (⅔)

ان حصون کی تقسیم مندرجۂ بالا دو صنفون پر اس بنا پر ہو گئی ہے کہ ہر صنف مین چھوٹے عدد کا دوگنا بیچ کا عدد ہے یعنی ثمن کا دوگنا ربع ہے اور سُدس کا دوگنا ثلث ہے اور بیچ کے عدد کا دوگنا بڑا عدد ہے یعنی ربع کا دوگنا نصف اور ثلث کا دوگنا دو ثلث ہے اور پھر لازماً دونون صنفون مین بڑے عدد کا آدھا بیچ والا عدد ہے یعنی نصف اور دو ثلث کا آدھا ربع اور ثلث ہے اور بیچ والے عدد کا آدھا چھوٹا عدد ہے یعنی ربع اور ثلث کا آدھا ثمن اور سُدس ہے،

اب میت کے باپ کے حصہ پانے کی مندرجۂ ذیل تین حالتین ہین جو صورت ہو اسکے موافق حصہ دیا جاے گا:-

(۱) اگر میت نے اپنے پس ماندگان مین اپنے باپ کے ساتھ اپنا لڑکا یا پوتا یا اُس سے بھی نیچے درجہ کا پوتا بھی چھوڑا ہے تو اس صورت مین میت کے ترکہ مین سے بعد اداے دین وغیرہ کے جو کچھ بچا ہے میت کے باپ کو اُس کا سُدس یعنی اُس کُل بچے ہوے مال کا چھٹا حصّہ ملیگا۔ مثلاً چھ سو روپیہ ادائی قرض وغیرہ کے بعد بچا ہے تو میت کے باپ کو ایک سو روپیہ ملے گا۔

(۲) اگر میت نے اپنے باپ کے ساتھ اولاد ذکور نہین چھوڑی ہو بلکہ میت کی بیٹی۔ پوتی۔ پر پوتی یا اُسکے نیچے کی پوتی موجود ہے تو اُس صورت مین میت کے باپ کو اُس کا مقررہ حصہ سُدس دیا جاے گا اور جو کچھ تمام ذوی الفروض (شمول حصۂ خود) کے دینے کے بعد بچے گا وہ بھی اُس کو بحیثیت عصوبت کے ملے گا یعنی اُس صورت مین میت کا باپ اصحاب فرائض مین سے بھی ہو گا اور عصبہ بھی ہو گا۔ مثلاً زید مرا اور اُس نے اپنے باپ اور لڑکی اور مان کو چھوڑا اور ترکہ چھ سو روپیہ ہے تو لڑکی کو تین سو روپیہ اور مان کو ایک سو روپیہ اور باپ کو

ایک سو روپیہ دیا جائے گا اب جو ایک سو روپیہ باقی رہا ہے وہ بھی باپ کو بحیثیت عصوبت دیا جائے گا تو اب اُس کو کل دو سو روپیہ ملا۔

(۳) اگر میّت نے باپ کے ساتھ اپنی کوئی اولاد ذکور وانات مین سے نہین چھوڑی ہے تو اُس صورت مین باپ کا مقررہ حصہ نہین دیا جائیگا بلکہ جس قدر ذوی الفروض کے دینے کے بعد بچے وہ سب باپ کو دیا جائے گا۔ یعنی اِس صورت مین باپ صرف عصبہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے باپ، مان اور زوجہ چھوڑی اور ترکہ بارہ سو روپیہ ہے تو زوجہ کو تین سو روپیہ اور مان کو تین سو روپیہ ملے گا اور باقی چھ سو روپیہ میّت کے باپ کو دیا جائے گا،

جدِّ صحیح جب میّت اور اُسکے کسی دادا کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ پڑے تو وہ دادا میّت کا جدِّ صحیح کہلاتا ہے۔ مثلاً باپ کا باپ یا دادا کا باپ یا اُس کے اور اوپر۔ اور اگر درمیان مین کسی عورت کا واسطہ ہو تو اُس دادا کو جدِّ فاسد کہتے ہین۔ جیسے مان کا باپ یا نانی کا باپ یا دادی کا باپ یا باپ کی نانی کا باپ وغیرہ جدِّ فاسد نہ تو ذوی الفروض مین سے ہے اور نہ عصبات مین سے ہے اُسکا شمار ذوی الارحام مین ہے،

جدِّ صحیح کا وہی حصہ ہے جو میت کے باپ کا ہے اور اُسکی بھی وہی تین صورتین ہین یعنی میّت کی اولاد ذکور کی موجودگی مین سدس اور اولاد اناث کی موجودگی مین سدس وعصوبۃ اور میت کی اولاد نہونیکی صورت مین صرف عصوبۃ لیکن میّت کا جدِّ صحیح اُسی وقت ترکہ پاتا ہے جبکہ میّت کا باپ زندہ نہو۔ اگر میّت کا باپ زندہ ہے تو جدِّ صحیح مجوب ہوگا اور اُس کو کچھ نہ ملے گا۔

مسائل وراثت مین جدِّ صحیح مثل باپ کے ہے صرف ذیل کی چار صورتون مین فرق ہے:۔

(۱) میّت کے باپ کی موجودگی مین میت کی دادی حصہ نہین پاتی ہے مگر دادا کی موجودگی مین میّت کے باپ کی مان حصہ پاتی ہے۔

(۲) جبکہ میّت کے ورثا مین مان اور باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو (یعنی اگر میّت مرد ہے تو اس کی بی بی ہو اور اگر میّت عورت ہے تو اُسکا خاوند ہو) تو زوجین مین سے جو ہو اُسکو حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا اُس کا ثلث مان کو ملے گا اور باقی باپ کو دیا جاے گا اور اگر میّت کے ورثا مین باپ کی جگہ پر دادا ہو اور میّت کی مان اور احدی الزوجین ہون تو اس صورت مین مان کو کل مال کا ثُلث ملے گا اور احدی الزوجین کو اُن کا حصہ دیا جاے گا اور باقی سب دادا کو ملے گا یعنی باپ کی موجودگی مین مان کا حصہ ثلث مابقی بعد فرض احدی الزوجین ہے اور دادا کی موجودگی مین ثلث الکل ہے۔

(۳) میّت کے باپ کی موجودگی مین سگے اور سوتیلے بھائی بہن محجوب ہوتے ہین کچھ نہین پاتے ہین اور دادا کی موجودگی کی صورت مین امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک حصہ پاتے ہین گو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اُس صورت مین بھی محجوب ہین۔

(۴) اگر میّت آزاد کیا ہوا غلام ہو تو اُسکے آزاد کرنیوالے کے بیٹے اور باپ مین باپ کو سُدس اور باقی بیٹے کو ملتا ہے۔

(یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت مین باپ کو کچھ نہین ملے گا بلکہ سب معتق کے بیٹے کو ملے گا) اور اگر بجاے باپ کے آزاد کرنے والے کا دادا اور بیٹا ہو تو دادا کو کچھ نہین ملے گا سب بیٹے کو دیا جاے گا (یہ حکم بالاتفاق ہے)

زوج جس مرد کے ساتھ عورت کا نکاح بموجب قاعدۂ شرعیہ ہوا ہو وہ عورت کا

زوج یا شوہر (خاوند) کہلاتا ہے۔ جسکے ساتھ عورت نے متعہ یا نکاح وقتی کیا ہو وہ مرد زوج نہین متصور ہوگا۔

اگر میت عورت ہو اور اُس نے اپنے پس ماندگان مین اپنا خاوند چھوڑا ہو ایسا خاوند جسکے نکاح مین وہ عورت آخروقت تھی تو اس خاوند کے لیے زوجہ کے ترکہ مین سے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین۔

(۱) اگر عورت کی اپنی اولاد یا اپنے لڑکے یا پوتے کی اولاد یا اُسکے اور نیچے پوتے کی اولاد (مرد یا عورت) زندہ موجود ہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا

(۲) اگر عورت کی اپنی یا اپنے بیٹے یا پوتے کی کوئی اولاد زندہ نہو تو اُس صورت مین شوہر کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا نصف ملے گا۔

نوٹ۔ وراثت کے مسائل مین لفظ اولاد مین ذکور و اناث (مرد اور عورت) دونون شامل ہونگے اور ابن سے مراد ذکور اور بنت سے مراد صرف اُناث ہونگے

اولاد ام میّت کے مان کی وہ اولاد جو میّت کے باپ کے نطفہ سے نہین ہے وہ اولاد ام کہلاتی ہے اور وہ میّت کے اخیافی بھائی اور اخیافی بہن یا اخ لام و اخت لام کے نام سے مسائل وراثت مین نامزد ہوتے ہین۔

وراثت مین سب جگہ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا رکھا گیا ہے مگر اولاد الام کی وراثت مین جو حصہ اولاد الام کو ملتا ہے اُس مین بھائی اور بہن برابر کے حصہ دار ہین اور اُن پر برابر تقسیم ہوتا ہے،

اولاد الام کے حصہ پانے کی تین حالتین ہین:۔

(۱) اگر ایک شخص ہو (مرد یا عورت) تو اُس کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے

بعد بچا ہے اُس کا چھٹا حصہ دیا جاے گا

(۲) اگر دو یا اس سے زیادہ ہون (سب مرد ہون یا سب عورتین ہون یا بعض مرد ہون اور بعض عورتین) تو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُسکا تیسرا حصہ یعنی ایک ثلث اُن سب پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا جاے گا،

(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اُناث) یا اپنے بیٹے کی اولاد یا اپنے پوتے یا اُس کے نیچے کے پوتے کی اولاد ہو یا میت کا باپ یا میت کا دادا زندہ موجود ہو تو یہ اخیافی بھائی اور بہن محجوب ہونگے اور کچھ حصہ نہین پائین گے۔

زوجہ | جس عورت کے ساتھ مرد کا نکاح بقاعدۂ شرعی منعقد ہوا ہے وہ مرد کی زوجہ یا بیوی کہلاتی ہو متعہ اور وقتی نکاح ناجائز ہے اس لیے متاعی اور وقتی نکاحی عورت کا ترکہ مین کوئی حصہ نہین ہے۔

زوجہ کے حصہ پانے کی ذیل کی دو صورتین ہین:۔

(۱) اگر مرد کی اپنی اولاد (مرد یا عورت) یا اپنے بیٹے یا پوتے یا اُسکے نیچے پوتے کی اولاد زندہ ہو تو بیوی کو ترکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہو اُسکا آٹھوان حصہ ملے گا۔

(۲) اگر مرد کی اپنی یا بیٹے یا پوتے کی اولاد نہو تو بیوی کو متروکہ مین سے جو کچھ ادائگی دین وغیرہ کے بعد بچا ہے اُس کا چوتھائی حصہ ملے گا۔

جبکہ مرد کی ایک سے زائد یعنی دو یا تین یا چار بیویان زندہ ہون تو یہ زوجہ کا حصہ (ثمن یا ربع جیسی صورت ہو) اُن سب پر برابر برابر تقسیم ہوگا ایک وقت مین چار سے زائد بیویان رکھنا جائز نہین ہین لہذا پانچوین یا چھٹی یا اور زائد بیویون کا نکاح صحیح نہین ہوتا ہے اس لیے یہ چھٹی یا پانچوین بیویان ترکہ مین سے کچھ حصہ نہ پائینگی،

لڑکی | مسائل میراث مین لفظ "بنت" کا اطلاق لڑکی اور پوتی اور پرپوتی سب پر

ہوتا ہے اسوجہ سے لڑکی کے واسطے بنت الصلبیہ کی لفظ اور پوتیوں سکے واسطے بنات الابن کی لفظ خاص کرلی جاتی ہے

میت کی لڑکیون (بنات الصلبیہ) کی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین جو ذیل مین ذکر ہین :-

(۱) اگر میت کی صرف ایک لڑکی ہو تو تمام متروکہ (بعد اداے دین وغیرہ) کا وہ نصف یعنی ½ متروکہ پائیگی۔

(۲) اگر میت کی دو یا دو سے زائد لڑکیا ن ہون خواہ میت کی ایک بیوی سے ہون یا مختلف بیویون سے مگر میت کے نطفہ سے ہون تو ان سب کو متروکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) دو ثلث (⅔) متروکہ ملے گا اور یہ دو ثلث اُن سب لڑکیون پر برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۳) اگر میت کی لڑکی کے ساتھ میّت کا لڑکا بھی ہو خواہ اُس بیوی سے ہو جس سے لڑکی ہے یا کسی دوسری بیوی سے ہو اُس حالت مین لڑکی کا کوئی حصہ مقرر نہین رہیگا (خواہ ایک لڑکی ہو یا اُس سے زائد) بلکہ اُس وقت جو ایک لڑکے کو ملے گا اُس کا آدھا ہر ہر لڑکی کو ملے گا یعنی لڑکی عصبہ (بغیرہ) ہو جائیگی ذوی الفروض مین سے نہین رہیگی اور ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین لڑکی اور لڑکے پر تقسیم ہو گا مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنی ماں اور تین لڑکیان اور ایک لڑکا چھوڑا اور ادائگی دین کے بعد چھ سو روپیہ ترکہ بچا ہے تو ماں کو بحیثیت اسکے ذوی الفروض مین سے ہونے کے اُس کا سدس یعنی ایک سو روپیہ دیا جاے گا اور بقیہ پانچ سو روپیہ لڑکے اور لڑکیون پر بہ حیثیت عصوبتہ تقسیم ہو گا جس مین سے دو سو روپیہ لڑکے کو اور ایک سو روپیہ لڑکی کو اور ایک سو روپیہ دوسری لڑکی کو اور ایک سو روپیہ تیسری لڑکی کو ملے گا۔

جب عورت اور مرد پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا مقصود ہو تو اُس کی آسان صورت یہ ہے کہ ہر مرد کو بجائے دو عورتون کے فرض کر لین اور سب عورتون کے اعداد کو جوڑ لین پھر جو کچھ تقسیم کرنا ہے اُس کو اُس مجموعہ پر تقسیم کرین جو جواب آے وہ ہر ہر عورت کو دین اور اُس کا دوگنا ہر ہر مرد کو دین مثلاً ایک سو روپیہ ہے اور چار لڑکون اور دو لڑکیون پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کرنا ہے تو ہم نے ہر لڑکے کو دو عورتین فرض کیا تو چار لڑکون کی آٹھ عورتین ہوئین اور دو اصلی عورتین تو یہ کل دسؔ عورتین ہوئین اب ایک سو روپیہ کو دسؔ سے تقسیم کیا جواب دسؔ آیا تو اب ہر لڑکی کو دسؔ دسؔ روپیہ اور ہر لڑکے کو دسؔ کا دوگنا یعنی بیسؔ بیسؔ روپیے دیے جائینگے۔ بس دونون لڑکیون کے بیس روپیہ ہوے اور چار لڑکون کے اسّی روپیے ہوے،

مطلق بنات کا حصہ دو ثلث ہے۔ بس اگر میّت کی دو لڑکیان ہوتی ہین تو وہ پورا دو ثلث اُن کو ملجاتا ہے اور اگر ایک لڑکی ہوتی ہے تو اُس کو نصف دیا جاتا ہے اور جو دو ثلث مین سے ایک سُدس باقی رہتا ہے وہ اگر میت کی پوتی ہوتی ہے تو اُسکو دیا جاتا ہے اور اگر میّت کی کوئی لڑکی نہو مگر پوتیان ہون تو چونکہ بنات کا اُن پر بھی اطلاق ہوتا ہے لہذا یہ پوتیان قائم مقام بیٹیون کے کردی جاتی ہین اور مندرجہ بالا تین صورتون کے لحاظ سے حصّہ پاتی ہین۔

پوتی میت کے اپنے لڑکے کی لڑکی یا اپنے پوتے کی لڑکی یا اور نیچے اپنے پوتے کی لڑکی سب پوتیان (بنات الابن) کہلاتی ہین اور اُن کی وراثت کے بارے مین ذیل کی چھ حالتین ہین:۔

(۱) اگر میّت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو تو پوتی اگر ایک ہے تو اُسکو متروکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) آدھا ملے گا۔

(۲) اگر میت کے لڑکا اور لڑکی زندہ نہو اور پوتیاں دو یا زائد ہون تو سب پوتیون کو ملا کر ترکہ کا (بعد ادا ے دین وغیرہ) دو ثلث ⅔ ملے گا،

(۳) اگر میّت کے اولاد صلبی مین صرف ایک لڑکی ہو تو پوتی کا حصہ ایک سدس ہے (پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ) یہ وہی سدس ہے جو لڑکی کے نصف متروکہ کے بعد دو ثلث مین سے بچا ہے اسی وجہ سے اسکو تکملۃ للثلثین کہتے ہین۔

(۴) اگر میت کے کوئی لڑکا زندہ ہے تو اُس صورت مین پوتیان اور پوتے محجوب ہون گے اور کچھ نہ پائینگے

(۵) اگر میّت کے دو لڑکیان زندہ موجود ہین تو اُس صورت مین بھی پوتیان محجوب ہونگی کچھ نہ پائینگی،

(۶) اگر میت کے دو لڑکیان زندہ ہون اور پوتی کے ساتھ میت کا پوتا یا پر پوتا یا اُس سے بھی نیچے کا پوتا ہو تو اُس صورت مین یہ پوتی یا پوتیان عصبہ ہو جائینگی اور ذوی الفروض کے حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ اُن پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین،، تقسیم ہوجاے گا،

نوٹ:۔ جو احکام پوتیون کے وراثت کے متعلق اُوپر لکھے گئے ہین وہی احکام نیچے کے درجے کی پوتیون کے وراثت کے بھی ہین جبکہ اُس سے اوپر کے درجے کی پوتیان زندہ نہون،

اگر بنات الصلب نہون تو پوتی حکم مین بیٹی کے اور پر پوتی حکم مین پوتی کے ہوگی، پوتیون اور پر پوتیون مین وہی پوتی اپنے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ عصبہ ہوگی جسکو کہ مندرجۂ بالا صورتون مین سے کسی ایک صورت سے بھی کچھ حصّہ نہ ملا ہو۔

میّت کی اولاد مین جس درجہ پر کوئی مرد ہوگا وہ اپنے سے نیچے درجہ کی پوتی اور پوتون کو محجوب کردے گا اور اپنے درجہ اور اوپر کے درجہ کی میت کے اُن اولاد اناث

کو عصبہ کردے گا جو ذوی الفروض مین سے ہون مگر بوجہ کسی حاجب کے اُنھون نے حصہ نہ پایا ہو۔ مثلاً

میت
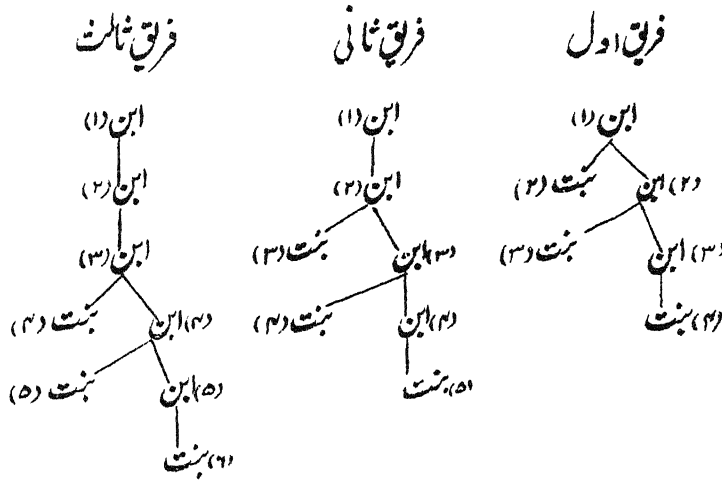
مندرجۂ بالا امثال مین اگر درجہ (۱) مین کوئی ابن زندہ ہے تو نیچے درجہ کی اولاد محجوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن موجود ہے تو (۳ و ۴ وغیرہ) درجہ کی اولاد محجوب ہے۔

اگر درجہ (۲) مین ابن کے ساتھ بنت (۲) بھی موجود ہے تو اُس درجہ (۲) مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور نیچے کے درجہ کی اولاد محجوب ہے

اگر درجہ (۲) مین کوئی ابن نہین ہے صرف بنت (۲) زندہ ہے تو اس کو نصف ملیگا اور سدس بنات درجہ (۳) کو ملے گا بشرطیکہ ابن (۳) زندہ نہون اور اگر ابن (۳) مین سے کوئی ایک بھی زندہ ہے تو پھر سدس نہ ملے گا۔ بلکہ بنات (۳) عصبہ ہوجائینگی اور بقیہ نصف باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اس سے نیچے کی درجہ کی اولاد محجوب ہوگی

اگر درجہ (۲) کی بنت کو نصف ملا ہے اور درجہ (۳) کی بنت کو سدس ملا ہے تو (۴ و ۵ وغیرہ) درجہ مین اگر صرف اناث ہین تو وہ محجوب ہونگی اور اگر درجہ (۴) مین

کوئی ابن بھی ہے تو درجہ (۴) کے ابن و بنات مین بقیہ ترکہ (جو ایک ثلث ہے) للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور اگر اس صورت مین درجہ (۴) مین صرف بنات ہین اور درجہ (۵) مین کوئی ابن ہے تو درجہ (۴) اور درجہ (۵) کی بنات عصبہ ہونگی اور بنت (۶) محجوب ہوگی۔

مسئلۂ تشبیب لغت مین تشبیب ایسے اشعار پڑھنے کو کہتے ہین جنمین معشوق کے جمال اور عاشق کے حال کا ذکر ہو، اور علماء فرائض کے اصطلاح مین تشبیب اُسکو کہتے ہین جسمین مختلف درجات کے بنات کا ذکر ہو تو اب مثال مندرجۂ بالا کو مسئلۂ تشبیب کہین گے،

اُخت لاب و امٍ میّت کی وہ بہن جو میّت ہی کے ماں باپ سے پیدا ہے اُسکو میّت کی اُخت لابٍ وامٍ یا سگی بہن یا اخت عینی کہتے ہین۔

اخت لاب و امٍ کی وراثت کے بارے مین پانچ حالتین ہین جو ذیل مین درج ہین

(۱) اگر میّت کی صرف ایک بہن ہو تو اُسکو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملے گا۔

(۲) اگر میّت کی دو یا دو سے زائد بہنین ہون تو وہ ترکہ کے (بعد ادائگی دین وغیرہ) دو ثلث مین برابر کی شریک ہونگی۔

(۳) اگر میت کی سگی بہن کے ساتھ میّت کا سگا بھائی بھی ہو تو اُس وقت بہن کو فرضیت کا حصہ نہین ملے گا بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جائے گی اور باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین (یعنی ایک مرد کو دو عورتون کے برابر حصّہ ہے) ترکہ (بعد ادائگی دین وغیرہ) تقسیم ہوگا۔

(۴) اگر میّت کی سگی بہن یا بہنین ہین اور سگا بھائی نہین ہے اگر اسکے ساتھ میّت کی صرف لڑکی یا صرف پوتیاں ہین تو اُس وقت نبات کے ساتھ اخت عصبہ

مع غیر ہو جاوے گی یعنی بہن کا فرضیت کا حصہ نہو گا بلکہ لڑکی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ باقی بچا ہو وہ بہن یا بہنون کو (جیسی کہ صورت ہو) ملے گا۔

(۵) اگر میّت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا ہو یا میّت کا اپنا باپ یا دادا زندہ ہو تو سگے بہن اور بھائی محجوب ہونگے کچھ حصّہ نہ پائینگے،

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی مین بھائی بہن حصہ پاتے ہین وہ محجوب نہین ہین۔

اُخت لاب میّت کی وہ سگی بہن جو میّت کے باپ کے نطفہ سے ہو مگر میّت کے مان کے پیٹ سے نہو بلکہ دوسری مان سے ہو وہ اخت لاب یا سوتیلی بہن یا اخت علاتی کہلاتی ہے،

میّت کے اخت لاب کی وراثت کے بارے مین سات صورتین ہین جو درج ذیل ہین۔

(۱) اگر میّت کی صرف ایک سوتیلی بہن ہے تو اُس کو ترکہ کا (بعد ادائگی دین وغیرہ) نصف ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو۔

(۲) اگر میّت کی دو یا زیادہ سوتیلی بہنین ہون تو اُن سب کو ملا کر دو ثلث حصہ ملیگا بشرطیکہ کوئی سگی بہن نہو،

(۳) اگر میّت کی سوتیلی بہن یا بہنون کے ساتھ میّت کی صرف ایک سگی بہن بھی ہے تو اُس صورت مین سوتیلی بہن کا سدس حصہ ہے۔

(۴) اگر میّت کی دو یا زائد سگی بہنین موجود ہون تو میت کی سوتیلی بہن محجوب ہوگی اسکو کچھ حصہ نہ ملے گا،

(۵) اگر میت کی دو سگی بہنون کے ساتھ میت کی سوتیلی بہن اور سوتیلا بھائی بھی ہو تو اُس وقت سوتیلی بہن اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جائیگی اور ذوی الفروض
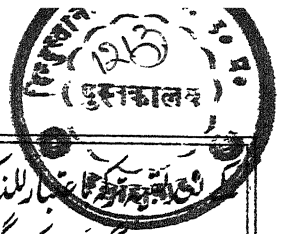
[illegible] عتبار للذکر مثل حظ الانثیین اُن پر تقسیم ہوگا۔

(۶) اگر میّت کی سگی بہن نہو تو اُسکی جگہ پر سوتیلی بہن (اگر سوتیلا بھائی نہین ہو) میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہوگی یعنی سوتیلی بہن اس صورت مین فرضیت کا حصہ نہین پاے گی بلکہ بیٹی اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ سوتیلی بہن کو ملے گا۔

(۷) اگر میت کا اپنا لڑکا یا پوتا یا اور نیچے درجہ کا پوتا یا میّت کا باپ یا دادا یا سگا بھائی یا سگی بہن (حالت عصوبت) مین ہو تو سوتیلی بہن محجوب ہوگی۔ البتہ دادا کی موجودگی مین حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محجوب نہین ہو۔

اخت لام | میّت کی وہ بہن جو میّت کی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو لیکن میّت کے باپ کے نطفہ سے نہو اُس کو اخیافی بہن یا اخت لام کہتے ہین جن کا مفصل بیان اولاد ام کے تحت مین ہو چکا ہے کہ اُنکی وراثت کے بارے مین تین صورتین ہین،

(۱) اگر ایک اخیافی بہن ہو تو ترکہ کا (بعد ادا ے دین وغیرہ) سدس ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زائد اخیافی بھائی بہن ہون تو سب ثلث مین شریک ہونگے تقسیم برابر کی ہوگی،

(۳) اگر میت کی اولاد (ذکور و اُناث) یا بیٹے کی یا پوتے یا اُس سے نیچے درجہ کی اولاد زندہ ہو یا میت کا باپ یا میّت کا دادا موجود ہو تو اخیافی بھائی بہن محجوب ہوتے ہین۔

ام | جس عورت کے بطن سے میّت پیدا ہو وہ میّت کی ام یعنی مان کہلاتی ہے میّت کے باپ کی دوسری بیوی یعنی میت کی سوتیلی مان کا کوئی حصہ میّت کے ترکہ مین نہین ہے۔

میّت کی والدہ (ام) کے حصہ پانے کیلئے ذیل کی تین صورتین ہین:۔

(۱) اگر میت کی اولاد (ذکور یا اناث) ہو یا اُسکے بیٹے یا اُسکے پوتے یا اور نیچے درجہ کی اولاد ہو یا میت کے بھائی بہنون کی تعداد دو ہو یا دو سے زائد ہو۔ (خواہ سب بھائی ہون یا سب بہنین ہون یا کچھ بھائی ہون اور کچھ بہنین ہون اور خواہ ایک ہی قسم کے ہون یا مختلف قسم کے بھائی بہن ہون یعنی علاتی۔عینی۔اخیافی، مگر مجموعہ تعداد اُن کی دو یا زائد ہو) تو میت کی اپنی مان کو میت کے ترکہ کا (بعد ادائے دین وغیرہ) سدس یعنی $\frac{1}{6}$ ملے گا۔

(۲) اگر میت کی اولاد اور میت کے بیٹے اور پوتون کی اولاد نہو اور میت کے بھائی بہنون کی تعداد بھی دو یا اُس سے زائد نہو تو میت کی مان کو (بعد ادائے دین وغیرہ جائداد کا ثلث یعنی $\frac{1}{3}$ ملے گا۔

(۳) اگر میت کی مان کیساتھ صرف باپ اور زوجین مین سے کوئی ہو تو اُس صورت مین احدی الزوجین کا حصہ ترکہ سے دینے کے بعد جو کچھ بچے اس کا ثلث مان کو ملے گا اور مابقی باپ کو ملے گا)۔ اُسکے صرف دو ہی مسئلہ ہین جو درج ذیل ہین :

(الف) میت عورت ہو اور اُسکے ورثا مین صرف اس کا باپ اور مان اور شوہر ہو۔

(ب) میت مرد ہو اور اُس کے ورثا مین صرف میت کے باپ اور مان اور بیوی ہو،

مندرجۂ بالا دونون صورتون مین پہلے زوجیت کا حصہ دیا جائے گا اُسکے بعد جو کچھ بچا ہے اسکا ثلث مان کو اور بقیہ باپ کو عصوبتاً ملے گا مثلاً میت نے ہر دو صورت مین بارہ سو ترکہ چھوڑا ہے تو مسئلہ (الف) مین پہلے میت کے خاوند کو ترکہ کا نصف یعنی چھ سو روپیہ دیا جائیگا اب چھ سو جو باقی بچا ہے اُسکا ثلث دو سو روپیہ مان کو دیا جائیگا اور مابقی چار سو باپ کو ملین گے اور مسئلہ (ب) مین میت کی زوجہ کو

ترکہ کا ربع یعنی تین سو روپیہ دیا جائیگا اب نو سو روپیہ باقی بچا اُس کا ثلث یعنی تین سو روپیہ میت کی ماں کو اور مابقی چھ سو روپیہ باپ کو ملے گا۔

مندرجۂ بالا دونوں مسئلوں مین اگر میت کے ورثا مین سے بجاے باپ کے دادا ہو اور باقی دونوں ورثا، بدستور ہون تو دونوں مسئلوں مین اُس وقت بھی امام ابو یوسف رح کے نزدیک ماں کو ثلث مابقی ملے گا جیسا کہ باپ کی موجودگی مین ملتا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک حالت بدل جاے گی اور ماں کو کل ترکہ کا ثلث ملیگا یعنی ہر دو مسئلون مین ماں کو چار سو روپیہ ملے گا اور دادا کو مسئلہ (الف) مین دو سو روپیہ اور (ب) مین پانچ سو روپیہ عصوبتاً ملے گا زوج و زوجہ کے حصّے بدستور رہین گے،

جدۂ صحیحہ جب میّت اور اُسکی کسی دادی یا نانی کے درمیان کسی جد فاسد کا واسطہ نہو تو وہ دادی اور نانی جدۂ صحیحہ کہلاتی ہے۔ مثلاً باپ کی ماں (یعنی ام الاب) دادا کی ماں (ام اب الاب) ماں کی ماں (ام الام)، باپ کی نانی (ام ام الاب) وغیرہ۔ اور اگر میت اور دادی یا نانی کے درمیان کوئی جد فاسد (یعنی نانا) واسطہ ہو تو وہ دادی یا نانی جدۂ فاسدہ کہلاتی ہے۔ مثلاً ماں کی دادی (ام اب الام) باپ کے نانا کی ماں (ام اب ام الاب) نانی کی دادی (ام اب ام الام) وغیرہ جدۂ فاسدہ ہی ذوی الفروض مین سے نہیں ہے بلکہ وہ ذوی الارحام مین داخل ہے۔

میّت کی جدۂ صحیحہ کی وراثت کے بارے مین ذیل کی پانچ صورتین ہین،

(۱) اگر صرف ایک جدۂ صحیحہ ہو تو اُس کو ترکہ کا (بعد اداے دین وغیرہ) چھٹا حصّہ دیا جاے گا

(۲) اگر ایک سے زیادہ جدات صحیحات ہون اور سب میت سے واسطہ مین برابر درجہ مین ہون خواہ وہ دادھیالی ہون (ابویات)، یا نانھیالی (امویات)، تو وہ سب

ترکہ کے چھٹے حصے مین برابر کی شریک ہون گی،

(۳) مان کی موجودگی مین تمام قسم کی جدات ابویات ہون یا امویات سب محجوب ہون گی،

(۴) باپ کی موجودگی مین صرف دادھیالی (ابویات) جدات محجوب ہون گی البتہ نانہیالی (امویات) جدات سدس حصہ پائینگی،

(۵) دادا کی موجودگی مین وہ دادھیالی جدات حصہ نہ پائین گی جو اس دادا کے اوپر اُسکے واسطہ سے ہین اور وہ جدات جو اُسکے قبل کی ہین (بشمول اس دادا کی بیوی کے) اور نانہیالی جدات سب وہی سدس حصہ پائین گی مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے دادا کا باپ (اب اب الاب) اور دادا کی مان (ام اب الاب) اور باپ کی نانی (ام ام الاب) کو چھوڑا تو دادا کی مان اور باپ کی نانی سُدس حصہ مین شریک ہون گی۔

(۶) میّت سے نزدیک تر جدہ (دادھیالی ہو یا نانہیالی) تمام اُن جدات کو محجوب کردیگی جو اُس سے زیادہ دور درجہ پر ہون (ابویات ہون یا امویات) عام اس سے کہ یہ نزدیک والی جدہ اس ترکہ سے حصہ پانیوالی ہو یا نہو (یعنی محجوب ہو) مثلاً ایک شخص مرا اُس نے اپنا باپ اور دادی (ام الاب) اور مان کی نانی (ام ام الام) ورثا مین چھوڑی تو ام ام الام جو ایک درجہ دور ہے ام الاب (جو نزدیک تر ہے) کی وجہ سے محجوب ہوگئی باوجود اسکے کہ یہ دادی (ام الاب) بوجہ اب (باپ) کی موجودگی کے خود محجوب ہے اور حصہ نہین پاتی ہے،

(۷) اگر کوئی دادی کئی رشتون سے میّت کی جدہ صحیحہ ہوتی ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک ہر رشتہ کا اُسکو حصّہ ملیگا، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکو ایک ہی حصّہ ملے گا یعنی امام محمدؒ رشتہ کے حساب سے اور امام ابو یوسفؒ ذات کے لحاظ سے حصّہ

دلواتے ہین، **مثلاً** زید مرا اور اُس نے اپنے باپ کی نانی مسماۃ ہندہ اور اپنے باپ کی دادی مسماۃ خالدہ اور اپنے مان کی نانی وہی مسماۃ خالدہ چھوڑی تو اب مسماۃ ہندہ صرف ایک رشتہ سے اور مسماۃ خالدہ دو رشتون سے (ایک توام اب الاب اور دوسرے ام ام الام) جدۂ صحیحہ ہوتی ہے اور میت سے سب تیسرے درجہ پر ہین لہذا سدس حصہ مین برابر کی شریک ہین تو امام محمدؒ کے نزدیک مسماۃ خالدہ کو دو حصے ملین گے کیونکہ اُسکے ساتھ دو رشتہ ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک ہی حصہ ملے گا کیونکہ شخص تو ایک ہی ہے۔ گویا امام محمدؒ کے نزدیک اُس سدس حصہ کے تین حصے کیے جائین گے جسمین سے ایک ہندہ کو اور دو خالدہ کو دیے جائینگے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سدس حصے کے دو حصے کیے جائین گے ایک ہندہ کو اور ایک خالدہ کو ملے گا
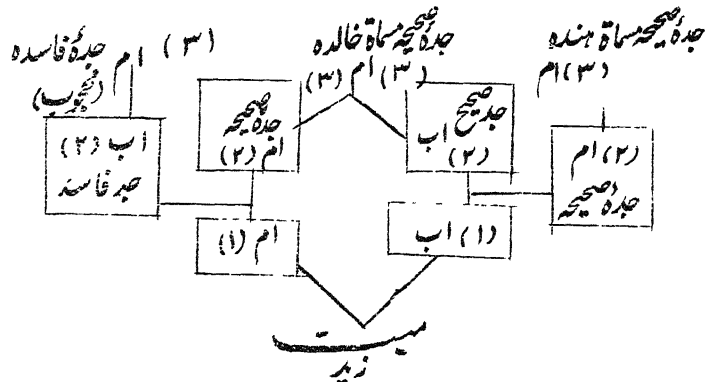
اسی طرح سے اگر کوئی دادی یا نانی تین رشتون سے جدۂ صحیحہ ہوتی ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک وہ تین حصہ پاے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ بہرحال ایک ہی حصہ پاے گی۔

عصبات مین تقسیم جیسا کہ شروع مین بیان ہو چکا ہے کہ عصبات دو طرح کے ہوتے ہین ایک نسبیہ اور ایک سببیہ اور پھر عصبہ نسبیہ کی تین قسمین ہین عصبہ بنفسہٖ

عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ اور اُن سب کی تعریفین لکھی جاچکی ہین اب معلوم کرنا چاہیے
کہ عصبہ بنفسہ چار صنفون پر منقسم ہین جو درج ذیل ہین ان مین پہلے صنف کے عصبات
بقیہ اصناف کے عصبات کو محجوب کردیتے ہین اور دوسرے صنف والے عصبات تیسرے
اور چوتھے صنف والے عصبات کو محجوب کردیتے ہین اسی طور سے تیسرے صنف والے
عصبات چوتھے صنف والے عصبات کو محجوب کردیتے ہین، اگر تیسرے صنف والے
عصبات بھی موجود نہون تو چوتھے صنف والے عصبات بقیہ بعد ذوی الفروض کل
ترکے کے مستحق ہونگے،

صنف اول۔ میّت کے جزو یعنی بیٹے (ابن)، پوتے (ابن الابن)، پرپوتے
(ابن ابن الابن)، اور اُسکے نیچے درجہ کے مرد۔

صنف ثانی۔ میّت کے اصول یعنی باپ (اب)، دادا (اب الاب)، پردادا
(اب اب الاب)، اور اُس سے اوپر درجے کے دادا۔

صنف ثالث۔ میّت کے باپ کے جزو یعنی میت کے بھائی (اخ)، بھتیجے
(ابن الاخ)، بھائی کے پوتے (ابن ابن الاخ)، اور اُسکے نیچے کے مرد، اخیافی بھائی
(اخ لام) عصبہ نہین ہوتے ہین۔

صنف رابع۔ میّت کے دادا (اب الاب) کے جزو یعنی میت کے چچا (عم)،
چچازاد بھائی (ابن العم)، اور چچا کے پوتے (ابن ابن العم)، پرپوتے وغیرہ چاہے
کسی قدر نیچے درجہ پر ہون اور اسی طور سے پردادا (اب اب الاب) کے بیٹے پوتے
اور نیچے درجہ کے مرد اور اسی طرح سے اور اوپر درجہ کے جد صحیح کی اولاد اسی صنف
مین داخل ہے، اخیافی چچا اور اُن کی اولاد اسمین شامل نہین ہے،

عصبات کے مندرجۂ بالا چہار اصناف مین ہمیشہ ذیل کے دو کلیہ قاعدون
کے ماتحت وراثت جاری ہوتی ہے،

(۱) الاقرب فالاقرب۔ یعنی جس صنف مین جو شخص میت سے درجہ مین قریب ہوگا وہ بعید درجہ والے کو محجوب کردے گا۔ مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے ایک بھائی کا لڑکا ہوا اور میت کے دوسرے بھائی کا پوتا ہو تو بھائی کا لڑکا (ابن الاخ) عصوبتہ کا حصہ پاے گا اور دوسرے بھائی کا پوتا (ابن ابن الاخ) محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے صنف اول مین اگر میّت کا بیٹا اور پوتا ہو تو لڑکا (ابن) عصوبتہ کا حصہ پاے گا اور پوتا (ابن الابن) محجوب ہوگا،

(۲) درصورت تساوی درجات قوت قرابت کی وجہ سے ترجیح ہوگی یعنی اگر کسی صنف مین عصبات میّت سے برابر درجات پر ہون تو پھر سگا (لاب وام) مقدم ہوگا سوتیلے (لاب) پر مثلاً صنف ثالث مین اگر میت کے سگے بھائی (اخ لاب وام) اور سوتیلے بھائی (اخ لاب) موجود ہون تو اخ لاب (سوتیلا بھائی) محجوب ہوگا۔ اسی طور سے اگر میت کے سگے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب وام) اور میّت کے سوتیلے چچا کا لڑکا (ابن العم لاب) ہو تو سگے چچا کا لڑکا عصوبتہ کا حصہ پاے گا اور سوتیلے چچا کا لڑکا محجوب ہوگا۔ اور اسی طور سے سگی بہن (اخت لاب وام) جبکہ بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاے سوتیلے بھائی (اخ لاب) کو محجوب کردے گی اگر کئی عصبات درجہ اور قوت قرابت مین برابر ہون تو عصوبتہ کا حصہ سب پر برابر تقسیم ہوگا۔ مثلاً میّت کے دو سگے چچا تھے ایک چچا کے دو لڑکے اور ایک چچا کے تین لڑکے ہین تو عصوبتہ کا حصہ پانچ جگہہ برابر تقسیم ہوگا۔

عصبہ بغیرہ۔ اس قسم کی عصبات مین صرف وہی چار عورتین ہین جنکا حصّہ قرآن پاک مین اگر ایک ہو تو نصف اور اگر دو ہون یا زیادہ تو دو ثلث مقرر ہے اور وہ (۱) میّت کی لڑکی (بنت) (۲) میت کی پوتی (بنت الابن)، پر پوتی وغیرہ (۳) میّت کی سگی بہن (اخت لاب وام) (۴) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) ہین

پس ان چارون مین سے جس کسی کے ساتھ اُس کا بھائی ہو تو وہ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے اور اُسوقت اُس عورت کو حصہ مقررہ نہین دیا جاتا ہی بلکہ ہر عورت کو اپنے بھائی کا آدھا حصہ ملتا ہی بموجب قاعدہ للذکر مثل حظ الانثیین عمل ہوتا ہے۔ پوتیان اور پرپوتیان اپنے بھائی اور اپنے درجہ کے برابر کے چچازاد بھائی سے بھی عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہین جیسا کہ اُن کی حالت مین بصورت مسئلۂ تشبیب ظاہر کر دیا گیا ہے،

اس مقام پر یہ بات اچھی طور سے یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عصبہ بنفسہ کی بہن عصبہ بغیرہ نہین ہو جاتی ہے بلکہ صرف وہی عورت اپنے بھائی عصبہ بنفسہ کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہو جاتی ہے جو کہ ذوی الفروض مین سے بھی ہو ایسی عورتین صرف چار ہین جنکا ذکر اوپر گذرا ہے کیونکہ جو اور ذوی الفروض عورتین ہین اُن کے بھائی عصبہ بنفسہ نہین ہین اور اُن چارون عورتون کے بھائیون کے علاوہ جو مرد عصبہ بنفسہ ہین اُن کی بہنین ذوی الفروض نہین ہین، مثلاً پھوپھی (اخت الاب) یا بھتیجی (بنت الاخ) جو ذوی الفروض مین سے نہین عصبہ بغیرہ نہین ہو سکتی ہین حالانکہ اُنکے بھائی (عم) چچا اور (ابن الاخ) بھتیجا دونون عصبہ بنفسہ ہین۔ اسی طور سے اخیافی بہن (اخت لام) جو ذوی الفروض مین سے ہی عصبہ بغیرہ نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اُس کا بھائی (اخ لام) عصبہ بنفسہ نہین ہے،

عصبہ مع غیرہ اس قسم کے عصبات صرف دو ہین :- (۱) میت کی سگی بہن (اخت لاب وام) اور (۲) میت کی سوتیلی بہن (اخت لاب) یہ دونون اُسوقت عصوبتہ کا حصہ پاتی ہین جبکہ یہ ہون اور میت کی لڑکی لڑکیان یا پوتی پوتیان یا اور نیچے درجہ کی اولاد اُناث مین سے کوئی ہو اور ان بہنون اور لڑکیون کے ساتھ اُن کا بھائی یا میّت کا باپ نہو۔ یہ بہنین کسی مرد کی وجہ سے عصبہ نہین ہوتی ہین بلکہ لڑکیون یا

پوتیوں کے ساتھ جمع ہو جانے سے عصبہ ہو جاتی ہین اور اس صورت مین لڑکیان اور پوتیان اپنا حصہ مقررہ لے لیتی ہین اور جو کچھ ان کے اور دیگر ذوی الفروض کے حصہ کے بعد باقی بچتا ہے وہ عصوبتہً پاتی ہین اور اس صورت مین ان بہنون کو اپنا حصہ مقررہ نہین ملتا ہے۔ اگر بہنون کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ سب اس حصہ عصوبتہ مین برابر کی شریک ہوتی ہین،

سگی بہن جبکہ عصبہ ہو جاتی ہے تو وہ سوتیلے (علاتی) بھائی بہنون کو عصوبت و فرضیت سے محجوب کر دیتی ہے،

عصبہ سببیہ اوپر جتنے عصبات کا بیان ہوا ہے وہ سب میت کے خاندان والے لوگ تھے اسی وجہ سے وہ نسبیہ کہلاتے ہین اگر عصبات نسبیہ کسی میت کے نہون تو ذوی الفروض سے بچا ہوا حصہ یا کل ترکہ عصبہ سببیہ کو ملے گا مگر چونکہ شرعی غلام اور لونڈی کا کسی مقام پر وجود باقی نہین رہا ہے لہذا ہمارے زمانہ مین عصبہ نسبیہ کے عدم موجودگی مین ذوی الفروض نسبیہ پر رد کر دی جائیگی اگر وہ نہون تو ترکہ ذوی الارحام کو ملے گا۔ عصبہ سببیہ مین مولی العتاقہ۔ عصبات نسبیہ مولی العتاقہ عصبات سببیہ مولی العتاقہ داخل ہین یعنی مولی العتاقہ خود مقدم ہے اگر وہ نہو تو اُسکے عصبات بنفسہ اور اگر وہ بھی نہون تو اُسکے عصبات سببیہ حصہ پائینگے،

مولی العتاقہ اس مرد یا عورت کو کہتے ہین جس نے کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو۔ تو یہ آزاد کرنیوالا مولی العتاقہ ہوگا۔ چونکہ یہ آزاد کرنیوالا مالک اپنے غلام کو ایک قسم کی نئی زندگی بخشتا ہے اس لیے شارع علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جبکہ کسی میت کے (جو سابق مین غلام تھا) وہ ورثا جنکی وراثت قرآن پاک سے ثابت ہے (جو صرف ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ مین زندہ نہون) تو ذوی الارحام اور دیگر اشخاص سے مولی العتاقہ مقدم ہوگا کیونکہ یہی وہ شخص ہے جو کہ باعث ہوا تھا کہ میت مین ال

حاصل کرنے اور ملکیت مین رکھنے کی صلاحیت پیدا ہوجاے۔ شرعاً غلام کو ولایت مال حاصل نہین ہوتی ہو جو کچھ غلام مال حاصل کرتا ہے یا مالی معاہدات کرتا ہے وہ سب مالک کی طرف رجوع کرجاتے ہین غلام کا کوئی حق نہین رہتا ہے سب غلام کے مالک کی ملکیت ہوجاتی ہے پس جب مالک اپنے غلام کو آزاد کرتا ہے توگویا وہ اپنا کثیر حصہ مال غلام کو عطا کرتا ہے اِسی لیے اِس بڑے احسان کے بدلے مین شرع نے آزاد کیے ہوے غلام کے ترکہ مین اُسکے مالک آزاد کرنیوالے کا بھی حصہ کہا ہو،

اگر میت آزاد شدہ کا مولی العتاقہ زندہ نہو تو پھر مولی العتاقہ کے عصبات نسبیہ کے صرف مردون کو الاقرب فالاقرب کا لحاظ کرتے ہوے ترکہ دیا جائیگا یعنی مولی العتاقہ کی عصبات نسبیہ کے صنف مین عصبات بغیرہ وعصبات مع غیرہ کو کچھ حصہ نہین دیا جائیگا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لیس للنساء من الولاء الا ما عتقن او اعتق ما اعتقن الخ پس عورت اگر خود مولی العتاقہ ہو یا مولی العتاقہ کی مولی العتاقہ ہو یا ولاء کی اپنی طرف کھینچنے والی ہو تو حصہ پاے گی ورنہ نہین پاے گی اگر مولی العتاقہ کے عصبہ بنفسہ بھی نہون تو پھر میت آزاد شدہ کا ترکہ مولی العتاقہ کے مولی العتاقہ کو ملے گا۔

مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ وہ مرد یا عورت ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو اور اُس آزاد شدہ غلام نے کسی غلام یا لونڈی کی ملکیت حاصل کرکے اپنے غلام یا لونڈی کو آزاد کیا ہو۔ مثلاً زید نے اپنے غلام بکر کو آزاد کیا پھر بکر نے ایک غلام خالد خریدا اور آزاد کیا تو زید خالد کے مولی العتاقہ کا مولی العتاقہ ہوا۔

جرِّ ولاء | جو حقوق آزاد کرنے والے (معتِق) کو اپنے آزاد شدہ غلام (معتَق) پر حاصل ہوتے ہین اُسکو کھینچکر لانا جرِّ ولاء کہلاتا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کسی مالک آزاد کرنے والے کے حقوق جو کسی دوسری طرف منتقل ہوگئے ہون اسکو اپنی طرف واپس لانا یا اپنے معتَق کے حقوق کو واپس لاکر خود اپنے

اسکی صورت یہ ہے۔ مثلاً ہندہ کا ایک غلام زید تھا اور دوسرے شخص بکر کی ایک لونڈی زبیدہ تھی۔ زیدا ور زبیدہ کی شادی (نکاح) دونون کے مالکون کی اجازت سے ہو گئی۔ اوران دونون لونڈی اور غلام سے ایک لڑکا مسمیٰ خالد پیدا ہوا۔ پھر بکر نے اپنی لونڈی زبیدہ کو آزاد کردیا پس زبیدہ کا حق وِلا، بکر کو پہونچا اب چونکہ لڑکا حریت اور مذہبیت مین خیر الابوین کے تابع ہوتا ہے یعنی مان اور باپ مین جو کوئی آزاد ہو گا لڑکا بھی اُسی کے تحت مین آزاد سمجھا جاوے گا ایسے ہی مان باپ مین جو کوئی مسلمان ہو گا نابالغ لڑکا بھی اُسکے تحت مین مسلمان سمجھا جائیگا پس جب زبیدہ آزاد ہو گئی تو اُسی کے تحت مین اُس کا لڑکا خالد بھی آزاد سمجھا جاے گا اور چونکہ زبیدہ کی ولا، بکر کو حاصل ہے تو خالد کی وِلا، بھی بکر کو حاصل ہو گئی۔ اب اُسکے بعد ہندہ نے اپنے غلام زید کو آزاد کردیا اور زید کی وِلا، ہندہ کو ملی اب چونکہ خالد کے مان و باپ دونون آزاد ہین اس لیے بموجب قاعدہ عمومی کہ لڑکا اپنے باپ کے تابع ہوتا ہے خالد زید کے تبعیت مین ہو گیا اور مان کی تبعیت سے نکل گیا لہذا اب خالد کی وِلا، بھی مان کے آزاد کرنے والے سے نکل کر باپ کے آزاد کرنیوالون کی طرف چلی گئی گویا ہندہ نے خالد کی وِلا، کو بکر سے بذریعہ زید واپس حاصل کرلی۔

مندرجۂ بالا مثال مین اگر یہ فرض کرلیا جاے کہ ہندہ سابق مین خود عمرو کی لونڈی تھی اور عمرو نے اُسکو آزاد کردیا تھا اُسکے بعد یہ سب واقعہ مذکورہ ظہور پذیر ہوا تو معتق کے معتق کی جر ولا، کی مثال ہوجاے گی یعنی عمرو بذریعۂ ہندہ کے اس ولا، کو پاے گا جو ہندہ نے بکر سے واپس لی تھی۔

مولی العتاقہ کے عصبات بنفسہ مین سابق کے قواعد مذکورہ کے بموجب وراثت جاری ہو گی یعنی جزو معتق مقدم ہو گا اصل معتق پر اور اصل معتق مقدم ہو گا جزء اب معتق پر اور جزء اب معتق مقدم ہو گا جزء جد معتق پر البتہ جبکہ معتق کا باپ اور معتق کا بیٹا دونون زندہ

ہون تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بموجب قواعد عمومی تمام ولاء معتق کے بیٹے کو ملے گی اور معتق کا باپ محجوب ہوگا مگر امام ابویوسفؒ کے نزدیک ولاء کا سدس حصہ معتق کے باپ کو ملے گا اور باقی ولاء معتق کے بیٹے کو دیجاے گی اور اگر بجاے باپ کے معتق کا دادا اور معتق کا بیٹا زندہ ہو تو (امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ) دونون کے نزدیک تمام ولاء بیٹے کو ملے گی اور دادا محجوب ہوگا۔

اگر کوئی مرد یا عورت اُس غلام یا لونڈی کو خریدے جو خریدار کا ذی رحم محرم ہو یعنی ایسا عزیز قریب ہو جسکے ساتھ شرع شریف نے نکاح حرام کیا ہو (جیسے مان، باپ، بھائی، بہن، بھتیجے، پھوپھی وچچا وغیرہ) تو خرید کرتے ہی ایسا غلام خود بخود آزاد ہوجاتا ہے اور اُسکی حق ولاء خریدنے والے کو ملتی ہے۔ مثلاً چار سگی بہنین ہین اُس مین سے دو بہنون ہندہ اور زبیدہ نے اپنے غلام باپ کو خریدا فی الفور اُس خریداری کے وہ باپ آزاد ہوگیا اب جبکہ باپ مرا تو اُسکے ترکہ مین سے دو ثلث چار بہنون پر بہ حیثیت ذوی الفروض تقسیم ہوگا اور باقی ایک ثلث عصبات کا حق ہے مگر چونکہ عصبات نسبیہ نہین ہین تو میت کے مولی العتاقہ کو ملے گا اور وہ زبیدہ وہندہ ہین لہٰذا ایک ثلث ان دونون کو عصوبتاً دیا جاے گا۔

ذارحم محرم | باعتبار نسب کے رشتہ داری تین طرح کی ہوتی ہے :-

(۱) قرابت قریبہ جسمین اصول وفرع داخل ہین یعنی اپنی اولاد (ذکور واناث) اور اولاد کی اولاد آخر تک اور مان اور باپ اور ان دونون کے مان اور باپ (دادا دادی نانا نانی وغیرہ اوپر تک

(۲) قرابت متوسطہ۔ جسمین اپنے بھائی بہن اور ان کی اولاد نیچے تک اور اپنے اور اپنے اصول کے صرف چچا، پھوپھی، مامون، خالہ وغیرہ شامل ہین اور چچا اور مامون وغیرہ کی اولاد شامل نہین ہے،

(۳) قرابت بعیدہ۔ جسمین اپنے اور اپنے اصول کے چچا پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کی اولاد خواہ وہ کتنے ہی نیچے درجے کی ہو اور تمام دیگر اعزا جو علاوہ قریبہ اور متوسطہ کے ہین شامل ہین۔

مندرجہ بالا قرابتون مین صرف قریبہ و متوسطہ والے ذارحم محرم کہلاتے ہین پس یہی دو قرابت والے ایسے ہین کہ جن کے ساتھ نکاح نہین جائز ہے اور جب کوئی شخص اپنے ایسے قرابت والے اعزہ مین سے کسی کا مالک ہو جائے تو وہ عزیز فوراً آزاد ہو جائے گا۔

قرابت بعیدہ والے اعزہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر اُن مین سے کوئی عزیز غلامی مین آجائے تو آزاد نہو گا۔ عصبات سببیہ مین جہان کہین لونڈی اور غلام کا تذکرہ آیا ہے اُس سے مراد ہر قسم کی لونڈی اور غلام ہین خواہ وہ قن (کامل) ہون یا مدبر ہون یا مکاتب ہون۔

حجُب | جب کوئی وارث محض کسی دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے اپنے مستحقہ حصہ کے کُل یا جزو کے پانے سے روکا جاوے تو اُسکو حجُب کہتے ہین اور نہ پانیوالے یا کم پانے والے وارث کو محجوب اور جس وارث کی وجہ سے نہ پایا ہو یا کمی ہوئی ہو اسکو حاجب کہتے ہین۔ مثلاً میّت کے باپ کی موجودگی مین دادا کچھ نہین پاتا ہے تو باپ حاجب اور دادا محجوب کہلائیگا۔ اسی طور سے میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے میّت کی زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹ کر ثمن رہ جاتا ہے تو اولاد حاجب اور زوجہ محجوب ہوئی۔

محجوب بالکلیہ و محروم کا فرق | ۔ محجوب وارث ہونیکی صلاحیت رکھتا ہے اور واقعی وارث ہے مگر اسکو اُس کا حصّہ نہین دیا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اسی کا ایسا ایک وارث درجے مین میت سے زیادہ قریب زندہ موجود ہے اور محروم میت کا وہ

عزیز ہی جو وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہین رکھتا ہے یعنی ممنوع الارث ہے مثلاً غیر مسلم و قاتل وغیرہ۔

حجب کی دو قسمین ہین (۱) حجب حرمان۔ (۲) حجب نقصان۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصے سے بالکلیہ روکدیا جاے اور کچھ نہ پاے اُسکو حجب حرمان کہتے ہین۔

جب کوئی وارث اپنے مستحقہ حصہ کے کسی جزو سے روک دیا جاے اور کچھ جزو حصہ پائے اُسکو حجب نقصان کہتے ہین،

حجب کی مندرجۂ بالا دونون قسمون کے لحاظ سے ورثا کی تین تقسیمین ہین:۔

(۱) وہ ورثا جنکو کسی قسم کا حجب لاحق نہین ہوتا ہے اور وہ تین ہین (۱) باپ (۲) بیٹا (۳) بیٹی۔

(۲) وہ ورثا جنکو صرف حجب نقصان لاحق ہوتا ہے حجب حرمان نہین لاحق ہوتا ہے وہ بھی تین ہین (۱) ماں (۲) زوج (۳) زوجہ۔

(۳) وہ ورثا جنکو دونون قسم کا حجب لاحق ہوتا ہے وہ پوتا پوتی جد، جدہ، بھائی، بہن اور باقی تمام دیگر اعزہ علاوہ مندرجہ دفعہ۱ و دفعہ۲ کے

مندرجۂ بالا ورثا مین سے نمبر۳ والے ورثا جو کبھی حصہ پاتے ہین اور کبھی نہین اُن کے حصہ پانے یا نہ پانے کا حال معلوم کرنے کے لیے ذیل کے دو قاعدے بنائے گئے ہین جس مین سے کسی ایک کا پایا جانا کافی ہے،

(۱) جو شخص کسی واسطہ (میّت اور وارث مفروضہ کے درمیان کا شخص) کی وجہ سے حصہ پاتا ہے تو اگر وہ واسطہ والا (درمیانی شخص خود موجود ہوگا تو پھر یہ شخص (جو اس واسطہ کی وجہ سے میت کے ساتھ نسبت رکھتا ہے) حصہ نہ پاے گا۔ مثلاً پوتا (ابن الابن) کچھ حصہ نہ پاے گا جبکہ میّت کا بیٹا (ابن) جو پوتے کا باپ ہے موجود ہے اسی طور سے

میت کا دادا حصہ نہ پاے گا جبکہ میّت کا باپ زندہ ہو۔ اسی طرح سے میّت کی
نانی (ام الام) محجوب ہوگی جبکہ میت کی ماں (ام) خود موجود ہوگی۔

اس قاعدہ کلیہ سے صرف اولاد ام مستثنی ہے کیونکہ وہ باوجودیکہ میت کی
ماں کے وجہ سے میت کے ساتھ قرابت رکھتی ہے مگر پھر بھی ماں کی موجودگی میں وہ
حصہ پاتی ہے حالانکہ موجب قاعدہ کلیہ مندرجہ بالا اُسکو محجوب ہونا چاہیے تھا اسکی
وجہ یہ ہے کہ اولاد ام کو جو حصہ ملتا ہے وہ اخوۃ کا ہے اور ماں کو جو حصہ ملتا ہے وہ
اموت کا اور یہ قاعدہ کلیہ اُنھیں ورثا پر جاری ہوتا ہے جو کہ ایک ہی قسم کے حصہ پانے
والے ہوتے ہیں یعنی جبکہ واسطہ اور ذی واسطہ ایک ہی قسم کے حصہ کے مستحق ہوں
جیسے بیٹا اور پوتا جو کہ ابنیت کا حصہ پاتے ہیں۔ یا باپ اور دادا جو اُبوت کا حصہ
پاتے ہیں۔ یا ماں اور دادی اور نانی جو اموۃ کا حصہ پاتی ہیں۔ یا تینوں قسم کے بھائی
اور چچا جو اخوۃ کا حصہ پاتے ہیں تو جب بیٹا یا باپ یا ماں یا بھائی زندہ موجود ہونگے
تو پوتا یا دادا یا دادی اور نانی یا چچا محجوب ہونگے،

(۲) الاقرب فالاقرب، یعنی جو شخص میت سے بلحاظ درجے کے زیادہ قربت
رکھے گا وہ اُس شخص کو محجوب کردے گا جو میّت سے بلحاظ درجے کے اُس سے دور ہے
مثلاً میّت کا بھائی اگر زندہ ہے تو میّت کا چچا محجوب ہوگا کیونکہ میت سے میت کے
بھائی تک صرف ایک واسطہ ہے اس طور سے کہ بھائی میّت کے باپ کا لڑکا ہے
(ابن الاب) اور میت سے میت کے چچا تک دو واسطے ہیں اس طور سے کہ وہ میت کے
باپ کے باپ کا لڑکا ہے (ابن اب الاب) تو ایک درجہ والا وارث میت سے زیادہ قریب ہے
بہ نسبت دو درجہ والے وارث کے پس بھائی حصہ پائیگا اور چچا محجوب ہوگا۔

یہ قاعدہ کلیہ (الاقرب فالاقرب) عصبات ذوی الفروض اور ذوی الارحام سب نافذ ہوتا ہے
جو شخص خود وراثت سے محروم ہو وہ دوسرے ورثا کا حاجب نہیں

ہوسکتا ہے البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم صرف حجب نقصان کرتا ہے لیکن حجب حرمان اُن کے نزدیک بھی نہین کرتا ہے **مثلاً** میّت کے کافر یا قاتل لڑکے کی موجودگی مین میّت کی مان کو بدستور اُس کا فرض ایک ثلث ملیگا اور محروم لڑکا کالعدم سمجھا جائیگا۔ مگر حضرت امام ابن مسعودؓ کے نزدیک اِس صورت مین میّت کی مان کو سدس ($\frac{1}{6}$) حصہ ملیگا انھون نے ان کے حصہ کو ثلث سے گھٹا کر سدس کردیا جیسا کہ دیگر لڑکون کی موجودگی مین ہوا کرتا ہے تو ہمارے نزدیک محروم نے حجب نقصان نہین کیا اور اُن کے نزدیک حجب نقصان کیا۔ البتہ اگر میت کا کافر لڑکا اور میّت کا مسلم پوتا ہو تو ہم دونون کے نزدیک پوتے کو تمال وکمال ترکہ ملے گا محروم لڑکا کوئی اثر نہ کرے گا تو احناف اور حضرت ابن مسعودؓ اِس پر متفق ہین کہ محروم حجب حرمان نہین کرتا ہے،

جو شخص کسی نزدیکی وارث کی وجہ سے خود محجوب ہو وہ سب کے نزدیک دیگر ورثا کو حجب نقصان اور حجب حرمان دونون کرتا ہے **مثلاً** ایک شخص مرا اور اُس نے اپنے دو بھائی اور اپنے مان و باپ چھوڑے تو اِس صورت مین میت کی مان کو بجاے ایک ثلث حصہ کے سدس ہی دیا جائیگا جیسا کہ میت کے دو بھائیون کی موجودگی مین ہوتا ہے گو وہ دونون بھائی اس مسئلہ مین خود بوجہ میت کے باپ کے محجوب ہین اور کچھ حصہ نہین پاتے ہین۔

کسور اگر کسی مقدار مین صرف پوری پوری اکائیان ہون تو اُس کی قیمت شماری کو عدد صحیح کہتے ہین۔ **مثلاً** ۹ و ۱۲ و ۲۴ و ۱۳۳ وغیرہ۔ اگر کسی مقدار مین اکائی کے ایک یا زیادہ برابر حصے شامل ہون تو اُس کی قیمت شماری کو کسر کہتے ہین **مثلاً** $\frac{3}{4}$ و $1\frac{5}{8}$ و $\frac{112}{399}$ وغیرہ۔ حصون کی وہ تعداد جنمین اکائی منقسیم ہوتی ہے کسر کی نسب نما یا مخرج کہلاتی ہے **مثلاً** $\frac{2}{5}$ مین عدد ۵ مخرج ہے، ایسے حصون کی تعداد جن سے کہ مقدار

کسرنُما بنی ہے کسر کا شمار کنندہ یا کسرنما کہلاتی ہے مثلاً ۳/۴ مین عدد ۳ کسرنما ہے
کسر سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوپر کا عدد نیچے کے عدد سے تقسیم کیا ہوا ہے
اسی لیے کسر کے پڑھنے مین یہ کہتے ہین کہ اوپر کا عدد بٹا ہوا نیچے کے عدد سے ہے
مثلاً ۳/۴ کا مطلب یہ ہے کہ عدد ۳ عدد ۴ سے تقسیم کیا ہوا اسی لیے اس کو تین بٹا چار
پڑھتے ہین اور لکھنے مین تقسیم ہونے والے عدد ۳ کو اوپر لکھا ہے اور جس عدد سے
تقسیم ہوا ہے یعنی ۴ اسکو نیچے لکھتے ہین اور درمیان مین ایک لکیر کھینچ دیتے ہین یہ
لکیر تقسیم کی علامت ہے،

اگر کسی کسر کے اوپر اور نیچے والے عدد (کسرنما و مخرج) مین سے ہر ایک کو کسی
ایک ہی سے ضرب کرین یا تقسیم کرین تو کسر کی قیمت مین کچھ تبدیلی نہین واقع ہوگی
مثلاً ۲/۳ کو اوپر اور نیچے ۸ سے ضرب دین تو ۱۶/۲۴ حاصل ہونگے۔ اسی طور سے
۱۲/۱۶ کو اوپر و نیچے ۴ سے تقسیم کرین تو حاصل ۳/۴ ہوگا تو ہر دو صورت مین کسر کی مقدار
مین کوئی فرق نہوا کیونکہ جو نسبت اوپر کے عدد کو نیچے کے عدد کے ساتھ پہلے تھی وہی
ضرب اور تقسیم کے بعد بھی باقی رہی۔

کسر کی دو قسمین ہین :- (۱) کسر مفرد (۲) کسر مرکب۔

کسر مفرد وہ کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ کوئی عدد صحیح نہ ہو۔ مثلاً ۴/۵ و ۸/۹
و ۱۱۹/۱۸۱ وغیرہ۔

کسر مرکب وہ مخلوط کسر ہے جسمین کہ کسر کے ساتھ عدد صحیح بھی ہو مثلاً ۳ ۲/۸
و ۲۵ ۱۸/۹۹ و ۲۰۹ ۱۱/۱۲ وغیرہ۔

تحویل کسر مرکب :- اگر کسی کسر مرکب کو کسر مفرد کی صورت مین لانا ہو تو اُس کا طریقہ
یہ ہے کہ عدد صحیح کو (جو کسر کی داہنے جانب لکھا ہوتا ہے) کسر مفرد کے نیچے والے عدد
(مخرج) سے ضرب کرین اور اُس حاصل ضرب مین اوپر کا عدد (کسرنما) جمع کرین اور

حاصل جمع کو اوپر رکھین یعنی کسر نما بنا دین اور نیچے کا عدد (مخرج) وہی رہنے دین جو پہلے تھا۔ مثلاً ۳ ۲/۵ کسر مرکب ہے اسکو کسر مفرد مین لانا ہے پس تین کو پانچ سے ضرب دیا پندرہ ہوے اسمین دو جوڑے سترہ ہوے تو جواب سترہ بٹا پانچ ہوا (۱۷/۵) اس کسر کا مخرج وہی پانچ رہا جو پہلے تھا۔

کسر مفرد کی دو قسمین ہین:- (۱) کسر واجب (۲) کسر غیر واجب

اگر کسی کسر مفرد کا اوپر والا عدد (کسر نما) نیچے والے عدد (مخرج) سے چھوٹا ہو تو اسکو کسر واجب کہتے ہین مثلاً ۲/۵ و ۷/۱۵ وغیرہ۔

اگر کسر مفرد کا اوپر والا عدد اپنے مخرج سے بڑا ہو تو اُس کسر کو کسر غیر واجب کہتے ہین مثلاً ۷/۵ و ۳۷/۱۱ و ۵۷/۲۴ وغیرہ

اگر کسی کسر مفرد کو جو کسر غیر واجب ہے کسر مرکب مین لانا ہو تو اوپر والے عدد کو نیچے والے عدد (مخرج) سے تقسیم کرین جو خارج قسمت آے گا وہ عدد صحیح لکھا جاے گا اور جو عدد باقی بچا ہے اُسکو کسر نما اور نیچے کا عدد جو تقسیم کرنے والا ہے وہ بدستور اس کسر کا بھی مخرج رہیگا، مثلاً ۱۳/۵ جب ۱۳ کو ۵ سے تقسیم کیا تو خارج قسمت ۲ ہوا یہ عدد صحیح ہوا اور ۳ جو باقی بچا وہ کسر نما اور تقسیم کنندہ ۵ بدستور مخرج رہا ۵) ۱۳ (۲
۳

جواب ۲ ۳/۵ ہوا۔

ہم مخرج کسور دو یا زیادہ کسرین بلا تبدیلی قیمت ایسے کسور مین لائی جاسکتی ہین جنکے مخارج یکسان ہون۔ ان کسرون کے ہم مخرج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دی ہوئی کسرون کے مخارج کا ذو اضعاف اقل نکال لیا جاے اُسکے بعد ہر کسر کے مخرج سے اس مشترک ذو اضعاف اقل کو تقسیم کرین جو جواب آئے اُسکو اوپر کے عدد (یعنی ہر کسر کے کسر نما) سے ضرب کرین مثلاً ۲/۹ و ۵/۱۲ و ۳/۱۰ کو ہم مخرج کرنا ہے مخارج ۹ و ۱۲ و ۱۰ کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۸۰ ہوا ۲ | ۹ و ۱۲ و ۱۰ ، ۳ | ۹ و ۶ و ۵ ، ۳ و ۲ و ۵ ؛ ۲ × ۳ × ۳ × ۲ × ۵ = ۱۸۰۔ اب ۱۸۰ کو ۹ سے

تقسیم کیا ۲۰ ہوا اُسکو ۷ سے ضرب کیا تو ۱۴۰ ہوا اب یہ عدد $\frac{۱۴۰}{۱۸۰}$ ہوا پھر ۱۸۰ کو ۱۲ سے تقسیم کیا اور ۵ سے ضرب دیا ۷۵ ہوا، اب یہ کسر $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ ہوئی پھر ۱۸۰ کو ۱۰ سے تقسیم کیا اور ۳ سے ضرب دیا ۵۴ ہوا اور یہ کسر $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوئی اب ان تینون عددون کا جواب $\frac{۱۴۰}{۱۸۰}$ و $\frac{۷۵}{۱۸۰}$ و $\frac{۵۴}{۱۸۰}$ ہوا سب کے مخرج یکسان ہوگئے اور قیمت مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی۔

وہ کسرات جنکے مخرج یکسان ہون یعنی ہم مخرج ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکے اوپر کا عدد (کسر نما) بڑا ہو مثلاً $\frac{۷}{۱۲}$ و $\frac{۵}{۱۲}$ مین $\frac{۷}{۱۲}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۱۲}$ چھوٹی ہے

وہ کسرات جنکے کسر نما (اوپر کے عدد) یکسان ہون اُن مین وہ کسر بڑی ہے جسکا نیچے کا عدد (مخرج) چھوٹا ہو، مثلاً $\frac{۵}{۳}$ و $\frac{۵}{۴}$ مین $\frac{۵}{۳}$ بڑی کسر ہے اور $\frac{۵}{۴}$ چھوٹی ہے،

مندرجۂ بالا بیان سے یہ ظاہر ہوا کہ مختلف قسم کے کسرات مین جب یہ دریافت کرنا ہو کہ کون سی کسر بڑی اور کون چھوٹی ہے تو پہلے ہم کو چاہیے کہ اگر کچھ کسور مرکب ہون اُن کو مفرد مین لے آئین اُسکے بعد سب کسور مفرد کو ہم مخرج کرین جسکا طریقہ اوپر بیان کیا ہے اُسکے بعد جس کسر کا جدید کسر نما بڑا آے وہ بڑا ہے جو اُس سے چھوٹا ہے وہ کسر چھوٹی ہے اِسی طور سے ترتیب وار معلوم ہو سکتے ہین مثلاً $\frac{۵}{۳}$ و $\frac{۲}{۹}$ و $\frac{۷}{۱۲}$ مین دریافت کرنا ہے کون کسر سب سے بڑی اور کون سب سے چھوٹی ہے

$\frac{۳ \text{ و } ۹ \text{ و } ۱۲}{۱ \text{ و } ۳ \text{ و } ۴}$ ۳ پس ۳×۴×۳ = ۳۶ مشترک ذو اضعاف اقل ہوا اب ہر کسر کے نیچے کے عدد سے اِس ۳۶ کو تقسیم کرکے اور اوپر والے عدد سے ضرب دیکر $\frac{۶۰}{۳۶}$ و $\frac{۸}{۳۶}$ و $\frac{۲۱}{۳۶}$ ہم مخرج ہوے اب اِس مین $\frac{۶۰}{۳۶}$ سب سے بڑا اور $\frac{۲۱}{۳۶}$ اس سے چھوٹا اور $\frac{۸}{۳۶}$ سب سے چھوٹا ہے، لہذا اُن تینون کسرون مین $\frac{۵}{۳}$ سب سے بڑی اور $\frac{۲}{۹}$ سب سے چھوٹی

کسر ہوئی۔

اگر کسور کے ساتھ صرف عدد صحیح بھی ہو تو جسوقت ہم مخرج کرنا ہو تو عدد صحیح
کے نیچے کا عدد ایک کو فرض کرلین گے اور عمل بدستور کرینگے۔ مثلاً ۳/۴ و ۸ و ۲ ۱/۶ کو
ہم مخرج کرنا ہے تو اُس کو ۳/۴ و ۸/۱ و ۱۳/۶ لکھین گے مشترک ذو اضعاف اقل ۴ و ۱ و ۶
کا ۱۲ ہوا تو ۹/۱۲ و ۹۶/۱۲ و ۲۶/۱۲ کی صورت مین کسور ہم مخرج ہوئین۔

کسور کی جمع جب دو یا زیادہ کسرون کو جوڑنا ہو تو جو کسر مرکب ہو اُسکو مفرد کرلو
اور عدد صحیح کے نیچے ایک رکھکر ہم مخرج کرلو پس جو جدید کسر نما اوپر کے عدد حاصل
آئین اُن کو جوڑ کر اوپر رکھو اور مشترک ذو اضعاف اقل کو مخرج کی جگہ پر رکھو جمع کی
علامت یہ + ہے جو اعداد کے درمیان مین ہوتی ہے مثلاً ۲/۳ + ۶ + ۱ ۵/۹ یہ ہم مخرج
اس صورت سے ہوئے ۶/۹ + ۵۴/۹ + ۱۴/۹ اسکا جوڑ ۷۴/۹ ہوا۔

کسر کی تفریق جب ایک کسر مین سے دوسری کسر کو یا عدد صحیح مین سے کسر کو باقی
کرنا ہو تو دونون عددون کو ہم مخرج کرکے باقی کرلو۔ مثلاً ۶ - ۲ ۱/۲ اسکو اس صورت
سے لکھا جاوے ۶/۱ - ۵/۲ = ۱۲/۲ - ۵/۲ اس کا جواب ۷/۲ ہوا۔ تفریق کی علامت یہ - ہے۔

کسور کی ضرب جب کسور کو ضرب کرنا ہو تو تمام کسور کے اوپر والے عددون
کو آپسمین ضرب کرکے اوپر رکھدو اور نیچے کے عددون کو ضرب کرکے نیچے رکھدو ضرب کی
علامت یہ × ہے اور جن عددون کے درمیان لفظ کا لکھا ہوتا ہے اُس سے بھی مراد
ضرب ہوتی ہے۔ مثلاً ۵ × ۲ ۳/۴ کا ۶/۷ اسکو اول یون لکھین گے۔ ۵/۱ × ۱۱/۴ × ۶/۷ اسکا
جواب ۳۳۰/۲۸ ہوا۔

کسور کی تقسیم جب کسور کی تقسیم کرنا ہو تو تقسیم کرنیوالی کسر کو ملیٹ دین گے یعنی
اوپر والے عدد کو نیچے اور نیچے والے عدد کو اوپر کرکے حسب معمول ضرب کرینگے تقسیم کی
علامت یہ ÷ ہے۔ مثلاً ۱ ۳/۴ کو ۵/۶ سے تقسیم کرنا ہے تو اُسکو یون لکھین گے ۷/۴ ÷ ۵/۶ =

$\frac{7}{4} \times \frac{5}{8} = \frac{35}{32}$ جواب ہوا،

کسور تسعہ عربی مین جن کسرون کے نام اُن کے مخارج کے نام کی مناسبت سے رکھے گئے ہین وہ ذیل کی نو کسرین ہین جنکو کسور تسعہ (کسور نہ گانہ) کہتے ہین:- $\frac{1}{2}$ کو عربی مین نصف و $\frac{1}{3}$ کو ثلث و $\frac{1}{4}$ کو ربع و $\frac{1}{5}$ کو خمس و $\frac{1}{6}$ کو سدس و $\frac{1}{7}$ کو سُبع و $\frac{1}{8}$ کو ثمن و $\frac{1}{9}$ کو تسع و $\frac{1}{10}$ کو عشر کہتے ہین۔ اسکے علاوہ جو کسرین ہین جنکا نسب نما ایک ہوتا ہے اور مخرج ۱۰ سے آگے والے عدد ہوتے ہین اُن کو مخرج کے عدد کے نام کے قبل لفظ جزءٍ بڑھا کر پکارتے ہین۔ مثلاً $\frac{1}{15}$ کو جزء من خمسۃ عشر اور $\frac{1}{25}$ کو جزءٍ من خمسۃ وعشرین و $\frac{1}{40}$ کو جزءٍ من اربعین کہتے ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک سے زیادہ ہوتا ہے وہ انھین کسرون کا جن کا کسر نما ایک عدد ہے تکرر یا ضرب ہوتی ہین۔ مثلاً $\frac{5}{6}$ (خمسۃ اسداس) دراصل $\frac{1}{6} \times 5$ ہے یا $\frac{4}{9}$ (اربعۃ اتساع) دراصل $\frac{1}{9} \times 4$ ہے یا $\frac{2}{3}$ (دو ثلث) دراصل $\frac{1}{3} \times 2$ ہے یا $\frac{9}{40}$ دراصل $\frac{1}{40} \times 9$ ہے۔ اسی طور سے کسور نہ گانہ خود بھی بعض بعض کے اجزا ہین اور جن کسرون کا اوپر والا عدد ایک ہے اور مخرج ۱۰ سے زائد ہے وہ سب کسور نہ گانہ کے اجزا ہین یا ان کا جوڑ ہے مثلاً $\frac{1}{12}$ نصف سدس ہے یعنی $\frac{1}{6}$ کا $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{15}$ ثلث الخمس ہے یعنی $\frac{1}{5}$ کا $\frac{1}{3}$ اور $\frac{1}{20}$ کو نصف عشر کہتے ہین یعنی $\frac{1}{10}$ کا $\frac{1}{2}$ اور سدس کو نصف ثلث بھی کہتے ہین یعنی $\frac{1}{3}$ کا $\frac{1}{2}$ وغیرہ۔

مخرج کسی مفرد کسر کا مخرج وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد صحیح ہے جس سے یہ کسر عدد صحیح مین آجاے اور واحد ہو۔ مثلاً ربع کا مخرج چار ہے کیونکہ وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکا ربع عدد صحیح مین آتا ہے اور واحد ہوتا ہے گو دو کا بھی ربع نکلتا ہے جو نصف ہوتا ہے مگر وہ ربع عدد صحیح نہین نکلا بلکہ دو کا ربع کسر مین آیا اسی طور سے آٹھ کا ربع بھی عدد صحیح ہی نکلتا ہے یعنے دو ہوتا ہے مگر آٹھ چھوٹے سے چھوٹا عدد

نہین ہے کیونکہ چار جو آٹھ سے چھوٹا ہے اُس کا ربع بھی عدد صحیح مین نکل رہا ہے اس لیے ربع کا مخرج لازمی طور سے چار ہوگا اسی طور سے تمام کسور نہ گانہ کا مخرج اُن کے نیچے والا عدد ہے۔

قرآن پاک مین ذوی الفروض کے جو حصص مقرر ہوے ہین وہ چھ ہین $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ ان مین سے اول کے پانچ کسور نہ گانہ مین سے ہین اُن مین سے ہر ایک کا مخرج وہی ہے جو اُسکے نیچے کا عدد ہے اور آخر کا عدد $\frac{2}{3}$ در اصل $\frac{1}{3}$ کا دوگنا ہے اور اُس کا مخرج بھی ۳ ہے کیونکہ تین ہی وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جسکے دو تہائی عدد صحیح مین نکلتے ہین۔ تین کا ثلث ایک ہے اور ایک کا دوگنا دو ہے لہذا تین کا دو ثلث دو ہوا۔ تو اب ان چھ فروض کے پانچ مخرج ہوے ۸ و ۴ و ۲ و ۶ و ۳ جنمین سے ۸ و ۴ و ۲ نوع اول اور ۶ و ۳ نوع ثانی کے مخرج ہین۔

ورثاء کا مسئلہ لگانا کسی ایسے چھوٹے سے چھوٹے عدد کو دریافت کرنا جس سے کسی مسئلہ کے ایک یا زیادہ ذوی الفروض کے حصے عدد صحیح مین آجائین اس کو مسئلہ لگانا کہتے ہین جب ایسا عدد دریافت ہو جاے تو جائداد کے اُسی قدر حصے کیے جائینگے اور ہر ذی فرض کو اُسکے حصے کے بقدر دیے جائینگے ممکن ہے کہ وہ دریافت شدہ عدد سب تقسیم ہو جاے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حصص دینے کے بعد کچھ باقی رہ جاے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حصے پورے نہین ہوتے ہین، اب اگر ذوی الفروض مین سے صرف ایک ہی وارث ہو (خواہ اُسکے ساتھ عصبہ ہو یا نہو) تو جو اس ذی فرض کا حصہ مقرر ہے اُسی کے مخرج سے مسئلہ کیا جاے گا یعنی جائداد کے حصے موافق تعداد اُس حصہ کے مخرج کے عدد کے کیے جائینگے۔ مثلاً اگر کوئی شخص مرا اور اُس نے اپنی زوجہ اور بھائی چھوڑا تو اسمین صرف زوجہ کا حصہ مقرر ہے یعنی وہی ذوی الفروض مین سے ہے اور بھائی عصبہ ہے اور چونکہ میت کی کوئی اولاد نہین ہے اسوجہ سے

اس موقعہ پر زوجہ کا حصہ ربع ($\frac{1}{4}$) ہے اور $\frac{1}{4}$ کا مخرج ۴ ہے لہذا مسئلہ چار سے
لگایا جائے گا اور چار کا ربع یعنی ایک زوجہ کو دیا جائے گا گویا متروکہ کے چار حصے
کیے جائینگے جسمین سے ایک حصہ زوجہ کو دیا جائیگا اور جو چار مداد مین سے تین حصے
باقی رہ گئے ہین وہ بھائی کو بلحاظ عصوبت ملین گے طریقہ تحریر مسئلہ کا یہ ہے

المسئلہ من ۴

زوجہ	اخ
۱	۳

اسی طور سے اگر صرف $\frac{1}{8}$ والا ذی فرض ہو تو مسئلہ ۸ سے اگر $\frac{1}{2}$ والا ہو تو ۲ سے اگر $\frac{1}{6}$ والا ہو تو چھ سے اور اگر $\frac{1}{3}$ والا یا $\frac{2}{3}$ والا ذی فرض ہو تو تین سے مسئلہ لگایا جائے گا،

اور اگر میت کے ورثا مین دو یا دو سے زائد ذوی الفروض ہون تو یا تو سب ایک ہی صنف کے حصے والے ذوی الفروض ہونگے یا دونون صنف کے حصون کے ذوی الفروض ملے ہوئے ہونگے۔ اگر ایک ہی صنف والے ذوی الفروض ہین تو انمین سے جو چھوٹا حصہ ہوگا اُسکے مخرج سے مسئلہ کیا جائے گا۔ مثلاً دو ذوی الفروض ہین ایک $\frac{1}{4}$ والا اور دوسرا $\frac{1}{2}$ والا تو $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{2}$ مین $\frac{1}{4}$ چھوٹا ہے لہذا مسئلہ $\frac{1}{4}$ کے مخرج ۴ سے کیا جائے گا یا $\frac{1}{2}$ حصہ والا اور $\frac{1}{8}$ حصہ والا یا $\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{8}$ والا حصہ دار ہو تو مسئلہ ۸ سے کیا جائے گا اور اگر $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ تینون حصے والے یعنے صنف اول کے ذوی الفروض ہین تو مسئلہ ۸ سے کیا جائے گا کیونکہ $\frac{1}{8}$ ان تینون مین چھوٹا ہے۔ اسی طور سے صنف ثانی مین اگر $\frac{1}{6}$ اور $\frac{1}{3}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۶ سے کیا جائیگا کیونکہ $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے یا $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{6}$ والے حصہ دار ہون تب بھی مسئلہ ۶ سے ہوگا یا $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ والے حصہ دار ہون تو مسئلہ ۳ سے ہوگا اور اگر $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ تینون

حصے والے (جو صنف ثانی کے ہین) اکٹھا ہو جائین تو مسئلہ ۶ سے ہوگا کیونکہ اُن تینون مین $\frac{1}{6}$ چھوٹا ہے اور اُس کا مخرج ۶ ہے، اور اگر میّت کے ورثا مین بعض ذوی الفروض ایک صنف کے حصہ والے ہون اور بعض دوسری صنف کے حصہ والے ہون. تو اُس صورت مین ذیل کے قواعد سے مسئلہ کا عدد آسانی سے دریافت ہو جاتا ہے

(۱) اگر صنف اول کا $\frac{1}{2}$ ہو اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۶ سے ہوگا، کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک مخرج از روے حساب ۶ ہوتا ہے۔

(۲) اگر صنف اولے مین سے صرف $\frac{1}{4}$ ہو اور صنف ثانی مین سے کوئی ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض ہون تو ہمیشہ مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) سب کا مشترک ذو اضعاف اقل ۱۲ ہے اور بموجب حساب دو کسرون یا تین یا زیادہ کسرون کے مخرج کا ذو اضعاف اقل دو یا تین یا زیادہ کسرون کا مشترک مخرج ہوتا ہے

(۳) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{4}$ کے حصے والے ہون اور صنف ثانی مین سے ایک یا زیادہ حصہ والے ہون تب بھی مسئلہ ۱۲ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) کا مشترک مخرج ۱۲ ہے

(۴) اگر صنف اول مین سے $\frac{1}{8}$ حصہ والا صنف ثانی کے ایک یا زیادہ حصے والون کے ساتھ جمع ہو جاے تو ہمیشہ مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{2}{3}$) یا ($\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) مین سے ہر جوڑ کا ذو اضعاف اقل جو مشترک مخرج ہے ۲۴ ہوتا ہے،

(۵) اگر صنف اول مین سے ($\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$) یا ($\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$) والے ذوی الفروض ہون اور صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصہ والے ذوی الفروض جمع ہو جائین تب

بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہی عدد (۲۴) اُن کے مخارج کا ذو اضعاف اقل ہے
(۶) اگر صنف اول کے تینون حصے والے ذوی الفروض صنف ثانی کے ایک یا دو یا تینون حصے والے ذوی الفروض کے ساتھ جمع ہو جائین تب بھی مسئلہ ۲۴ سے ہوگا کیونکہ یہ ہی اُن کے مخارج کا ذو اضعاف اقل ہے

علماء فرائض نے جہانتک تحقیق کی ہے کوئی ایسا مسئلہ نہین معلوم ہو سکا جسمین ثمن ($\frac{1}{8}$) کا حصہ والا صنف ثانی کے تینون ($\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$) حصے والون کے ساتھ اکٹھا ہو سکے (صنف ثانی کے ایک یا دو حصون کے ساتھ ثمن کا جمع ہونا ممکن ہے) البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک جمع ہو سکتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک محروم حجب نقصان کرتا ہے، اور احناف کے نزدیک چونکہ محروم کسی قسم کا حجب نہین کرتا ہے اس لیے احناف کے نزدیک ثمن کا تمام صنف ثانی کے ساتھ جمع ہونا ناممکن ہے پس جبکہ کسی شخص نے اپنے ورثا دین کا فر لڑکا و زوجہ و مان و دو سگی بہنین اور دو اخیافی بہنین چھوڑین تو حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک یہان زوجہ کا ثمن ہے محروم لڑکے نے زوجہ کا حصہ ربع سے گھٹا کر ثمن کر دیا یعنی حجب نقصان کیا اور احناف کے نزدیک زوجہ کا ربع ہے کیونکہ لڑکا کافر کسی طرح کا حجب نہین کرتا ہے

مسئلہ نزد حضرت ابن مسعودؓ

المسئلہ ۲۴ تعول الی ۳۱

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب‌وام	اختین لام
×	۳	۴	۱۶	۸

مسئلہ نزد احناف

المسئلہ ۱۲ تعول الی ۱۷

ابن محروم	زوجہ	ام	اختین لاب‌وام	اختین لام
×	۳	۲	۸	۴

اصل یہ ہے کہ ثمن کی حصہ دار صرف زوجہ ہوتی ہے جسکا اصلی حصہ ربع ہے لیکن اگر میت کی اولاد ہوتی ہے تو ثمن ہو جاتا ہے اور اولاد مین ایسا کوئی ذی فرض نہین ہے

جوسدس اور ثلث کا مستحق ہو اس لیے ثمن ($\frac{1}{8}$) سدس ($\frac{1}{6}$) اور ثلث ($\frac{1}{3}$) کے ساتھ کسی طرح جمع نہین ہوسکتا ہے سوائے ابن مسعودؓ کے مسلک پر کہ محروم لڑکا فرض کرلیا جائے تو زوجہ کا ثمن ہوجائے گا اور اُس کے ساتھ مان (سدس والی) اور دو اخیافی بہنین (ثلث والی) جمع ہوسکتی ہین مگر احناف کے نزدیک ایسا نہین ہوسکتا ہے۔ اسی طور سے ثمن ($\frac{1}{8}$) ثلث ($\frac{1}{3}$) اور دو ثلث ($\frac{2}{3}$) کے ساتھ جمع نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دو ثلث والے ذوی الفروض یا دو بہنین ہین یا دو لڑکیان ہین مگر بہنون کی موجودگی سے زوجہ کا حصہ ثمن نہین ہوسکتا ہے پس لامحالہ زوجہ کے ساتھ دو ثلث والی حصہ دار لڑکیان ہون گی تو اب ثلث پانیوالا کوئی نہین ہوسکتا ہے ثلث کی حصہ دار یا تو مان (ام) ہے یا دو اولاد ام تو مان کا حصہ بوجہ اولاد کے ثلث سے سدس ہوگیا اور اولاد ام تو بالکل محروم ہوگئی اس لیے ثمن ($\frac{1}{8}$) سُدس ($\frac{1}{6}$)، و ثلث ($\frac{1}{3}$) کے ساتھ بھی نہین جمع ہوسکتا ہے۔ اسی ضمن مین یہ بھی معلوم ہوگیا کہ $\frac{1}{8}$ صرف $\frac{1}{3}$ کے ساتھ یا صرف $\frac{1}{6}$ کے ساتھ بھی جمع نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان دونون حصون والوں مین سے تنہا کوئی بھی زوجہ کا حاجب نہین ہے اگر اولاد موجود ہوتی ہے تو یہ حصے نہین رہتے ہین،

مسئلہ مین ورثاء کے حصے - جب یہ معلوم ہوگیا کہ فلان عدد سے مسئلہ ہوگا تو اب اس مسئلہ سے ہر وارث کا حصہ نکال لیا جائے جسکا نصف ہو اُس کو مسئلہ کا نصف دیدیا جائے جسکا ربع ہو مسئلہ کا ربع دیدیا جائے، جس ذی فرض کا سدس ہو اسکو مسئلہ کے عدد کا سدس دیدیا جائے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ذی فرض کے حصہ مقررہ کے مخرج سے مسئلہ کے عدد کو تقسیم کردیا جایا کرے اگر ذوی الفروض کے دینے کے بعد کچھ باقی رہجائے تو وہ عصبہ موجودہ کو دیا جائے باقی معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ مسئلہ مین سے مختلف ذوی الفروض کو جو کچھ ملا ہے اُس کو جمع کرلیا جائے اگر مسئلہ کے عدد سے کچھ باقی رہا ہو تو

وہ عصبہ کا حق ہے اگر باقی نہین ہو تو عصبہ کو کچھ نہ ملے گا مثلاً ایک شخص مرا اور اس نے
مان و بہن و چچا کو چھوڑا تو اس مسئلہ مین مان کا ثلث ہے کیونکہ صرف ایک بہن ہے اگر
دو ہوتین تو سدس ہوتا اور بہن کا نصف ہے کیونکہ ایک ہے اگر دو ہوتین تو دو ثلث
ہوتا اور چچا عصبہ ہے اب چونکہ نصف و ثلث جمع ہوے لہذا مسئلہ ۶ سے ہوگا اب اس
۶ کا نصف یعنی ۳ بہن کو اور اسی چھ کا ثلث یعنی ۲ مان کو ملے گا اب ان ذوی الفروض
کے حصص کا مجموعہ ۵ ہوا۔ اب مسئلہ کے عدد مین سے ایک باقی رہا وہ چچا کو ملے گا
طریقہ لکھنے کا یہ ہے،

المسئلہ من ۶

ام	اخت	عم
۲	۳	۱

مشقی سوالات

(۱) ایک عورت مری اس نے شوہر۔ مان۔ بہن۔ بیٹی چھوڑی تو بتاؤ ذوی الفروض کے حصص کیا ہین اور مسئلہ کس عدد سے ہوگا اور اس مسئلہ سے ہر وارث کو کیا ملے گا؟

(۲) ایک شخص مرا اس نے زوجہ۔ لڑکا۔ بہن۔ جدہ چھوڑی مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

(۳) ایک شخص مرا اس نے مان۔ باپ۔ دادا۔ لڑکی۔ بہن چھوڑی مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

(۴) ایک میت نے اپنے ورثا مین سے سوتیلی مان۔ سوتیلا بھائی اور سگا ماموں چھوڑا سب کے حصے بتاؤ۔

(۵) ایک میت نے پھوپھی۔ پوتا۔ اولاد ام چھوڑی کس کو کس قدر جائداد ملے گی،

(۶) ایک میت کے ورثا مین صرف مان ہے جائداد کیونکر تقسیم کیجائیگی؟
(۷) ایک میّت کے ورثا مین ۵ لڑکے اور ۶ لڑکیان ہین ہر ایک کا کیا حصہ ہوا؟
(۸) ایک میّت نے دو ہزار روپیہ ترکہ مین چھوڑے اور اسکے ذمہ پانچ سو روپیہ زکوٰۃ کے اور چھ سو روپیہ دین مہر اور تین سو روپیہ زید کے اور بارہ سو روپیہ عمر کے اور نو سو روپیہ خالد کے قرضہ ہین اور ورثا مین صرف اُس کا لڑکا اور مان ہین تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟
(۹) ایک شخص کا ترکہ اکیس سو روپیہ تھا جسمین سے ایک سو روپیہ اُس کی تجہیز و تکفین مین صرف ہوگیا اب پانچ سو روپیہ بیوی کے دین مہر کے باقی ہین اور بیوی کو سب روپیہ میت نے بموجب وصیّت نامہ رجسٹری شدہ دلوایا ہے بیوی نے باوجود مان کی مخالفت کے اُس روپیہ مین سے سیوم و چالیسوان کیا اور اُس کا خرچہ مجرا مانگتی ہے، اُسکے ورثا مین صرف مان اور بیوی ہے اور مان اس وصیّت کو نہین قبول کرتی ہے تو بتاؤ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟
(۱۰) ایک شخص نے اپنے ورثا مین اخت عینی، بنت، بنت الابن، بنت ابن الابن، بنت ابن ابن الابن اور ابن ابن ابن الابن چھوڑے تو ہر ایک کے حصے بتاؤ اور مسئلہ لگا کر حصہ کشی کرو؟

جوابات

(۱) اس مسئلہ مین شوہر کا (بوجہ بیٹی کے) ربع ہے، مان کا (بوجہ بیٹی کے) سُدس ہے۔ بیٹی کا (بوجہ تنہائی کے) نصف ہے اور بہن (بیٹی کی وجہ سے) عصبہ ہوا اب $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{6}$ و $\frac{1}{2}$ اکٹھا ہوے اس لیے مسئلہ ۱۲ سے ہوا اور ۱۲ کا ربع یعنی ۳ شوہر کو اور ۱۲ کا

سدس یعنی ۲ مان کو اور ۱۲ کا نصف یعنی ۶ بیٹی کو اور بقیہ ایک بہن کو دیا جائیگا

المسئلہ من ۱۲

زوج	ام	بنت	اخت
۳	۲	۶	۱

(۲) اس مسئلہ مین زوجہ کا ثمن ہے (بوجہ لڑکے کے) لڑکا عصبہ ہے بہن محجوب (بوجہ لڑکے کے) ہے اور جدہ (بوجہ عدم اظہار ہمیشہ صحیحہ سمجھی جاوے گی) کا سدس ہے اب ⅛ و ⅙ اکٹھا ہوے مسئلہ ۲۴ سے ہوا۔

المسئلہ من ۲۴

زوجہ	جدہ	لڑکا	اخت
۳	۴	۱۷	م

(۳) صورت مسئولہ مین مان کا ⅙ و باپ کا ⅙ اور وہ عصبہ بھی ہے دادا اور بہن دونون بوجہ باپ کے محجوب ہین اور لڑکی کا حصہ نصف ہے

المسئلہ من ۶

ام	اب	اب الاب	بنت	اخت
۱	۱+۱=۲	م	۳	م (محجوب)

اس مسئلہ مین باپ کو ایک حصہ فرضیت کا اور ایک حصہ عصوبت کا ملا ہے۔

(۴) صورت مسئولہ مین تمام ترکہ سوتیلے بھائی کو ملے گا کیونکہ وہ عصبہ ہے سوتیلی مان کسی حیثیت سے وارث نہین ہے اور ماموں ذوی الارحام مین سے ہے جو موخر ہے

(۵) صورت مسئولہ مین تمام ترکہ پوتے (ابن الابن) کو ملے گا وہ عصبہ ہے۔ اولاد ام بوجہ اولاد میت کے محجوب ہے اور پھوپھی ذوی الارحام مین سے ہے۔

(۶) مان کو ثلث حصہ بوجہ فرضیت اور باقی ترکہ ازروے رد کے ملے گا کیونکہ عصبہ کی عدم موجودگی مین ذوی الفروض پر بقیہ کی رد کردیجاتی ہے،

(۷) صورت مسئولہ مین ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا لڑکے عصبہ بنفسہ اور لڑکیان عصبہ بغیرہ ہین اور ذوی الفروض مین سے کوئی نہین ہے اور پانچ لڑکے بجاے دس لڑکیون کے فرض کیے اور چھ اصل لڑکیان جوڑین جملہ سولہ ہوئین لہذا جائداد کے سولہ حصے کیے جائینگے جسمین سے دو دو حصے ہر ایک لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک لڑکی کو دیا جائیگا۔

(۸) صورت مسئولہ مین تمام قرضون کی مقدار تین ہزار پانچ سو ہے جسمین پانچ سو زکوۃ والے اللہ تعالی کے قرضہ ہین اور تین ہزار روپیہ بندون کا قرضہ ہے کیونکہ دین مہر بھی بندون کے مثل دیگر قرضون کے ہر حالت مین شمار ہوتا ہے اب چونکہ اداے قرضہ جات تقسیم وراثت پر مقدم ہے لہذا پہلے قرضہ دیا جائیگا لیکن قرضون کی تعداد متروکہ سے زیادہ ہے اس لیے اللہ تعالی کا قرضہ نہ ادا کیا جائیگا اب صرف بندون کا تین ہزار روپیہ کا قرضہ ہے اُسکے واسطے بھی ترکہ کافی نہین ہے پس ہر ایک قرضدار کو اُسکے قرضہ کا دو ثلث دیا جاے گا کیونکہ ترکہ تمام قرضون کا دو ثلث ہے پس دین مہر کے چار سو روپیہ اور زید کو دو سو روپیہ اور عمر کو آٹھ سو روپیہ اور خالد کو چھ سو روپیہ بالعوض قرضہ ادا کیے جائینگے اور باقی قرضہ کو قرضخواہون سے معاف کرانے کی کوشش کی جاے۔ ترکہ کچھ نہین بچا لہذا لڑکا اور ماں کچھ نہین پائینگے۔

(۹) اکیس سو روپیہ مین سے ایک سو روپیہ تجہیز و تکفین کے مجرا دیکر پانچسو روپیہ دین مہر کا دیا جائیگا اب پندرہ سو روپیہ باقی رہے اُسکے ثلث سے وصیت کا اجرا ہوسکتا تھا مگر بوجہ اسکے کہ بیوی (جو کہ وارث ہے) کے نام وصیت ہے اور ماں اُسکو قبول نہین کرتی ہے لہذا وصیت کا نفاذ نہین ہوسکتا ہے اور ماں کی مخالفت کی وجہ سے سیوم و چالیسوین کا خرچہ بھی ترکہ سے نہین دیا جا سکتا ہے تو اب بقیہ پندرہ سو کا ربع

یعنی تین سو پچھتر روپیہ (۳۷۵) زوجہ کو اور پندرہ سو کا ثلث یعنی پانچ سو روپیہ (۵۰۰) ماں کو بہ حیثیت ذی فرض ہونے کے دیا جائیگا اور بقیہ چھ سو پچیس روپیہ (۶۲۵) عصبہ کا حق ہے مگر وہ موجود نہین ہیں لہذا ذوی الفروض پر بقیہ کو رد کیا جائیگا اب اس مسئلہ مین ماں اور زوجہ ذوی الفروض مین سے ہین جن مین ماں ذوی الفروض نسبیہ مین سے ہے اور زوجہ ذوی الفروض سببیہ مین سے ہے اور ذوی الفروض سببیہ پر رد نہین ہوتی ہے لہذا بقیہ چھ سو پچیس روپیہ ماں کو پھر دیدیا جاے گا پس ماں کو جملہ سوا گیارہ سو روپیہ ملا۔

(۱۰) صورت مسئولہ مین اخت عینی بوجہ ابن ابن الابن کے محجوب ہے بنت کا نصف حصہ ہے اور بنت الابن کا سدس حصہ (تکملۃ للثلثین) ہے اور بنت ابن الابن اور بنت ابن ابن الابن بوجہ ابن ابن ابن الابن کے عصبہ ہین۔

المسئلہ من ٦

اخت	بنت	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن	ابن ابن ابن الابن
م	۳	۱	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$	۱

عول عول کے لغوی معنی ظلم کی جانب مائل ہونے کے ہین اور اصطلاح اہل فرائض مین عول اُس مسئلہ کو کہتے ہین جسمین ذوی الفروض کے حصون کا مجموعہ اس عدد سے (مخرج) زیادہ ہوجاے جس سے مسئلہ لگایا ہے اور یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی کسور مین سے کوئی کسر ہو۔ یعنی یہ زیادتی مسئلہ کے عدد کی نصف یا ربع یا سدس یا ثلث یا عشر وغیرہ ہو۔ **مثلاً** ایک عورت مری اُس نے اپنے ورثا مین زوج اور دو بہنین (جب تک کوئی وصف مذکور نہو ہمیشہ سگی بہن مراد ہوگی) چھوڑین تو یہان پر زوج کا حصہ نصف اور بہنون کا حصہ دو ثلث ہے پس مسئلہ ۶ سے ہوگا جسمین سے زوج کے ۳ حصے ہوے (نصف کے مخرج ۲ سے مسئلہ کے عدد ۶ کو تقسیم کیا) اور ۴ حصے دونون

بہنون کے ہوے (۱۶ کو ثلث کے مخرج ۳ سے تقسیم کیا ۲ ہوے پھر دو کو ۲ سے ضرب دیا کیونکہ دو ثلث معلوم کرنا ہین تو ۴ ہوے) اب ان دونون حصون کا مجموعہ ۷ (سات) ہوا تو مسئلہ کے عدد (۶) پر ایک کی زیادتی ہوئی اور یہ ایک اصل مسئلہ یعنی ۶ کا سدس ہے (جو کسور تسعہ مین سے ایک کسر ہے) تو اب جائداد کے بجاے چھ حصے کرنے کے سات حصے کیے جائین گے اور یہ لکھا جاے گا کہ المسئلہ من ۶ تعول الی ۷

المسئلہ من ۶ تعول الے ۷

زوج	اختین
۳	۴

تو اب اس صورت مین ہر ذی فرض کا حصہ تھوڑا تھوڑا گھٹ گیا کیونکہ زوج کو نصف ملنا چاہیے تھا جو ۳ ۱/۲ ہوتے ہین اور اسی طور سے بہنون کا بھی بہت خفیف حصہ گھٹ گیا، عول اسی کو کہتے ہین کہ لغوی معنون سے مناسبت ہے، اور یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ذوی الفروض کے مخارج ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۲۴ کے سوا اور نہین ہوسکتے ہین خواہ ایک ذی فرض ہو یا متعدد ذوی الفروض ہون اور ان مین سے جہانتک تحقیق کی گئی ہے جن مسائل کا مخرج ۲ یا ۳ یا ۴ یا ۸ ہوگا اُن کا کبھی عول نہین ہوگا (یعنی ذوی الفروض کے حصص کم نہ پڑینگے) البتہ جن مسائل کا مخرج ۶ یا ۱۲ یا ۲۴ ہوگا اسمین کبھی عول ہوگا اور اُس مین یہ بھی تحقیق ہوگیا ہے کہ ۶ کا عول ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ تک ہوتا ہے اور ۱۲ کا عول صرف طاق عدد مین ہوتا ہے یعنی ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ کا ہوتا ہے وبس اور ۲۴ کا صرف ایک عول ۲۷ کا ہوتا ہے وہ بھی صرف مسئلہ ممبریہ پہ محدود ہے،

مسئلہ ممبریہ ایک شخص مرا اُس نے زوجہ - دو لڑکیان - مان اور باپ چھوڑے تو بوجہ اسکے کہ ۱/۸ و ۲/۳ و ۱/۶ اکٹھا ہوے ہین پس مسئلہ ۲۴ سے ہوگا جسمین سے زوجہ کو

ثمن یعنی تین اور لڑکیون کو دو ثلث یعنی سولہ اور مان کو سدس یعنی چار اور باپ کو بھی سدس یعنی چار ملین گے اور ان سب حصص کا مجموعہ ستائیس ہوا۔ (۳ + ۱۶ + ۴ + ۴ = ۲۷) یعنی مخرج (۲۴) پر ۳ کی زیادتی ہوئی جو مخرج کا ثمن ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۲۷

زوجہ	اختین	ام	اب
۳	۱۶	۴	۴

مندرجۂ بالا مسئلہ کو مسئلۂ ممبریہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اسوقت دریافت کیا گیا تھا جبکہ آپ شہر کوفہ کی مسجد مین ممبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے دوران خطبہ ہی مین فوراً جواب بتا دیا اسپر پھر دریافت کرنیوالے نے اعتراضاً دریافت کیا کہ کیا زوجہ کا ثمن نہین رہیگا تو آپ نے پھر اُسی خطبہ مین جواب دیا کہ زوجہ کا آٹھوان حصہ یہان پر نوان حصہ ہوگیا ہے اور پھر آپ نے اپنا خطبہ جاری رکھا حاضرین کو آپ کی اس ذہانت سے بہت تعجب ہوا اور یہ مسئلہ اسی نام سے نامزد ہوگیا۔

علماء احناف کے نزدیک تو ۲۴ کا عول صرف ۲۷ کا ہوتا ہے مگر حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک علاوہ اسکے ۲۴ کا ایک اور عول ۳۱ کا بھی ہوتا ہے جسکا مسئلہ یہ ہے

المسئلہ من ۲۴ تعول الی ۳۱ عند ابن مسعودؓ

زوجہ	ام	اختین عینی	اختین اخیافی	ابن کافر
۳	۴	۱۶	۸	محروم

علماء احناف کے نزدیک یہ مسئلہ اسطور سے ہوگا

المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۷

زوجہ	ام	اختین عینی	اختین اخیافی	ابن کافر
۳	۲	۸	۴	محروم

بوجہ اسکے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک محروم حاجب از قسم حجب نقصان ہوتا ہے لہذا زوجہ کا حصہ ثمن ہوگیا اور مسئلہ ۲۴ سے ہوا مگر احناف کے نزدیک چونکہ محروم حاجب نہین ہوتا ہے اس لیے زوجہ کا حصہ بدستور ربع رہے گا اور مسئلہ ۱۲ سے ہوگا۔

مندرجۂ بالا مسائل کے عمل سے یہ روشن ہوگیا کہ عول سے مقصد یہ ہے کہ چونکہ مخرج تمام ذوی الفروض کے حصے دینے مین (پورا کرنے مین) تنگ ہوگیا ہے اور ہر ذی فرض کو وہ حصہ دینا ضروری ہے جو اُسکے لیے قرآن پاک مین لکھدیا گیا ہے تو اب اُسکے حل کی کیا صورت ہوسکتی ہے فرض کرو کہ دو ورثا نصف نصف والے ہین اور ایک وارث ثلث والا ہے یہ ظاہر ہے کہ کسی عدد مین دو نصفون سے زائد نہین ہوسکتا ہر پھر یہ ثلث کہان سے دیا جائیگا اس لیے یہ طریقہ نکالا گیا کہ ہر ذی فرض سے بحصۂ رسدی کچھ کم کرلیا جاے اُسکے عمل حسابی مین لانے کا آسان طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ موافق معمول کے مسئلہ مشترک مخرج سے کیا جاے اور اُس سے ہر ذی فرض کو حصہ دیدیا جاے اور جو کچھ مجموعۂ سہام (حصص) ہو اسکو اصل سمجھا جائے مثلاً ایک عورت مری اُس نے اپنا شوہر اپنی بہن اور مان چھوڑی تو چونکہ شوہر کا نصف اور بہن کا نصف اور مان کا ثلث ہے اس لیے مسئلہ ۶ سے ہوا شوہر کو ۳ اور بہن کو ۳ اور مان کو ۲ ملے اور مجموعۂ سہام ۸ ہوا تو گو مسئلہ ۶ سے ہوا مگر آئندہ عمل کے واسطے یہ سمجھنا چاہیے کہ اصل مین مسئلہ ۸ سے ہوا ہے اس واسطے لکھدینا چاہیے کہ المسئلہ من ۶ تعول الے ۸

مشقی سوالات

(۱) ذوی الفروض کے اُن مخارج کے نام لکھو جنکا کبھی عول نہین ہوتا ہے ہر ایک کی مثال بصورت مسئلہ تحریر کرو۔

(۲) مسائل عائلہ کے حل کی یہ آسان صورت کیوں نہ اختیار کی گئی کہ بجائے ہر شخص کے حصہ گھٹانے کے کسی کمزور ذی فرض کا حصہ کم کر دیا جاتا یا بالکل اڑا دیا جاتا؟

(۳) مسائل عائلہ کا انحصار صرف ۶ یا ۱۲ یا ۲۴ کے مخرج پر اور پھر ان کی تحدید خاص اعداد تک کس قسم کے دلائل سے ثابت ہے؟

(۴) مسئلہ شریحیہ کیا ہے مع وجہ تسمیہ لکھو؟

(۵) ذیل کے مسائل حل کرو اور بتاؤ کہ اصل مسئلہ کے کس جزء کی زیادتی ہوئی (اگر عائلہ ہو) جبکہ میت کے ورثاء یہ ہیں۔

(الف) زوج - اختین لاب - اختین لام

(ب) زوجہ - اختین لاب و ام - اخت لام

(ج) شوہر - دو سگی بہنیں - ماں

(د) زوجہ - بنت - اخ لاب و ام

(ہ) زوج - اخت لاب و ام - اخت لاب

(و) زوجہ - اختین لاب - ۲ ام - ۲ اخت لام

(ز) زوجہ - اختین لاب و ام - اختین لام - ام

جوابات

(۱) جس مسئلہ کا مشترک مخرج ۲ ہو مثلاً

المسئلہ من ۲

زوج	اخت لاب
۱	۱

" " ۳ مثلاً

المسئلہ من ۳

ام	اخ
۱	۲

جس مسئلہ کا مشترک مخرج ۴ ہو مثلاً   المسئلہ من ۴

زوج	بنت	اخ
۱	۲	۱

"   "   ۸ " مثلاً   المسئلہ من ۸

زوجہ	ابن
۱	۷

(۲) حضرت ابن عباس رض اسکے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ جسطور سے کہ تمام حقوق کو پورا کرنے کے واسطے اگر ترکہ کافی نہین ہوتا ہے تو وصیت کو تقسیم ورثا پر اور دین کو وصیت پر اور تجہیز و تکفین کو دین پر بوجہ اقوی ہونے کے مقدم کردیتے ہین اُسی طرح سے مسئلۂ عائلہ مین اقوی ذوی الفروض کو دیدیا جاے اور کمزور ذوی الفروض کو نہ دیا جاے یا کم کردیا جاے (جیسی صورت ہو) اور کمزور ذوی الفروض وہی لوگ ہین جو کبھی ذی فرض ہوتے ہین اور کبھی عصبہ ہوجاتے ہین یعنی مقررہ حصہ نہین پاتے ہین اور وہ بیٹی (بنت) اور بہن (اخت) ہے اور وہ لوگ جو ایک مقررہ حصہ سے منتقل ہوکر کوئی دوسرا مقررہ حاصل کرتے ہین وہ اقوی ہین جیسے ماں (ام) و زوجہ وغیرہ علماء احناف رحمہم اللہ اس کا یہ جواب دیتے ہین کہ تمام ذوی الفروض کا سبب استحقاق حصہ پانے کا برابر ہے اور وہ قرآن پاک ہے اس لیے وہ سب حصہ پانے کے یکساں طور سے مستحق ہونگے اگر پائین گے تو سب اپنا پورا حصہ پائینگے اور اگر کسی ایک مین کمی ہوگی تو سب مین بحصۂ رسدی کمی ہوگی اور کسی وارث کا ذوی الفروض مین سے منتقل ہوکر عصبہ ہوجانا کمزوری نہین ہے بلکہ باب ارث مین عصوبت اقوی اسباب ارث مین سے ہے پس کیونکر اس اعتبار سے اُس کو نقصان یا حرمان پہونچایا جاسکتا ہے اور ذوی الفروض کا قیاس دین اور وصیت وغیرہ پر کرنا بھی صحیح نہین ہے کیونکہ ذوی الفروض کے درمیان کوئی ترتیب نہین وارد ہوئی ہے برخلاف اسکے تجہیز و تکفین قرضہ اور وصیت مین ترتیب فرض ہوئی ہے ایک پر دوسرے کو تقدم

حاصل ہے البتہ ذوی الفروض کا قیاس مختلف قرضخواہون پر ہوسکتا ہے جن کے مجموعی قرضے کی ادائگی کے لیے ترکہ کافی نہ ہو پس حق وہی ہے جسپر جمہور فقہاء اور عامۂ صحابہؓ ہین (یعنی جو مسلک احناف کا ہے)

(۳) صرف دلیل استقراء سے ثابت ہے

(۴) یہ مسئلہ منسوب ہے حضرت قاضی شُریح کی جانب جو ۵۷ھ مین شہر کوفہ مین قاضی کے عہدے پر تھے اور اُنھون نے ذیل کے مسئلہ کا اس طریقہ سے فیصلہ کیا تھا۔ قاضی صاحب کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی تھے۔

مسئلہ شریحیہ یہ ہے

المسئلہ من ۶ تعول الے ۱۰

میت

زوج	اختین لاب و ام	اختین لام	ام
۳	۴	۲	۱

(۵) (الف) المسئلہ من ۶ تعول الے ۹ — اصل مسئلہ کے نصف کی زیادتی ہوئی

میت

زوج	اختین لاب	اختین لام
۳	۴	۲

(ب) المسئلہ من ۱۲ تعول الے ۱۳ — اصل مسئلہ کا نصف سدس زیادہ ہوا

میت

زوجہ	اختین لاب و ام	اخت لام
۳	۸	۲

(ج) المسئلہ من ۶ تعول الے ۸ — اصل مسئلہ کا ثلث زیادہ ہوا

میت

زوج	اختین عینی	ام
۳	۴	۱

(د) المسئلہ من ۸ — مسئلہ عائلہ نہین ہے

میت

زوجہ	بنت	اخ لاب و ام
۱	۴	۳

(ہ) المسئلہ من ۶ تعول الے ۷ — اصل مسئلہ کے سدس کی زیادتی ہوئی

میت

زوج	اخت لاب و ام	اخت لاب
۳	۳	۱

(و) المسئلہ من ۱۲ تعول الے ۱۵ — اصل مسئلہ کے ربع کی زیادتی ہوئی

میت

زوجہ	اختین لاب	ام	اخت لام
۳	۸	۲	۲

(ز) المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۷

زوجہ	اختین لاب وام	اختین لام	ام
۳	۸	۴	۲

اصل مسئلہ کے ربع وسدس کی جمع ۳+۲=۵ ہر زیادتی ہوئی

اعداد کی نسبتین - دو عددون کے درمیان مین ذیل کی چار نسبتون مین سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) تماثل (۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین،

(۱) اگر دونون عدد یکسان اور برابر ہون تو وہ متماثل کہلاتے ہین اور انمین نسبت تماثل کی ہوتی ہر مثلاً (۲ و ۲) یا (۹ و ۹) یا (۱۹ و ۱۹) یا (۱۲۴ و ۱۲۴) وغیرہ

(۲) اگر دونون عدد برابر نہون بلکہ چھوٹے وبڑے ہون اور چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹ دے (فنا کردیوے) یعنی بڑا عدد چھوٹے عدد سے پورا پورا بلاباقی کے تقسیم ہوجائے یا یون کہو کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کا کوئی جزو صحیح ہو تو وہ دونون عدد متداخل کہلاتے ہین اور ان مین نسبت تداخل کی ہوتی ہر مثلاً (۴ و ۱۲) یا (۲۴ و ۹۶) اسمین ہر چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹ دیتا ہے اور ۱۲ کا ثلث ۴ ہے ۹۶ کا ربع ۲۴ ہے،

(۳) اگر دونون عدد مختلف ہون اور بڑا عدد چھوٹے عدد سے بلاباقی کے تقسیم نہوتا ہو بلکہ کوئی تیسرا عدد (جو دیا ہوا نہو) ان عددون کو بلاباقی کے تقسیم کردیتا ہے (کاٹ دیتا ہے) تو یہ دونون عدد متوافق کہلاتے ہین اور اُن مین نسبت توافق کی ہوتی ہر مثلاً (۲۸ و ۳۵) [illegible] سے کوئی چھوٹا عدد کسی بڑے کو نہین کاٹ دیتا ہے البتہ ایک تیسرا عدد سات (۷) ہے جو ان سب کو بلاباقی کے تقسیم کردیتا ہر تو یہ اعداد متوافق ہوے۔

(۴) اگر دونون عدد مختلف ہون اور چھوٹا عدد بڑے عدد کو نہ کاٹتا ہو اور نہ کوئی

تیسرا عدد اُن کو پورا پورا تقسیم کرتا ہو تو وہ اعداد متباین کہلاتے ہین اور اُن مین نسبت
تباین کی ہوتی ہی، مثلاً (۷ و ۱۱) یا (۲۹ و ۷۹) یا (۱۳ و ۲۱۷) وغیرہ،

نسبت معلوم کرنیکا طریقہ مندرجۂ بالا چار نسبتون مین سے تماثل عددون
کی نسبتون کے معلوم کرنے مین کوئی دشواری نہین ہی، کیونکہ ان کی یکسانیت اور
مشابہت صاف ظاہر ہوتی ہے بقیہ تین نسبتون کے معلوم کرنے کا از روے
حساب آسان طریقہ یہ ہے کہ دو عددون مین سے بڑے عدد کو چھوٹے عدد سے تقسیم
کیا جاے اگر بغیر باقی بچے پورا تقسیم ہو جاے تو معلوم ہو گا کہ ان دونون عددون مین
تداخل کی نسبت ہے یعنی چھوٹا عدد بڑے عدد مین داخل ہے اور اگر بڑا عدد چھوٹے
عدد سے پورا پورا تقسیم نہو جاے بلکہ کچھ باقی (علاوہ ایک کے) بچے تو اس باقی سے
اس چھوٹے عدد یعنی تقسیم کنندۂ سابق کو تقسیم کرین اگر پھر باقی بچے تو اس دوسری
باقی سے اپنے سابق تقسیم کنندہ (باقی اول) کو تقسیم کرینگے اور اسی طور سے ہر تقسیم کنندہ
کو اُسکی باقی سے تقسیم کرتے چلے جائینگے، یہانتک کہ بلا باقی کے تقسیم ہو جاے یا
ایک (۱) باقی بچ جاے تو اگر آخر مین کسی عدد سے (جو کہ باقی ہوگی) بلا باقی کے
تقسیم ہو جاے تو معلوم ہو گا کہ اصل دونون عددون مین نسبت توافق کی ہی اور یہ تیسرا آخر
کا بلا باقی کا تقسیم کنندہ عدد ان دونون اصل عددون کو بلا باقی کے تقسیم کرے گا اور یہ
دونون اصل عدد آپسمین متوافق ہونگے اور اگر شروع مین یا تقسیم کرتے کرتے آخر مین ایک باقی بچ جاے
تو معلوم ہو گا کہ اصل دونون عددون مین تباین کی نسبت ہے اور یہ دونون عدد متباین ہین
اس عمل کو علم حساب مین مشترک مقسوم علیہ اعظم کہتے ہین، مثلاً ۲۲ و ۳۶ متوافق ہین اور
۷ و ۱۱ متباین ہین،

۲۲) ۳۶ (۱
۲۲
۱۴) ۲۲ (۱
۱۴
۸) ۱۴ (۱
۸
۶) ۸ (۱
۶
۲) ۶ (۳
۶

۷) ۱۱ (۱
۷
۴) ۷ (۱
۴
۳) ۴ (۱
۳
۱

عدد وفق جب دو عدد آپسمین متوافق ہون تو جو تیسرا عدد اُن کو بلا باقی کے تقسیم کردیتا ہے اُس کو عدد وفق کہتے ہین اور جس کسر (جسکے اوپر کا عدد ایک ہو) کا وہ عدد وفق مخرج ہوتا ہے اُس کسر کو جزو وفق کہتے ہین اور اُن متوافق اعداد کی نسبت اُسی کسر کی جانب کی جاتی ہے جیسا کہ توافق کی مثال مندرجہ بالا مین ۱۲۲ اور ۳۶ متوافق ہین اُن کا عدد وفق ۲ ہے لہذا ۲۲ و ۳۶ متوافق بالنصف ہین۔ کیونکہ ۲ مخرج نصف (½) کا واقع ہوا ہے۔ اسی طور سے ۱۲ و ۱۸ کو متوافقان بالسدس اور ۳۳ و ۴۴ کو اور ۵۵ و ۶۶ کو متوافقان بجزمن احد عشر کہین گے،

یہ بات خیال رکھنے کی ہے کہ بعض اعداد ایسے ہوتے ہین کہ وہ متوافق ہوتے ہین مگر وہ کئی عددون سے (جو علاوہ اُن کے ہین) بلا باقی کے تقسیم ہو جاتے ہین تو اس صورت مین جو کاٹنے والے عددون مین سے سب سے بڑا عدد ہوگا وہی عدد وفق کہلائیگا اسی وجہ سے مشترک مقسوم علیہ اعظم کے ساتھ لفظ اعظم بھی لگا ہوا ہے مثلاً ۳۲ و ۴۸ کو ۲ و ۴ و ۸ و ۱۶ مین سے ہر ایک بلا باقی کے تقسیم کردیتا ہے مگر ان مین عدد وفق بڑے سے بڑا ہی عدد ہوگا یعنی ۱۶ عدد وفق ہوگا اور مشترک مقسوم علیہ اعظم کے سابق کے عمل سے بھی ۱۶ نکلے گا۔

خلاصۃ الحساب جو عربی کی مشہور کتاب ہے اُس مین تمام حسابات کا دارومدار صرف جمع و باقی پر ہے اسی لیے فرائض کی کتاب مین جو قاعدہ بنا بر دریافت عدد وفق بڑے عدد سے چھوٹے عدد کو برابر گھٹاتے رہنے کا لکھا ہے وہ از روے حساب جدید مقسوم علیہ اعظم مین شامل ہے اور اسی طور سے جو اور طرق لکھے ہین وہ تقسیم مین شامل ہین۔

تصحیح مسائل اب تک جو مذکور ہوا ہے اُس سے ہر گروہ ورثا کا حصہ مخرج مشترک سے عدد تصحیح مین معلوم ہو جاتا ہے مگر جب اُس گروہ کا حصہ اُسکے افراد پر تقسیم کرنے لگتے ہین

توبھی ایسا ہوتا ہے کہ حصے عدد صحیح مین نہین آتے ہین جسکی وجہ سے کسری حساب نہ جاننے والون کو دقت ہوتی ہے جیسے کہ فرض کرو کہ میت نے پانچ بنات اور تین اولاد ام چھوڑین تو مشترک مخرج چھ ہوا جسمین سے گروہ بنات کو چار اور گروہ اولاد ام کو دو ملے مگر جبکہ ہم گروہ بنات کے چار حصے پانچ بنات پر تقسیم کرتے ہین تو ہر ہر بنت کا حصہ کسر مین آتا ہے اسی طور سے گروہ اولاد ام کے دو حصے جب تین پر تقسیم کرتے ہین تو بھی ہر ولد ام کا حصہ کسر مین آتا ہے پس اسکو دور کرنے کے واسطے اصل مسئلہ (مشترک مخرج) اور اُسی سے نکلے ہوے ہر ایک سہام کو کسی ایسے چھوٹے سے چھوٹے عدد سے ضرب دیتے ہین جس سے ہر ایک فرد وارث کو حصہ عدد صحیح مین ملجاے اسی ضرب دینے کو تصحیح کہتے ہین، اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ دو عددون کو کسی ایک ہی عدد سے ضرب دینے سے ان کی نسبتون مین فرق نہین ہو جاتا ہے لہذا از روے حساب یہ عمل جائز ہے،

طائفہ یا فریق | گروہ ورثا کو کہتے ہین مثلاً بنات۔ جدات۔ عصبات۔ اخوات وغیرہ۔

افراد یا احاد | ہر طائفہ کے اشخاص کو کہتے ہین مثلاً ۳ بنات ہین۔ زبیدہ عائشہ۔ خدیجہ تو ان مین سے ہر ہر بنت کو افراد بنات کہتے ہین اسی طور سے گروہ جدات و عصبات وغیرہ مین جو اشخاص ہونگے اُن کو اُس گروہ کے افراد کہین گے،

عدد رُؤس | وہ عدد ہی جو کسی گروہ ورثا کے افراد کی تعداد ظاہر کرے مثلاً ۵ بنات مین پانچ بنات کا عدد رؤس ہے اسی طور سے ۸ اخوات مین آٹھ کا عدد اخوات کا عدد رؤس ہے، عدد رؤس ہمیشہ گروہ ورثا، کے قبل ظاہر کیا جاتا ہے اور جس وارث کے قبل عدد رؤس نہ لکھا ہو تو وہان ایک متصور ہوگا،

طریقۂ تصحیح | کسی ایک یا زیادہ گروہ ورثا کے سہام (حصے) اُسکے افراد پر جب

پورے پورے تقسیم نہین ہونے ہین بلکہ کسر آتی ہے تو اُسکے رفع کرنے کو عمل تصحیح کہتے ہین اسلیے کسی مسئلہ کی تصحیح کرنے کے لیے یہ معلوم کرلینا چاہیے کہ (۱) آیا تمام گروہ ورثا مین ایک ہی گروہ ہے جسکا حصہ اُسکے افراد پر بلا کسر تقسیم نہین ہوتا ہو یا (۲) دو یا دو سے زائد ایسے گروہ ورثا ہین جنکے افراد پر سہام تقسیم کرنے مین کسر پڑتی ہے۔

(۱) اگر مسئلہ مین صرف ایک ہی فریق (گروہ ورثا) ہو جسکے افراد پر اُسکے سہام بلا کسر تقسیم نہین ہوتے ہین تو ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس فریق کے سہام اور اُسی فریق کے عدد رؤس کے درمیان کونسی نسبت ہو آیا عدد سہام اور عدد رؤس باہم متوافق ہین یا متباین

(الف) اگر عدد رؤس و عدد سہام متوافق ہین تو عدد رؤس کے وفق سے اصل مسئلہ (مشترک مخرج) کو ضرب دیدینگے اور اگر مسئلہ عائلہ ہے تو عدد وفق سے عول کو ضرب دیدینگے اور پھر اُسی عدد وفق سے ہر فریق کے سہام کو بھی ضرب دیدینگے تاکہ تصحیح شدہ مسئلہ سے بھی تمام ورثا کے سہام ظاہر ہوجائین، مثلاً

مسئلہ من ۶ تصحیح ۳۰

لڑکیان (بنات) ۱۰	ام	اب
۴ × ۵ = ۲۰	۱ × ۵ = ۵	۱ × ۵ = ۵

اس مثال مین صرف فریق بنات کے سہام جو چار ہین اُسکے عدد رؤس پر جو دس ہی عدد صحیح مین تقسیم نہین ہوسکتے ہین (البتہ کسر مین تقسیم ممکن ہو یعنی ۴ ÷ ۱۰ = $\frac{4}{1} \times \frac{1}{10} = \frac{2}{5}$ تو ہر بنت کو $\frac{2}{5}$ ملیگا) اسلیے ضرورت واقع ہوئی کہ تصحیح کی جائے تاکہ ہر لڑکی کو عدد صحیح مین حصہ پہونچے پس ہمنے بنات کے عدد سہام جو چار ہے اور عدد رؤس جو دس ہو دونون کے درمیان نسبت دیکھی تو معلوم ہوا کہ یہ دونون متوافق بالنصف ہین یعنی دو ایسا بڑے سے بڑا عدد ہو جو ۴ و ۱۰ کو بلا کسر تقسیم کردیتا ہو (کاٹ دیتا ہے) پس ہمنے عدد رؤس ۱۰ اسکے نصف سے جو پانچ ہے اصل مسئلہ کو جو ۶ ہے ضرب کردیا تو حاصل ضرب ۳۰ ہوا اُسکو تصحیح من کرکے اصل مسئلہ کے آگے لکھدیا اب جبکہ اصل مسئلہ پچگنا کردیا گیا تو اب لازمی طور سے اُس مسئلہ کے سب سہام پانیوالون کے سہام کو بھی پچگنا کردینا پڑا یعنی ہر فریق کے سہام کو پانچ سے ضرب دیدیا تو اب کے پانچ اور ام کے

۵ حصے ہوے اور بنات کے ۲۰ حصے ہوے اب ہر بنت کو ۴ حصے ملین گے یعنی گروہ بنات کے سہام اُسکے افراد پر عدد صحیح مین تقسیم ہو گئے،

(مسئلہ عائلہ) مسئلہ ۱۲ تعول الی ۱۵ تصحیحہ ۴۵

۶ بنات	ام	اب	زوج
۸×۳	۲×۳	۲×۳	۳×۳
۲۴	۶	۶	۹

اس مثال مین گو موجب قاعدہ مسئلہ ۱۲ سے ہوا ہے لیکن اس سے نکلے ہوے سہام کا مجموعہ (۳ + ۲ + ۲ + ۸ =) ۱۵ ہے اسواسطے مسئلہ عول کر کے ۱۵ کو پہونچا اور ہر فریق پر اُسکے سہام مستقیم ہین یعنی بلا کسر تقسیم ہو جاتے ہین صرف ۶ بنات کے سہام جو کہ ۸ ہین بلا کسر تقسیم نہین ہو سکتے ہین اسیوجہ سے تصحیح کی ضرورت واقع ہوئی یہان بھی عدد رؤس ۶ اور عدد سہام ۸ کے درمیان توافق بالنصف ہے لہذا عدد رؤس ۶ کے نصف یعنی ۳ سے مسئلہ کے عول ۱۵ کو ضرب دیا تو ۴۵ ہوا اور ہر فریق کے سہام کو بھی اسی ۳ سے ضرب دیا تو زوج کے ۹ اور اب کے ۶ اور ام کے ۶ اور بنات کے ۲۴ ہوے اب بنات کے حصے اُسکے افراد پر بلا کسر کے تقسیم ہو گئے اور ہر بنت کو ۴ حصے ملے،

(ب) اگر عدد رؤس اور عدد سہام تباین ہین تو جس فریق کے افراد پر تقسیم نہین ہوتی ہے اُسکے عدد رؤس سے اصل مسئلہ کو ضرب دیدین گے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو گا تو عول کو ضرب دینگے اور پھر ہر فریق کے سہام کو بھی اُسی عدد روس سے ضرب دینگے۔ مثلاً

مسئلہ ۶ تصحیحہ ۳۰

۵ بنات	ام	اب
۴×۵	۱×۵	۱×۵
۲۰	۵	۵

(مسئلہ عائلہ) مسئلہ ۶ تعول الی ۷ تصحیحہ ۳۵

۵ اخوات لاب وام	زوج
۴	۳
	۱۵

مندرجۂ بالا قاعدہ مین منجملہ چار نسبتون کے عدد سہام اور عدد روس کے درمیان صرف توافق اور تباین کا تذکرہ کیا گیا اور تماثل اور تداخل کو چھوڑ دیا گیا اسکی وجہ ہے کہ اگر عدد سہام اور عدد رؤس مین تماثل ہو گا تو عدد سہام عدد رؤس پر پورا پورا

تقسیم ہوجائیگا پھر تصحیح کی ضرورت ہی نہ رہیگی مثلاً ۴ بنات ہون اور اُنکے سہام بھی ۴ ہون تو ۴ سے ۴ بلا باقی کے تقسیم ہوگیا اب ضرورت تصحیح کی نہ رہی اور اگر عدد سہام اور عدد روس کے درمیان تداخل کی نسبت ہو تو اُس کا رجوع بھی توافق کے طرف ہوسکتا ہے کیونکہ جن دو عددون مین تداخل کی نسبت ہوگی اُن مین توافق کی نسبت پایا جانا ضروری ہے مگر اِس کا عکس صحیح نہین ہے یعنی جن عددون مین توافق کی نسبت ہو انمین تداخل کی نسبت کا پایا جانا ضروری نہین ہے مثلاً ۴ اور ۸ مین تداخل کی نسبت ہے یعنی چھوٹا عدد ۴ بڑے عدد ۸ کو فنا کردیتا ہے اور پھر اسی ۴ اور ۸ مین توافق کی نسبت بھی ہے وہ یون کہ ایک اور تیسرا عدد ۴ اِن دونون عددون ۴ و ۸ کو پورا پورا تقسیم کردیتا ہے لہذا ۴ و ۸ متوافق بالربع بھی ہین (اور ۴ و ۶ جو توافق بالنصف ہین وہ متداخل نہین ہین) پس جب عدد سہام اور عدد رؤس مین تداخل کی نسبت ہو تو اسکی تصحیح بھی توافق والی صورت کی طرح کی جاے گی،

(۲) اگر مسئلہ مین دو یا تین یا چار یا اُس سے زیادہ ایسے فریق ہون جنکے سہام انکے افراد پر عدد صحیح مین تقسیم نہوتے ہون تو اُسکی چار صورتین ہونگی، (الف) یا تو اُن تمام فریق کے اعداد رُوس (جنکے افراد پر اُن کے سہام پورے پورے تقسیم نہین ہوتے ہین) کے درمیان نسبت تماثل کی ہوگی یا (ب) تداخل یا (ج) توافق یا (د) تباین کی نسبت ہوگی۔

(الف) اگر ایسے اعداد روس کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو اصل مسئلہ کو یا اسکے عول کو کسی ایک عدد رُوس سے ضرب کردینا تصحیح کے لیے کافی ہوگا اور مثل سابق اُسی عدد سے تمام فریق کے سہام بھی ضرب کردیے جائینگے، مثلاً

المسئلہ ۶ تصحیح ۱۸

۶ بنات	۳ جدات	۳ اعمام
۴	۱	۱
۱۲ فی	۳ فی	۳ فی
۲	۱	۱

مندرجۂ بالا مسئلہ مین ہرسہ فریق پر عدد سہام پورا پورا تقسیم نہین ہوتا ہے ان سب کے

اعداد رؤس متماثل ہین کیونکہ اعمام کا عدد رؤس ۳ اور جدات کا عدد رؤس بھی ۳ ہے
البتہ بنات کا عدد رؤس ۶ ہے مگر یہ قاعدہ ہے کہ جس فریق کے عدد سہام اور
عدد رؤس مین توافق ہو تو اُس صورت مین وفق عدد رؤس کو عدد رؤس کہتے ہین
اور یہان بنات کا عدد رؤس ۶ اور اُن کا سہام ۴ ہے اور ۴ و ۶ مین نصف کا توافق
ہے لہذا عدد رؤس کا نصف یعنی ۳ صرف بغرض تصحیح بنات کا عدد رؤس سمجھا جائیگا
پس اب تینون فریق کے عدد رؤس ۳ ہوے اور یہ متماثل ہین لہذا کسی ایک کے
عدد رؤس ۳ سے اصل مسئلہ کو ضرب دیا ۱۸ ہوے اور پھر ہر فریق کے سہام کو ۳ سے
ضرب دیدیا تو اب ہر فریق کے سہام اُسکے افراد پر پورے پورے تقسیم ہو جاتے ہین۔

(ب) اگر ایسے فریق (جنکے سہام پورے پورے تقسیم نہین ہوتے) کے اعداد رؤس کے درمیان نسبت
تداخل کی ہو تو صرف بڑے عدد سے اصل مسئلہ یا عول کو اور ہر فریق کے سہام کو
ضرب دینگے، مثلاً

المسئلہ من ۱۲ تصحہ ۱۴۴

۱۲ اعمام	۳ جدات	۴ زوجات
۷	۲	۳
۸۴	۲۴	۳۶
۷ ہے	۸ ہے	۹ ہے

اس مثال مین بھی تینون فریق کے سہام اُن کے افراد پر عدد صحیح مین نہین تقسیم
ہوتے ہین اور ان تینون کے اعداد رؤس ۴ و ۳ و ۱۲ ہین جن مین نسبت تداخل کی ہے
کیونکہ ۴ سے ۱۲ پورا پورا تقسیم ہو جاتا ہے اور اسی طور سے ۳ سے بھی بلا باقی تقسیم ہو جاتا ہے لہذا
۱۲ اسے جو ان سب اعداد رؤس مین بڑا ہے اصل مسئلہ اور تمام سہام کو ضرب دیدیا،

(ج) اگر ایسے دو یا تین یا چار فریق (جنکے افراد پر سہام کی بلا باقی کے تقسیم نہین ہو سکتی ہے)
کے اعداد رؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ایک فریق کے عدد رؤس کے

وفق سے دوسرے فریق کے پورے عدد رؤس کو ضرب دینگے پھر حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد رؤس کے وفق سے اگر حاصل ضرب اور تیسرے عددین توافق ہو ورنہ کل تیسرے عدد سے ضرب دیوینگے اسی طور سے دوسرے حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے عدد رؤس سے آخر تک پھر سب سے آخر کے حاصل ضرب سے اصل مسئلہ یا اُسکے عول کو اور ہر فریق کے سہام کو ضرب دینگے مثلاً

المسئلہ من ۲۴ تصحیح ۴۳۲۰

۴ زوجات	۱۸ بنات	۱۵ جدات	۶ اعمام
۱۸۰×۳	۱۸۰×۱۶	۱۸۰×۴	۱۸۰×۱
۵۴۰ =	۲۸۸۰ =	۷۲۰ =	۱۸۰ =

مندرجہ بالا مسئلہ مین چارون فریق کے افراد پران کا سہام عدد صحیح مین تقسیم نہین ہوتا ہے اس لیے اُن سب کے اعداد رؤس کی نسبت دیکھی جاے گی تو زوجات کا عدد رؤس ۴ ہے (کیونکہ عدد رؤس ۴ اور عدد سہام ۳ مین تباین ہی) اور بنات کا عدد رؤس ۹ ہے (کیونکہ عدد رؤس ۱۸ اور عدد سہام ۱۶ مین نصف کا توافق ہے لہذا اصل عدد رؤس کا نصف یعنی ۹ لیا جائیگا) اور جدات کا عدد رؤس ۱۵ ہے (عدد سہام و عدد رؤس مین تباین ہے) اور اعمام کا عدد رؤس ۶ ہے اب کل اعداد رؤس ۴ و ۹ و ۱۵ و ۶ ہوے اب ہمنے دیکھا کہ ۶ و ۱۵ متوافق بالثلث ہین لہذا ۶ کے ثلث یعنے ۲ سے ۱۵ کو ضرب دیا ۳۰ ہوے اب ۳۰ و ۹ متوافق بالثلث ہین لہذا ۳۰ کو ۳ سے (جو ۹ کا ثلث ہے) ضرب دیا ۹۰ ہوا۔ اب ۹۰ اور ۴ متوافق بالنصف ہین لہذا ۹۰ کو ۲ سے (جو ۴ کا نصف ہے) ضرب دیا ۱۸۰ ہوے اب اس ۱۸۰ سے اصل مسئلہ ۲۴ کو ضرب دیا تو ۴۳۲۰ ہوے اور سب فریقون کے سہامون کو بھی اسی ۱۸۰ سے ضرب دید یا تو افراد پر حصص کی تقسیم پوری پوری ہوگی۔

(د) اگر افراد پر تقسیم مین کسر پڑنے والے فریقون کے اعداد رؤس مین تباین کی

نسبت ہو تو ایک عدد رؤس کو دوسرے کل عدد رؤس سے اور حاصل ضرب کو تیسرے کل عدد رؤس سے پھر حاصل ضرب ثانی کو چوتھے عدد رؤس سے پھر اسی طور سے پانچوین سے (اگر ہو) ضرب دیکر آخر کے حاصل ضرب سے اصل مسئلہ یا اُس کے عول کو اور ہر فریق کے سہام کو ضرب دینگے، مثلاً

المسئلہ من ۲۴ تصحیح ۵۰۴۰

۲ زوجات	۹ جدات	۱۰ ابنات	۷ اعمام
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰

اس مسئلہ مین زوجات کا عدد رؤس ۲ اور جدات کا ۳ (عدد سہام و رؤس مین توافق ہے) اور بنات کا ۵ (عدد رؤس اور سہام مین توافق ہے) اور اعمام کا ۷ ہے تو ۲ × ۳ × ۵ × ۷ = ۲۱۰ - اب اس ۲۱۰ سے اصل مسئلہ ۲۴ کو ضرب دیا ۵۰۴۰ ہوئے اور ہر فریق کے سہام کو بھی ۲۱۰ سے ضرب دیدیا -

مندرجۂ بالا چار صورتون کے علاوہ بھی ایک اور صورت باقی رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ جن جن طائفہ ورثاء پر عدد سہام پورا پورا تقسیم نہین ہوا ہو اُنکے اعداد رؤس مین مختلف نسبتین ہون یعنی بعض مین توافق اور بعض مین تباین کی نسبت ہو تو اُس صورت مین جن دو اعداد رؤس مین تماثل ہو اُن مین سے صرف ایک لیا جائے اور جن اعداد مین تداخل ہو اُن مین کا بڑا عدد لیا جاے اور ضرب کر دیا جاے اور اگر توافق ہو تو ایک کے عدد وفق سے ضرب دیا جاے اور پھر تباین والے پورے عدد سے ضرب ہو اور آخر کے حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب دیدین مثلاً اعداد رؤس ۲ و ۴ و ۴ و ۶ و ۷ ہین اُن مین سے ۲ و ۴ مین تداخل ہے تو بڑا عدد ۴ لیا اب ۴ و ۴ مین تماثل ہے تو ایک چار لیا اب ۴ و ۶ مین توافق بالنصف ہے بس چار کو ۶ کے

نصف یعنی ۲ سے ضرب دیا تو ۱۲ ہوے اب ۱۲ و ۷ مین تباین ہے پس ۱۲ کو ۷ سے ضرب دیا ۸۴ ہوے اب ۸۴ سے اصل مسئلہ اور سہام کو جو کچھ کہ ہون ضرب دینا چاہیئے

مذکورہ بالا اصول کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دلیل استقرا سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ مسائل مین زیادہ سے زیادہ چار ایسے فریق ہو سکتے ہین جن کے افراد پر اُن کے سہام پورے پورے تقسیم نہون ورنہ اکثر دو یا کبھی تین اس قسم کے فریق ہوتے ہین وبس،

سب سے آسان تصحیح کا قاعدہ یہ ہے کہ جن فریقون پر سہام مستقیم نہین ہین اُن سب کے اعداد روس کو بلا خیال نسبتون کے پورا پورا ضرب کردو اور آخر کے حاصل ضرب سے اصل مسئلہ کو ضرب کردو تو تصحیح مسئلہ ہو جاویگی جو اوپر کے اصول تحریر ہوے ہین وہ صرف ضرب کو آسان کرنے کے واسطے ہین اور اسواسطے ہین کہ جہانتک ہو سکے چھوٹے سے چھوٹا عدد معلوم کرلیا جاے کہ جس سے ہر فریق کے سہام اُن کے افراد پر پورے پورے تقسیم ہو جائین،

افراد کے سہام نکالنا اوپر کے قواعد مین کئی بار یہ ظاہر کر دیا گیا ہی کہ تصحیح سے ہر فریق کے سہام معلوم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے اصل سہام کو اسی عدد سے ضرب کردین جس سے کہ اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہے جب فریق کا سہام معلوم ہو جاے تو اُسکے افراد کے حصص معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فریق کا جو کچھ سہام ہو خواہ یہ سہام اصل مسئلہ سے نکلا ہوا ہو جبکہ تصحیح نہ ہوئی ہو یا تصحیح شدہ سہام ہو جبکہ تصحیح ہوئی ہو اُسکو اُس فریق کے اصلی عدد روس سے تقسیم کردین گے تو اُس فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ نکل آے گا اور اُسکے لکھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اس سہام کو اوپر رکھین گے اور جو خارج قسمت آے اُسکو لفظ فی کے نیچے لکھدینگے مثلاً آخر کی مثال تباین مین ۲ زوجات کو ۶۳۰ ملے ہین تو ۶۳۰ کو ۲ سے تقسیم کیا ۳۱۵

ہوئے اسکو یون لکھا جاے ۳۶ فی ۳۱۵ اسی طور سے ۶ جدات کے سہام ۴۰ ۸ کو ۶ سے تقسیم کیا ۴۸ فی ۱۴ ہوئے جیسا کہ اُس مثال مین لکھدیا ہے ،

مشق کے لیے مثالین

(۱) المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۳ تصحہ ۶۵

۳ زوجات	۸ اخت لاب وام	۵ جدات
۳×۵	۸×۵	۲×۵
۱۵ فی ۵	۴۰ فی ۵	۱۰ فی ۲

(۲) المسئلہ من ۶ تصحہ ۵۴

۸ بنات ۵ ابن	اب	ام	۲۰ اعمام	۵ جدات
۹×۴ / ۳۶ — ۱۸ فی ۲، ۲۰ فی ۴	۹×۱ / ۹	۹×۱ / ۹	م	م

اس مسئلہ مین بنات اور ابن کو للذکر مثل حظ الانثیین حصہ ملنا چاہیے۔ پس ۵ ابن کی ۱۰ ابنات ہوئین اور ۸ اصلی بنات جملہ ۱۸ ابنات ہوئین اور اُنکا سہام ۴ ہے جو اُن پر بلا باقی کے تقسیم نہین ہوتا ہے اور ۱۸ و ۴ متوافق بالنصف ہین لہذا ۱۸ کے نصف سے تصحیح کی۔

(۳) المسئلہ من ۶ تصحہ ۱۲۶

۳ ابن الابن	۲ بنت الابن	۷ بنت	اب الاب	۱۹ اخت	۳ جدات
م	م	۲۱×۴ / ۸۴ فی ۱۲	۲۱×۱ / ۲۱	م	۲۱×۱ / ۲۱ فی ۷

اس مسئلہ مین پوتے اور پوتیان جو عصبات ہین حصے سے محروم رہ گئین کیونکہ

ذوی الفروض کے حصص دینے کے بعد کچھ باقی نہیں بچا جو عصبات پاتے اور اس مسئلہ میں جدات سے امویات اور اب الاب کے نیچے کی ابویات (دونون) مراد ہین۔

مسائل تحریر کرنے مین جن ورثاء کے نیچے حرف (م) بنا دیا جاتا ہے وہ محجوب کی علامت ہوتی ہے۔

(٤) المسئلہ من ٢٤ تصحہ ١٦٨

٣ بنت	٢ ابن	ام	٣ زوجات	جده	خال	عم	ابن الابن	اب الاب
١٣×٧ / ٩١ (مشترک)		٤×٧ / ٢٨	٣×٧ / ٢١ ع ٧	م	م	م	م	٤×٧ / ٢٨
٣٩ ع ١٣	٥٢ ع ٢٦							

(٥) المسئلہ من ٦ تعول الی ١٠ تصحہ ٦٠

زوج	٣ اخت عینی	٢ اخت علاتی	٤ اخ اخیافی	جده
٣×٦ / ١٨	٤×٦ / ٢٤ ع ٨	م	٢×٦ / ١٢ ع ٣	١×٦ / ٦

مسائل فرائض جو حل کیے جاتے ہین ان کے جبرون کی صحت کے جانچ کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تمام فریق کے حصص جوڑ لیے جائین اگر حاصل جمع اصل مسئلہ (یا تعول یا تصحیح جیسی آخری صورت ہو) کے برابر آئے تو معلوم ہوگا کہ مسئلہ (بلحاظ ضرب) صحیح ہوگا یا گیا ہے مثلاً مندرجہ بالا مسئلہ مین ١٨ + ٢٤ + ١٢ + ٦ = ٦٠ ہوے پس مسئلہ (باعتبار ضرب) صحیح ہے

(٦) المسئلہ من ٦ تصحہ ٦٣٠

بنت	٣ بنات الابن	٥ جدات	٧ ابن الاخ
٣×١٠٥ / ٣١٥	١×١٠٥ / ١٠٥ ع ٣٥	١×١٠٥ / ١٠٥ ع ٢١	١×١٠٥ / ١٠٥ ع ١٥

(٧) المسئلہ من ١٢ تصحہ ١٢٠

٢ زوجات	اخت لاب وام	اخت لام	٥ ابن ابن العم
٣×١٠ / ٣٠ ع ١٥	٦×١٠ / ٦٠	٢×١٠ / ٢٠	١×١٠ / ١٠ ع ٢

(۸) المسئلہ من ۶ تصحیح ۷۲

بنت	۳ بنت الابن	۲ بنت ابن الابن	۳ ابن ابن ابن الابن	۱۰ عم
۳×۱۲ / ۳۶	۱×۱۲ / ۱۲ ۴	۶	۲×۱۲ / ۲۴ ۵	م

(۹) المسئلہ من ۶ تصحیح ۱۲

اخت لاب وام	۲ اخت لاب	ام	۲ ابن الاخ لاب وام	ابن الاخ لاب
۳×۲ / ۶	۱×۲ / ۲ ۱	۱×۲ / ۲	۱×۲ / ۲ ۱	م

ترکہ کی تقسیم جب ہمکو اصل مسئلہ یا تصحیح سے ہر فریق اور ہر فرد کے سہام معلوم ہوگئے تو اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ میت کا جو واقعی متروکہ ہے اُسمین سے ہر وارث کو کیا ملے گا اُسکے دریافت کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ متروکہ اور اصل مسئلہ (یا عول اگر عائلہ ہو اور عدد تصحیح اگر تصحیح شدہ ہو) کے عددمین کیا نسبت ہے پس اگر نسبت تماثل کی ہو تو کسی مزید عمل کی ضرورت نہین ہو بلکہ ہر وارث کو اُسکا سہام دیدیا جائیگا اور اگر نسبت موافقت کی ہو تو ہر فریق یا فرد (جسکا حصہ ترکہ سے معلوم کرنا ہے) کے حصہ (جو اصل مسئلہ یا تصحیح سے ہے) کو ترکہ کے وفق سے ضرب دیوینگے اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ یا عول یا تصحیح (جیسی کہ صورت ہو) کے وفق سے تقسیم کردینگے مثلاً

المسئلہ من ۶ بینہما توافق بالنصف ترکہ ۸ روپیہ

۲ بنات	اب	ام
۴	۱	۱
۵ ۱/۳ روپیہ و ۲ ۲/۳ روپیہ	۱ ۱/۳ روپیہ	۱ ۱/۳ روپیہ

فریق بنات = $\frac{4\times 4}{3}$ = $\frac{16}{3}$ = ۵ $\frac{1}{3}$ روپیہ
اب = $\frac{1\times 4}{3}$ = $\frac{4}{3}$ = ۱ $\frac{1}{3}$ روپیہ
ام = $\frac{1\times 4}{3}$ = $\frac{4}{3}$ = ۱ $\frac{1}{3}$ روپیہ

$\frac{16}{3}+\frac{4}{3}+\frac{4}{3} = \frac{16+4+4}{3} = \frac{24}{3}$ = ۸ روپیہ

مندرجۂ بالا مسئلہ مین درمیان اصل مسئلہ ۶ اور ترکہ ۸ کے توافق بالنصف ہے اسلیے ہر وارث کا حصہ وفق ترکہ ۴ سے ضرب اور اصل مسئلہ کے وفق ۳ سے تقسیم ہوا ہے

اور اگر ترکہ کے عدد اور مسئلہ کے عدد مین تباین ہو تو فریق یا فرد کے سہام کو کل ترکہ سے ضرب دینگے اور کل تصحیح کے عدد سے تقسیم کرینگے، مثلاً

المسئلہ من ۸ بینہما تباین ترکہ ۹ روپیہ

زوجہ	ابن	۵ بنت	اخ
۱	۲	۵	م
۱ $\frac{۱}{۸}$ روپیہ	۲ $\frac{۲}{۸}$ روپیہ	۵ $\frac{۵}{۸}$ — ۱ $\frac{۱}{۸}$ روپیہ	

ہر چند کہ یہ قاعدہ کہ سہام سے کل ترکہ کو ضرب دین اور کل تصحیح سے تقسیم (حاصل ضرب کو) کرین تمام صورتون پر حاوی ہے خواہ ترکہ اور تصحیح مین تداخل ہو یا توافق ہو یا تباین ہو مگر صرف آسانی عمل کے واسطے یہ کیا جاتا ہے کہ درصورت توافق سہام کو وفق ترکہ سے ضرب اور حاصل ضرب کو وفق تصحیح سے تقسیم کر دیا جاتا ہے ورنہ نتیجہ مین حالت یکسان رہتی ہے جیسے مندرجۂ بالا امثال توافق مین (جب کہ ترکہ ۸ روپیہ فرض کیا تھا) ۲ بنت کے سہام کو جو ۴ ہے خواہ وفق ۸ سے یعنی ۴ سے ضرب دین اور وفق مسئلہ ۶ سے جو ۳ ہے تقسیم کرین یا ۴ کو کل ۸ سے ضرب دین اور کل ۶ سے تقسیم کرین ($\frac{۴\times۴}{۳} = \frac{۱۶}{۳} = ۵\frac{۱}{۳}$ یا $\frac{۴\times۸}{۶} = \frac{۳۲}{۶} = ۵\frac{۲}{۶} = ۵\frac{۱}{۳}$) ہر حالت مین جواب ۵ $\frac{۱}{۳}$ روپیہ آئے گا،

اگر ترکہ عدد صحیح مین نہو بلکہ کسر مین ہو تو حساب جدید کے جاننے والون کو کسی قسم کی دقت نہوگی، تاہم آسانی کے لیے یہ کرنا چاہیے کہ کسر اگر مرکب ہو تو اُس کو مفرد کر لین اُسکے بعد کسر کے مخرج سے عدد تصحیح یا اصل مسئلہ (جیسی صورت ہو) کو ضرب دیوین یعنی کسر اور عدد تصحیح یا مسئلہ کو ہم مخرج کر لین اُسکے بعد مخرج (کسر کے نیچے والے عدد)

کو نکال دین اُسکے بعد سہام ورثا کو حسب قاعدہ نکالین یعنی ہر سہام کو ترکہ کے اوپر والے عدد سے ضرب دین اور مسئلہ کے عدد اور کسر کے مخرج سے جو حاصل ضرب آیا ہے اُس سے تقسیم کر دین۔ مثلاً

المسئلہ من ۱۲ — ترکہ ۴½ روپیہ

زوج	ام	ابن
۳	۲	۷
$1\frac{1}{8}$ روپیہ	$\frac{3}{4}$ روپیہ	$2\frac{5}{8}$ روپیہ

ترکہ کے ۴½ روپیہ کو کسر مفرد مین لاے $\frac{9}{2}$ ہوا اسکے مخرج ۲ سے عدد مسئلہ ۱۲ کو ضرب دیا ۲۴ ہوے گویا $\frac{9}{2}$ اور ۱۲ مین سے ہر ایک کو ۲ سے ضرب دیا کیونکہ جب کسی دو عددون کو ایک ہی عدد سے ضرب دیتے ہین تو اُن کی نسبت مین فرق نہین ہوجاتا ہے پس $\frac{9}{2} \times \frac{2}{1} = 9$ کے اور $\frac{12}{1} \times \frac{2}{1} = 24$ کے، اب ترکہ ۹ روپیہ رہا اور مسئلہ کا عدد ۲۴ ہوگیا اور ان دونون عددون کے درمیان توافق بالثلث ہے، زوج کا حصہ $\frac{3 \times 3}{8} = \frac{9}{8} = 1\frac{1}{8}$، ام کا حصہ $\frac{3 \times 2}{8} = \frac{3}{4}$، ابن کا حصہ $\frac{7 \times 3}{8} = \frac{21}{8} = 2\frac{5}{8}$،
$1\frac{1}{8} + \frac{3}{4} + 2\frac{5}{8} = \frac{9}{8} + \frac{3}{4} + \frac{21}{8} = \frac{9+6+21}{8} = \frac{36}{8} = \frac{9}{2} = 4\frac{1}{2}$ روپیہ
اور بموجب حساب کسور زوج کا حصہ $3 \times \frac{9}{2} \div 12 = \frac{3}{1} \times \frac{9}{2} \times \frac{1}{12} = \frac{9}{8} = 1\frac{1}{8}$،
ام کا حصہ $2 \times \frac{9}{2} \div 12 = \frac{2}{1} \times \frac{9}{2} \times \frac{1}{12} = \frac{3}{4}$، ابن کا حصہ $\frac{7}{1} \times \frac{9}{2} \times \frac{1}{12} = \frac{21}{8} = 2\frac{5}{8}$

قرضہ کی تقسیم اگر متروکہ تمام قرضخواہون کی ادائگی کے لیے کافی نہو تو اُس وقت (بموجب قاعدہ سابق) ہر قرضخواہ کو بحصہ رسدی روپیہ دیا جائیگا اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک کے قرضہ کو سہام کی جگہ پر فرض کرینگے اور مجموعہ سہام کو اصل مسئلہ سمجھینگے اور ترکہ کو اُسی کی جگہ پر رکھین گے اور مندرجۂ بالا طریقے سے عمل کرینگے یعنی ترکہ کو ہر قرضہ سے ضرب دین گے اور مجموعہ قرضہ سے تقسیم کرینگے جو حاصل ہوگا وہ اُس قرضے

کے قرضخواہ کا بحصہ رسدی روپیہ ہوگا مثلاً میت کے ذمہ زید کا پانچ روپیہ عمرو کا
سات روپیہ اور خالد کا بارہ روپیہ ہے اور میت کا ترکہ اٹھارہ روپیہ ہے تو اب
صورت عمل یہ ہوگی،

المسئلہ من ۲۴ بینہما توافق بالسدس ترکہ اٹھارہ روپیہ

زید	عمرو	خالد
۵	۷	۱۲
۳ ۳/۴ روپیہ	۵ ۱/۴ روپیہ	۹ روپیہ

(۳ ۳/۴ + ۵ ۱/۴ + ۹ = ۱۸ روپیہ)

زید ۵ × ۳/۴ = ۱۵/۴ = ۳ ۳/۴
عمرو ۷ × ۳/۴ = ۲۱/۴ = ۵ ۱/۴
خالد ۱۲ × ۳/۴ = ۳۶/۴ = ۹

وارث کا اخراج اگر میت کے ورثاء مین سے کوئی وارث کسی معلوم چیز کے
عوض جو کہ ترکہ مین سے ہو باقی ورثاء کو راضی کرکے اپنے حصہ سے دست بردار
ہوجاے تو اُسکو تخارج کہتے ہین،

تخارج اُسوقت تک جائز نہین ہی جب تک کہ ترکہ کسی قسم کے بار سے سبکدوش
نہ کرلیا جاے

اس صورت مین مسئلہ توحسب دستور سابق تمام ورثاء (جنمین خارج ہونیوالا بھی
شامل ہو) کا لگایا جائیگا مگر بعد کو اُس دست بردار ہونے والے وارث کا سہم حصہ
خارج کردیا جا سے گا، اب بقیہ ورثاء کے سہام کے مجموعہ کو اصل مسئلہ سمجھا جائیگا اور
جائداد کے حصے بقیہ وارثون کو اُنکے سابق کے سہام کے موافق دیے جائین گے
مثلاً ایک عورت مری اور اُس نے زوج وام وعم وارث چھوڑے اُن مین سے
زوج نے جسکے ذمہ میت کا مہر تھا (جو کہ متروکہ مین شامل ہوتا ہے) اُسی مہر کے
عوض اپنے حصہ سے دست برداری کرلی یعنی یہ کہا کہ نہ مین مہر کا روپیہ دون گا اور
نہ متروکہ سے حصہ لون گا اور ماں اور چچا نے اُسکو منظور کرلیا تو اب ورثاء کا مسئلہ

(جسمین زوج بھی شامل ہی) چھ سے ہوا جسمین سے تین حصہ زوج کے دو حصے
مان کے اور ایک حصہ چچا کا ہوا اب اس مین سے ۳ حصے زوج کے بوجہ صلح
خارج کردیے جائین اور متروکہ کے (علاوہ مہر کے) صرف تین حصے کیے جائین
جو بقیہ ورثاء کا مجموعہ سہام ہے (۲+۱=۳) اُسمین سے مان کو ۲ حصے اور چچا کو
ایک حصہ ملے گا،

اگر قبل مسئلہ لگانے کے زوج کو بوجہ صلح کے خارج کردین تو اُس وقت
نتیجہ اسکے برعکس نکلے گا یعنی چچا کو ۲ حصے اور مان کو ایک حصہ ملے گا اور یہ اجماع
کے خلاف ہے کیونکہ مان کا حصہ اس موقع پر ثلث الکل ہے جو ۲ حصے ہوتے ہین
(۶ کا ۱/۳ = ۲) اور اگر زوج کو پہلے ہی نکال دیتے ہین تو مان کو ثلث باقی (بعد
فرض احدی الزوجین) یعنی ایک ملتا ہے کیونکہ عم اور ام کا مسئلہ ۳ سے ہوتا ہے
اور ۳ کا ۱/۳ = ۱ ہے، اور از روے حساب بھی یہ طریقہ (زوج کو پہلے سے خارج
کرکے حصہ لگانا) اصول کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ زوج کو شامل کرکے جب حصہ لگایا
ہے تو ام کو اصل مسئلہ ۶ مین سے ۲ حصے اور عم کو ایک حصہ ملا ہی یعنی مان کو عم کا دوگنا
ملا ہے اُسکے بعد زوج کو نکالدیا ہے تو اُسکے (زوج کے) ۳ حصے مان اور
چچا پر اُسی نسبت سے تقسیم ہونگے یعنی اُن مین سے بھی مان کو ۲ حصے اور
چچا کو ایک حصہ ملے گا، اب مان کے ۴ حصے اور عم کے دو حصے ہوگیے یعنی اصل
مسئلہ (۶) کا دو ثلث مان کو ملا اور ایک ثلث عم کو ملا اور دوسری صورت مین یعنی
زوج کو پہلے ہی سے خارج کرکے حصہ لگایا جاے تو اصل مسئلہ (۳) مین سے
ایک حصہ مان کو ملتا ہے اور ۲ حصے عم کو ملتے ہین یعنی اصل مسئلہ کا دو ثلث چچا کا
اور ایک ثلث مان کا ہوا جاتا ہے گویا عکس ہوا جاتا ہے اور مان کو بلا وجہ ضرر پہنچایا
جاتا ہے حالانکہ جو مہر زوج کو چھوڑا گیا ہے اُس مین مان کا بھی حق تھا۔

رَدّ رد کے لفظی معنی لوٹانے کے ہین اور اصطلاح فرائض مین جبکہ کسی مسئلہ مین عصبات نہون اور ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد کچھ باقی رہ جائے تو اُس باقی کو پھر اُس مسئلہ کے ذوی الفروض نسبیہ پر بقدر اُن کے حصص کے تقسیم کر دینے کو **رد** کہتے ہین،

رد ذوی الفروض نسبیہ پر ہوتی ہے ذوی الفروض سببیہ یعنی زوج اور زوجہ رد مین حصہ نہین پاتے ہین اسی وجہ سے زوج اور زوجہ کو من لایرد علیہ اور اور بقیہ ذوی الفروض کو من یرد علیہ کہتے ہین۔ البتہ جس مقام پر بیت المال نہین ہے جیسے ہندوستان، وہان پر آخر درجہ مین زوج یا زوجہ پر رد ہوگی اور اگر وہ نہون تو اُنکے اعزہ کو بھی بجاے بیت المال کے ترکہ دیا جائیگا کیونکہ بہ نسبت عام مسلمانون کے وہ ایک گونہ اقرب الی المیت ہین، چونکہ عول مین ذوی الفروض کے حصص کا مجموعہ اصل مسئلہ سے زیادہ ہوتا ہے اور رَدّ مین ذوی الفروض کے حصص کا مجموعہ اصل مسئلہ (مخرج) سے کم ہوتا ہے اسی وجہ سے رَدّ کو ضد العول کہتے ہین،

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہ فرماتے ہین کہ ذوی الفروض کو حصص دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے اور عصبہ نہون تو وہ بقیہ بیت المال کو دیا جائیگا اور اسی قول کو امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے اختیار کیا ہے لیکن عامۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلک یہ ہے کہ ایسا بقیہ پھر ذوی الفروض پر سواے زوج اور زوجہ کے بقدر اُن کے سہام کے دوبارہ تقسیم کر دیا جائیگا اور اسی پر احناف کا عملدرآمد ہے،

طریقۂ رد جن مسائل مین رد کی ضرورت ہوتی ہے اُن کی چار صورتین ہین جو درج ذیل ہین:۔

(۱) مسئلہ مین صرف ایک ہی جنس کے وارث ہون اور زوج یا زوجہ نہو،

(۲) مسئلہ مین ایک جنس سے زیادہ کے وارث ہون اور زوج یا زوجہ

مین سے کوئی نہو،

(۳) مسئلہ مین صرف ایک جنس کے وارث ہون اور زوج یا زوجہ مین سے بھی کوئی ہو،

(۴) مسئلہ مین ایک سے زیادہ جنس کے وارث ہون اور اُن کے ساتھ زوج یا زوجہ بھی ہو،

صورت اولی مین چونکہ صرف ایک ہی فریق ہے اور زوج وزوجہ مین سے کوئی نہین ہے اس لیے مسئلہ اُس فریق کے عدد رؤس سے کرلیا جائیگا (جب کسی ذی فرض کے قبل کوئی عدد رؤس مذکور نہو تو ہمیشہ ایک کا عدد محذوف سمجھا جائیگا) مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے صرف دو لڑکیان چھوڑین تو چونکہ بنات کا حصہ دو ثلث ہے اس لیے مسئلہ ۳ سے ہوگا جسمین سے دو حصے لڑکیون کو دیے جائین گے اور بقیہ ایک حصہ چونکہ عصبہ نہین ہین اس لیے پھر اُنھین لڑکیون پر تقسیم کیا جائیگا اور لڑکیونکا عدد رؤس ۲ ہے اسوجہ سے اصل مسئلہ بھی ۲ پر لوٹا یا جائیگا اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملے گا۔ اُسکے لکھنے کا طریقہ یہ ہے

المسئلہ من ۳ ترد الی ۲
میت
۲ بنات
۲/۲

صورت ثانیہ مین جبکہ ایک سے زیادہ جنس کے وارث ہون مگر زوج یا زوجہ نہو تو پہلے حسب معمول مسئلہ لگایا جائیگا اُسکے بعد ذوی الفروض کے حصص کو جوڑکر جو عدد حاصل ہو اُسپر مسئلہ کی رد کیجائیگی اور جائداد کے ٹکڑے موافق عدد مجموعہ سہام کے کیے جائینگے اور اُسمین سے ہر ایک کو اُس کا وہی سہام ملے گا، مثلاً

المسئلہ من ۶ ترد الی ۴
میت
ام	بنت
۱	۳

اس صورت مین ترکہ کے چار حصے کیے جاینگے ۳ حصے بنت کو اور ایک حصہ ام کو
ملے گا تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ اس صورت ثانیہ مین من یرد علیہ دو یا تین جنس کے
ہو سکتے ہین زیادہ نہین ہونگے،

صورت ثالثہ مین جبکہ ایک جنس کے ذی فرض کے ساتھ زوج یا زوجہ مین سے کوئی ہو
تو پہلے حسب معمول مسئلہ لگایا جاے اُسکے بعد زوج یا زوجہ کے مخرج پر مسئلہ کو رد کیا جائیگا
پھر اُسی مخرج سے من لا یرد علیہ کا حصہ مقررہ دیا جاے اور پھر اُسی مخرج کا بقیہ (زوج
یا زوجہ کو دینے کے بعد) اُس ذی فرض کو دیا جاے جسپر رد ہوتی ہو پس اگر یہ بقیہ
اُس ذی فرض پر پورا پورا تقسیم ہو جاے تو بہتر ورنہ حسب قاعدہ تصحیح کی جاے اور
تصحیح مین اُسی عدد کو ضرب دیا جائے گا جسپر رد ہوتی ہے۔ مثلاً

المسئلہ من ۲۴ ترد الی ۸ تصحیح ۳۲

زوجہ	۴ بنات
۳	۱۶
۱	۷
۴	۲۸ / ۷

مندرجۂ بالا مسئلہ ۲۴ سے ہوا جسمین سے ثمن یعنی ۳ زوجہ کو ملے اور دو ثلث یعنی
۱۶ بنات کو دیے گئے اب ۵ حصے باقی رہ گئے اور عصبات نہین ہین تو معلوم ہوا کہ یہ
مسئلہ ردیہ ہے اور زوجہ کے حصہ (ثمن یعنی ⅛) کا مخرج ۸ ہے، لہذا مسئلہ ۸ کی جانب
رد کیا گیا اب اسی ۸ کا ثمن جو ایک ہے زوجہ کو دیا گیا اور ۸ مین سے جو ۷ باقی بچے وہ
بنات کو دیے لیکن سات حصے ۴ لڑکیون پر عدد صحیح مین تقسیم نہین ہوتے ہین اس لیے
۸ کو بنات کے عدد رؤس ۴ سے ضرب دیا ۳۲ ہوے اور زوجہ کے سہام ایک کو اور
بنات کے سہام ۷ کو بھی ۴ سے ضرب دیا تو زوجہ کو ۴ اور بنات کو ۲۸ حصے ملے،

صورت رابعہ مین جبکہ دو یا تین یا چار ذوی الفروض کے فریق ہون اور اُن کے
ساتھ زوج یا زوجہ بھی ہو (عصبات نہون) تو پہلے حسب معمول مسئلہ لگایا جاے گا

اُسکے بعد زوج یا زوجہ (جو کوئی ہو) کے سہام کے مخرج پر رد کیا جائیگا اور اُسی مخرج سے زوج یا زوجہ کو حصہ دیا جائیگا اور مخرج سے جو کچھ باقی بچا ہے (زوج یا زوجہ کو دینے کے بعد) اُسے دیگر ذوی الفروض (من یرد علیہ) کے تقسیم کرینگے جو اُن کے (ذوی الفروض من یرد علیہ کے) علیحدہ مسئلہ لگا کر نکلے ہون تو اب دو صورتین ہون گی (۱) مخرج کے بقیہ حصص جدید مجموعہ سہام پر پورے پورے تقسیم ہو جا ئینگے یا (۲) تقسیم نہو سکین گے،

(۱) اگر من لا یرد علیہ کے مخرج سے (بعد ادائے حصہ زوج یا زوجہ) بچو ہوئے حصے مجموعہ سہام پر تقسیم ہو جائین تو بہتر ہے، ہر ذوی فرض کا حصہ اُسی قدر دیا جا ے جو جدید مسئلہ لگانے سے ملا ہے مگر اس قسم کا (بقیہ کا مجموعہ سہام پر مستقیم ہو جانا) صرف ایک ہی مسئلہ ہے وہ ذیل مین درج ہے اور کوئی مسئلہ ابتک تحقیق نہین ہوا ہے،

میت — المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحہ ۴۸

زوجہ	۴ جدات	۶ اخوات لام
۳	۲	۴
۱ / ۱۲	۱ / ۱۲ / ۳	۲ / ۴ / ۴

۱۲×۳ / ۳۶

مندرجہ بالا مسئلہ مین ربع۔ سدس اور ثلث کے جمع ہونے کی وجہ سے مسئلہ ۱۲ سے ہوا جسمین سے زوجہ کو ۳ جدات کو ۲ اور اخوات لام کو ۴ ملے اور مجموعۂ سہام (۳ + ۲ + ۴ =) ۹ ہوا تو (۱۲ - ۹ =) ۳ باقی بچے جو عصبات کا حق ہے مگر وہ نہین ہین لہذا مسئلہ کا رد چار پر ہوا جو زوج کے حصے (¼) کا مخرج ہے اب اس ۴ کا ربع یعنے ایک زوجہ کو دیا گیا اور باقی (۴ - ۱ =) ۳ کو محفوظ رکھا اور جدات اور اخوات لام کا علیحدہ مسئلہ لگایا بوجہ سدس اور ثلث کے اجتماع کے مسئلہ ۶ سے ہوا جسمین سے ایک (۶ کا ⅙ = ۱) جدات کا اور ۲ (۶ کا ⅓ = ۲) اخوات کو ملے

اور اُن دونون کا مجموعہ سہام (۱ + ۲ =) ۳ ہے اب وہ محفوظ ۳ اُس مجموعہ ۳ پر مستقیم ہو گیا پس اِس ۳ مین سے ایک حصہ جدات کو دیا جائیگا اور ۲ حصے اخوات لام کو ملین گے اور ایک زوجہ کو دیا جاچکا ہے تو سب جائداد کے ۴ حصے کیے جاوینگے مگر جدات کا ایک حصہ اُسکے عدد رُوس ۴ پر تقسیم نہین ہوتا ہے اور اخوات لام کے ۲ حصے اُسکے عدد رُوس ۶ پر تقسیم نہین ہوسکتے اور اخوات کے عدد رُوس ۶ اور اُسکے سہام ۲ مین توافق بالنصف ہے لہذا ۶ کا نصف ۳ اخوات کا عدد رُوس فرض کیا گیا اور اُسکو جدات کے عدد رُوس ۴ سے ضرب دیا ۱۲ ہوے اِس حاصل ضرب کو ۴ سے جو اسوقت اصل مسئلہ ہے (جسکی جانب اصل مسئلہ کی رد ہوئی ہے) ضرب دیا ۴۸ ہوے اور پھر زوجہ و جدات و اخوات کے سہام کو بھی اِسی ۱۲ سے ضرب دیا تو ۱۲ + ۱۲ + ۲۴ = ۴۸ ہوے

(۲) اگر من لا یرد علیہ کے مخرج سے بچے ہوے حصے مجموعہ سہام پر پورے پورے تقسیم نہوتے ہون تو اُس مجموعہ سہام سے مسئلہ کو (جسکی جانب رد ہوئی ہی جو در اصل من لا یرد علیہ کا مخرج ہے) اور من لا یرد علیہ کے جدید سہام (جو خود اپنے مخرج سے ملا ہے) کو ضرب دیوینگے اور ذوی الفروض من یرد علیہ کے ہر ہر سہام (جن کا حصول علیحدہ مسئلہ لگانے سے ہوا ہے) کو مخرج کے بقیہ حصے والے عدد سے ضرب دیوینگے، اِس تمام عمل کے ختم کرنے کے بعد اگر ضرورت تصحیح کی ہو تو بموجب قواعد تصحیح کیجاوے مثلاً

المسئلہ من ۲۴ تردالی ۸ تصحمہ ۴ تصحمہ ۱۴۴۰ میت

۶ جدات	۹ بنات	۴ زوجات
۴	۱۶	۳

جدات و بنات: ۴ / ۱۶ → ۱ و ۴ ؛ ۵ / ۳۵

۴ زوجات: ۳ / ۱ ؛ ۳۶ × ۵ = ۱۸۰ ؛ ۴ ÷ ۱۸۰ = ۴۵

۹ بنات: ۴ ؛ ۳۶ × ۲۸ = ۱۰۰۸ ؛ ۹ ÷ ۱۰۰۸ = ۱۱۲

۶ جدات: ۱ ؛ ۳۶ × ۷ = ۲۵۲ ؛ ۶ ÷ ۲۵۲ = ۴۲

مندرجۂ بالا مسئلہ ۲۴ سے ہوا اور ورثاء کے سہام (۳ + ۱۶ + ۴ =) ۲۳ ہوئے ایک باقی بچا عصبات نہین ہین اسلیے مسئلہ کی رد من لا یرد علیہ کے مخرج ۸ پر ہوئی اُس مین سے ثمن یعنی ایک زوجہ کو دیا اور بقیہ ۷ محفوظ رکھے۔ بنات وجدات کا مسئلہ ۶ سے ہوا اس کا دو ثلث یعنی ۴ حصے بنات کو اور سدس یعنے ایک حصہ جدات کو پہونچا اور جدید سہاموں کا مجموعہ (۴ + ۱ =) ۵ ہوا۔ اب محفوظ شدہ ۷ اس مجموعۂ سہام ۵ پر مستقیم نہین ہی (پورا پورا تقسیم نہین ہوتا ہی) لہذا مسئلہ کو جواب ۸ ہے اس مجموعہ سہام (یعنی ۵) سے ضرب دیا تو ۴۰ ہوے اور اسی (۵) سے زوجہ کے جدید حصے ایک کو بھی ضرب دیا اور من یرد علیہ (بنات وجدات) کے ہر ایک کے جدید سہام کو (۷) سے ضرب دیا (جو من لا یرد علیہ کے مخرج سے بچا ہوا ہے) تو زوجات کے (۵) بنات کے (۲۸) جدات کے (۷) حصے ہوئے اب رد والا عمل ختم ہوگیا مگر موجودہ سہام حصہ دارون کے عدد رؤس پر مستقیم نہین ہین اور جدات کے عدد رؤس ۶ اور بنات کے عدد رؤس ۹ مین توافق بالثلث ہے پس ۶ کو ۹ کے ثلث ۳ سے ضرب دیا ۱۸ ہوے، اب ۱۸ اور زوجات کے عدد رؤس ۴ مین توافق بالنصف ہے اس لیے ۴ کو ۱۸ کے نصف ۹ سے ضرب دیا ۳۶ ہوے اب ۳۶ سے تصحیح سابق ۴۰ کو ضرب دیا ۱۴۴۰ ہوا اور اسی ۳۶ سے ہر ہر سہام موجودہ کو ضرب دیدیا،

رد کے مثالون مین بچے ہوے حصون کو ذوی الفروض من یرد علیہ کے جدید مجموعۂ سہام پر تقسیم کردیا کرتے ہین انکے (جدید) اصل مسئلہ پر نہین تقسیم کرتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اس بقیہ کو ذوی الفروض من یرد علیہ پر بحصۂ رسدی تقسیم کرنا چاہیے یعنی اُسی نسبت سے تقسیم ہونا چاہیے جو نسبت درمیان اُنکے حصص (اصل مسئلہ سے ملے ہوے) کے ہے مثلاً آخر کے مذکورۂ بالا مسئلہ مین بنات وجدات کے حصص کی نسبت

۴ : ۱۶ کی ہے یعنی بنات کے چوگنے جدات کو حصے ملے ہین یہی نسبت اُس بقیہ ایک مین بھی تقسیم کرتے وقت ملحوظ رکھنا چاہیے یعنی جدات کو اُس بقیہ مین سے ایک خمس (۱/۵) دیا جائے اور بنات کو اسمین سے چار خمس (۴/۵) دیے جائین پس ازروے حساب مسئلہ بالا اِس صورت سے بھی حل ہوسکتا ہے

میت — المسئلہ من ۲۴ تصحمہ ۱۲۰ تصحمہ ۱۴۴

۴ جدات	۹ بنات	۶ جدات
۳/۱۵×۱۲	۱۶ + ۴/۵ = ۸۴/۵	۴ + ۱/۵ = ۲۱/۵
۱۸۰ فی ۴۵	۸۴ × ۱۲	۲۱ × ۱۲
	۱۰۰۸ فی ۱۱۲	۲۵۲ فی ۴۲

اِس مسئلہ مین ایک بچا تھا تو اُس کو بنات و جدات پر اِس طور سے تقسیم کیا کہ اُس ایک کے پانچ حصے کیے (کیونکہ من یرد علیہ کے سہام مین ۱ : ۴ کی نسبت ہی) اسمین سے ایک حصہ یعنی ۱/۵ جدات کو اور چار حصے یعنے ۴/۵ بنات کو دیے جیسے للذکر مثل حظ الانثیین کی صورت مین تین حصے کیے جاتے ہین جو ۱+۲ ہوتا ہے ایسے ہی یہان ۱+۴ ہوے اب اُسی بقیہ سے ملے ہوے حصے کو بنات و جدات کے حصوں مین جوڑ دیا اور اصل مسئلہ اور تمام سہام کو پانچ سے ضرب دیا تاکہ کسر مٹ جاے اور اُسکے بعد مثل سابق تصحیح کی ہے،

مشقی مثالین

(۱) میت — المسئلہ من ۴ تصحمہ ۴ تردالی ۷ ۳ للتخارج

زوج	۲ بنت	۴ ابن	اخت
۱	۶ فی ۳ / ۳	۲۴ فی ۶	م
۱۰		۲۴ فی ۶	

ایک بنت نے اپنے ذمہ کے قرضہ کے عوض اپنے حصہ سے دستبرداری کردی،

(۲) میــ المسئلہ من ۶ تعول الی ۸ ترد الی ۵ للتخارج

زوج	ام	عم	اختین لاب
۳	۱	۔	۴
x	۱	م	۴

زوج نے بالعوض مہر اپنے حصہ سے دست برداری کی۔

(۳) میــ المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحہ ۲۰

زوج	۵ بنات
۳	۸
۱	۳
۵	۱۵
	۳

(۴) میــ المسئلہ من ۲۴ ترد الی ۹ تصحہ ۴ تصحہ ۶۰۰

زوجہ	۳ جدات	۵ بنت الابن
۳	۴	۱۶

المسئلہ من ۶

زوجہ	جدات		بنت الابن
۱	۱×۷	۷	۴×۷
۱۵×۵	۷	۳۵	۲۸
۷۵	۱۰۵		۴۲۰

(۵) میــ المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحہ ۱۱۲

زوجہ	۷ اخوات لام	۴ جدات
۳	۴	۲

المسئلہ من ۶

زوجہ			
۱	۲	۳	۱
۲۸	۵۶	۸۴	۲۸
	۸		۷

(۶) میــ المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحہ ۱۶ ترد الی ۱۲ للصلح

زوج	بنت		ام
۳	۶	المسئلہ من ۶	۲
۱	۳	۳	۱
۴	۹	۱۲	۳
x	۹		۳

زوج نے بالعوض مہر اپنے حصہ سے دست برداری کی

(۷) میــ المسئلہ من ۶ ترد الی ۵ ترد الی ۴ للصلح

بنت	بنت الابن	ام
۳	۱	۱
۳	۱	x

ماں نے قرضہ کے عوض اپنے حصہ سے دست برداری کی

(۸) مسئلہ المسئلہ من ۶ تصحہ ۱۸

بنت الابن	ابن الابن	بنت	اخت	ام	ام الاب	اب	اب الاب
۱	۲	۳/۹	م	۱/۴	م	۱/۳	م
۱/۳							

مقاسمۃ الجد جد صحیح کے متعلق جو شرعی احکام ہین انمین سے بعض احکام مین جد صحیح کو باپ کے مشابہ کیا گیا ہے اور مانند باپ کے جد کو حقوق دیے گئے ہین اور بعض احکام مین بھائی کے مشابہ کیا گیا ہے اسی وجہ سے میراث کے بارے مین بھی فقہا و صحابہ مین بھی زبردست اختلاف رونما ہوگیا ہے۔ یہان ہم پہلے مختصر طور سے بعض مسائل ذیل مین لکھتے ہین جنمین جد کی مشابہت باپ کے ساتھ اور جد کی مشابہت بھائی کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے۔

مشابہتہ الجد بالاب - (۱) باپ کی موجودگی مین اولاد ام میراث نہین پاتی ہے اسی طور سے دادا کی موجودگی مین بھی نہین پاتی ہے۔

(۲) نابالغ اولاد کا نکاح اگر باپ نے کردیا ہے تو بعد بلوغ فسخ نہین ہوسکتا ہے اسی طور سے دادا کا کیا ہوا نکاح بھی بعد بلوغ فسخ نہین ہوسکتا ہے جبکہ نابالغ کا باپ زندہ نہو،

(۳) باپ کی موجودگی مین بھائی کو ولایت نکاح نہین حاصل ہے اسی طور سے دادا کی موجودگی مین بھی بھائی کو ولایت نکاح نہین حاصل ہے،

(۴) باپ اپنے اولاد کے قتل کرنے پر قصاصاً قتل نہین کیا جائیگا اسی طور سے دادا بھی اپنے پوتون کے قتل کرنے پر از روے قصاص نہین قتل کیا جائیگا۔

(۵) باپ اور بیٹے مین ایک کی موطوءہ دوسرے پر حرام ہے اسی طور سے دادا اور پوتے مین بھی ایک کی موطوءہ دوسرے پر حرام ہے۔

(۶) باپ اور بیٹے کی شہادت ایک دوسرے کے حق مین قابل قبول نہین ہے

ویسے ہی دادا اور پوتے کی شہادت بھی ایک دوسرے کے حق مین قابل قبول نہین ہے،

(۷) باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہین اسی طورسے دادا کو بھی دینا جائز نہین ہے،

(۸) باپ کا اپنی اولاد کے مال اور ذات پر حق ہے اسی طورسے دادا کا اپنے پوتے کے مال اور ذات پر حق ہے،

مشابہتہ الجد بالاخ (۱) اگر نابالغ کی مان اور دادا موجود ہے تو اُس کا ثلث نفقہ مان پر ہے اور دو ثلث دادا پر ہے اسی طورسے اگر نابالغ کا بھائی اور مان ہو تب بھی مان پر ثلث نفقہ اور بھائی پر دو ثلث ہے،

(۲) غریب دادا پر پوتے کا نفقہ فرض نہین ہے اسی طورسے غریب بھائی پر اپنے بھائی کا نفقہ فرض نہین ہے،

(۳) نابالغ پوتے کی طرف سے دادا پر صدقۂ فطر واجب نہین ہے اُسی طورسے نابالغ بھائی کی طرف سے بھائی پر صدقہ فطر واجب نہین ہے،

(۴) دادا کے اسلام لانے سے نابالغ پوتے کا اسلام نہین ثابت ہوتا ہے اسی طرح سے بڑے بھائی کے اسلام سے نابالغ بھائی کا اسلام متحقق نہین ہوتا ہے

(۵) کسی کی نسبت اپنے پوتے ہونیکا دادا کا اقرار اپنے بیٹے کی موجودگی مین غیر معتبر ہے اسی طورسے کسی کی نسبت اپنے بھائی ہونیکا دوسرے بھائی کا اقرار اپنے باپ کی موجودگی مین قابل اعتبار نہین ہے،

(۶) دادا اپنے پوتے کی جبر ولا نہین کرسکتا ہے اسی طورسے بھائی اپنے بھائی کی جبر ولا نہین کرتا ہے،

مندرجۂ بالا اختلافات کی وجہ سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور

تابعین و مجتہدین و فقہاء مین دربارۂ میراث جد و اخ جب کہ ایک ہی مسئلہ مین جمع ہو جائین اختلاف ہو گیا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت ابن عباس حضرت ابن زبیر حضرت ابن عمر حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت ابی سعید خدری حضرت اُبی بن کعب حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوموسی اشعری حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین فرماتے ہین کہ دادا کی موجودگی مین میت کے سگے اور سوتیلے بھائی بہن کچھ نہین پائینگے جیسے کہ وہ باپ کی موجودگی مین کچھ نہین پاتے ہین اسی قول کو حضرت امام ابوحنیفہ و قاضی شریح و عطاء و عروۃ بن الزبیر و عمر بن عبد العزیز و امام حسن بصری، ابن سیرین رحمہم اللہ تعالی نے اختیار کیا ہے اور مذہب احناف مین اسی قول پر فتوی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابن مسعود حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہین کہ دادا کی موجودگی مین میّت کے عینی و علاتی بھائی بہن وارث ہونگے اور حصہ پائینگے۔ اسی قول کو حضرت امام محمد و امام ابو یوسف و امام مالک و امام شافعی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

یہ جو کچھ اختلاف تحریر ہوا ہے سگے بھائی بہنون اور سوتیلے بھائی بہنون کی وراثت کے بارے مین درصورت موجودگی جد ہے اور اخیافی بھائی اور بہن درصورت موجودگی جد بالاتفاق محجوب ہین،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت مین اس اختلاف کو رفع کرنا چاہا اور بڑے بڑے صحابہ کو ایک مکان مین جمع کر کے فیصلہ کرنے کا حکم دیا مگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر متفق نہوے اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال کے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ مین نے جد کی وراثت کے متعلق کوئی فیصلہ نہین کیا۔ حضرت علی و حضرت ابن مسعود و حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم گو اس بات پر متفق ہین کہ بھائی کو جد کے ساتھ حصہ ملتا ہے مگر طریقہ تقسیم مین ان تینون

صحابہ کے درمیان اختلاف واقع ہوگیا ہے اب چونکہ امام محمد اور امام ابو یوسف
رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی طرز تقسیم کی پیروی کی ہے اسی وجہ سے سراجیہ کے
مصنف نے حضرت زید بن ثابتؓ ہی کی طرز تقسیم کو لکھا ہے اور حضرت علی و حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے قول کو چھوڑ دیا ہے اس مسئلہ مین گو فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے
قول پر ہے کہ جد کی موجودگی مین بھائی بہن حصہ نہ پائینگے مگر چونکہ رسم فتویٰ یہ ہے کہ
جب ایک جانب حضرت امام ابو حنیفہ ہون اور دوسری جانب (اُسکے خلاف مین)
آپ کے صاحبین امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ ہون تو حنفی مفتی کو اختیار ہے کہ
جس قول پر مناسب سمجھے فتویٰ دے اس لیے ہم کو ضروری ہوا کہ صاحبین کے قول
کی بھی تفصیل درج کردیوین اور مقاسمۃ الجد کا علیحدہ عنوان قائم کردین،

حضرت زید بن ثابتؓ کا طرز تقسیم جسکو صاحبین (امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ)
نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ جب جد و اخ کسی مسئلہ مین جمع ہوجائین تو اُسکی دو صورتین
ہین ایک تو یہ کہ ورثاء مین صرف جد و اخ ہون اور دیگر ذوی الفروض نہون دوسری
صورت یہ ہے کہ جد و اخ کے ساتھ دیگر ذوی الفروض بھی ہون،

(۱) اگر مسئلہ مین میت کے ورثاء مین صرف میّت کا جد اور میّت کا اخ ہو خواہ
عینی ہو خواہ علاتی ہو تو اُس وقت جد کے فائدہ کو مدنظر رکھین گے اگر ترکہ کا ثلث
زیادہ ہوگا تو وہ دلا دیا جائے اور اگر جد کو مثل ایک بھائی کے فرض کرکے برابر برابر
تقسیم کرنے سے جد کو زیادہ ملتا ہے، تو تقسیم کردیجائیگی اور اگر بہنین بھی ہون تو جد کو شامل
کرکے باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی اور اس تقسیم مین ایک حیرتناک بات یہ ہوگی کہ تقسیم
کے لیے جد کے ساتھ میت کے سب سگے اور سوتیلے بھائی و بہن شامل کرلیے جاوینگے
اور جب جد کو اُس کا حصہ ملجائیگا تو سوتیلے بھائی اور بہنون کا جو کچھ حصہ نامزد ہوا ہے
وہ بھی سگے بھائی اور بہنون کو ملجائیگا اور سوتیلے بھائی بہن محروم واپس کردیے

جائینگے یعنی جد کے حصہ لینے کے بعد جو کچھ بچا ہے وہ سب سگے بھائی بہنون کو دیا جائیگا گویا سوتیلے بھائی بہن صرف جد کو نقصان پہونچانے کے واسطے شریک کر لیے گئے تھے اُنکے دینے کا ارادہ تھا ہی نہین مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنا دادا اور ایک سگا بھائی اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑا تو اس صورت مین جد کے لیے ثلث مال اور مقاسمۃ برابر ہے۔ صورت مقاسمۃ یہ ہوگی کہ جد کو ایک بھائی فرض کیا اور ایک سگا اور ایک سوتیلا بھائی ملاکر جملہ تین بھائی ہوے لہذا ترکہ کے تین حصے کیے جائینگے ایک حصہ جد کو دیا جائیگا اور ایک سگے اور ایک سوتیلے بھائی کو ملنا چاہیے تھا مگر چونکہ سگے بھائی کی موجودگی مین سوتیلا بھائی محجوب ہوتا ہی اس لیے سوتیلے بھائی کا حصہ اُسکو نہ دیا جائیگا بلکہ وہ حصہ بھی سگے بھائی کو دیا جائیگا تو اب سگے بھائی کے دو حصے ہوگئے اور جد کا حصہ ایک ہی رہا۔ اگر اس مسئلہ مین بجاے سوتیلے بھائی کے سوتیلی بہن ہو یعنی جد و اخ علینی و اخت علاتی ہو تو جد کے واسطے مقاسمۃ بہتر ہے کیونکہ اس صورت مین جد کو منزلہ بھائی کے فرض کرکے باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی اور جائداد کے پانچ حصے کیے جائینگے جسمین سے دو حصے جد کو اور تین حصے سگے بھائی کو (دو اپنے اور ایک سوتیلی بہن کے) ملین گے اور سوتیلی بہن کچھ نہ پاویگی گو وہ تقسیم کے وقت شریک کر لی گئی تھی اور اگر جد کو ثلث کل دلوایا جاتا تو دو سے کم ہوتا کیونکہ پانچ کا ثلث ($\frac{5}{1}$ کا $\frac{1}{3} = \frac{5}{3} = 1\frac{2}{3}$) ہوتا ہی لہذا جد کے واسطے مقاسمۃ ہی بہتر ہے،

اگر جد کے ساتھ ایک سگی بہن اور ایک سوتیلا بھائی یا دو سوتیلی بہن ہون تو اس صورت مین بھی جد کے لیے مقاسمۃ بہتر ہوگی اور مثل سابق جائداد کے پانچ حصے کیے جائینگے دو حصے جد کو دیے جائینگے اب چونکہ سگی بہن زید بن ثابت رض کے نزدیک جد کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے لیکن سوتیلے بھائی بہن کی موجودگی مین ایک سگی بہن کا

حصہ نصف سے زیادہ یا کم نہین ہوسکتا ہے اِس وجہ سے حضرت زید بن ثابت رض کے نزدیک سگی بہن کو (اُس کا مقدار فرض) کل جائداد کا نصف دیا جائیگا یعنی ڈھائی حصے (جو پانچ کا نصف ہے) اخت عینی کو اُس بقیہ تین حصون مین سے دیے جائینگے اب جو آدھا حصہ باقی رہ گیا وہ سوتیلے بھائی یا بہنون کو ملے گا صورت تحریر یہ ہے؛

میت المسئلہ من ۵ تصحیح ۱۰

جد	اخت لاب وام	اخ لاب یا اختین لاب
۲	۲ ½	½
۴	۵	۱

اگر جد کے ساتھ صرف ایک سگی اور ایک ہی سوتیلی بہن ہوتی تو اسوقت مسئلہ ۴ سے ہوتا جسمین سے ۲ حصہ جد کو دیے جاتے اور جائداد کا نصف یعنی دو حصے سگی بہن کو دیے جاتے اب سوتیلی بہن کے واسطے کچھ نہین بچتا لہذا باوجود تقسیم مین شریک ہونے کے محروم رہ جاتی؛

میت المسئلہ من ۴

جد	اخت لاب وام	اخت لاب
۲	۲	م

(۲) اگر کسی مسئلہ مین میت کے ورثا مین سے جد اور بھائی بہنون (عینی یا علاتی) کے ساتھ اور ذوی الفروض بھی ہون تو جد کے لیے مندرجہ ذیل تین صورتون مین سے جو صورت نفع بخش ہوگی اُسی لحاظ سے حصہ دیا جائیگا۔

(الف) دیگر ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد جد اور بھائی بہنون کے درمیان مقاسمۃ

(ب) دیگر ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بقیہ کا ثلث

(ج) تمام متروکہ کا سدس

مثلاً (الف) میت المسئلہ من ۲ تصحیح ۴

زوج	جد	اخ
½	۱	۱
	½	

اس مسئلہ مین جد کے لیے مقاسمۃ بہتر ہے کیونکہ ثلث مابقی (۲ کا ۱/۳ = ۲/۳) اور سدس کل (۷/۲ کا ۱/۶) بھی ۷/۱۲ ہے، جو ایک سے کم ہے پس مقاسمۃ بہتر ہے کیونکہ اُس سے جد کو ایک ملتا ہے،

(ب) میا المسلہ من ۶ تصح من ۱۸

جدہ	جد	اخ	اخ	اخت
۱/۳	۵ کا ۱/۳ = ۵/۳	۱۰/۳		
	۵	۴	۴	۲

اس مسئلہ مین ثلث مابقی جد کے لیے بہتر ہے کیونکہ جدہ کا سدس یعنی ایک جب ۶ سے نکال ڈالا تو ۵ باقی بچے اس کا ثلث ۵/۳ ہوا اور بقیہ ۱۰/۳ اخوین اور اخت کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوا چونکہ مابقی ۵ کا ثلث عدد صحیح مین نہین نکلتا تھا سو جہ سے مسئلہ کی تصحیح کردی گئی اور ۱۸ سے مسئلہ کیا گیا جسمین سے اب جد کو ۵ حصے ملے اگر جد کو اخوین اور اخت کے ساتھ مقاسمۃ کرادیتے تو جدہ کے ۳ حصے ۱۸ مین سے نکالنے کے بعد ۱۵ حصے بچتے اُس مین تین بھائی (جد کو ایک بھائی فرض کر کے) اور ایک بہن پر باعتبا للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جاتا تو ۱۵ ÷ ۷ = ۲ ۱/۷ بہن کو اور ۴ ۲/۷ جد کو اور اُسی قدر ہر بھائی کو ملتا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ حصہ جد کے سابق حصے سے کم ہے اور اگر جد کو سدس الکل دلواتے تو ۱۸ کا ۱/۶ = ۳ حصے جد کو ملتے وہ بھی جد کے سابق حصے سے کم ہین لہذا ہر حالت مین جد کے لیے ثلث مابقی بہتر ہے،

(ج) المسئلہ من ۶ تصحہ ۱۲

جدہ	بنت	جد	اخ	اخ
۱/۶	۳/۶	۱/۶	۱	۱
			۱/۲	

اس مسئلہ مین جد کے لیے سدس کل بہتر ہے کیونکہ وہ (۱۲ کا ۱/۶ = ۲) ہے اور ثلث مابقی ۱۲ - ۸ (۲ + ۶) = ۴ اور ۴ کا ۱/۳ = ۴/۳ = ۱ ۱/۳ اور اگر مقاسمۃ کی جائے تو ۱۲ - ۸ = ۴ اور ۴ ÷ ۳ = ۴ × ۱/۳ = ۴/۳ = ۱ ۱/۳ بہرحال سدس کل یعنی دو سے کم ہے۔

پس جد کے لیے سدس کُل بہتر ہے،

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب کسی مسئلہ مین ثلث مابقی عدد صحیح مین نہ آتا ہو تو اصل مسئلہ کو ۳ سے ضرب دینا چاہیے اور اُسکے ساتھ جملہ سہام کو بھی تین سے ضرب دینا چاہیے تو ثلث مابقی عدد صحیح مین آجاے گا،

حضرت زید بن ثابت رض کے نزدیک جد کی موجودگی مین بہن کو فرضیت کا حصہ نہین ملتا ہے بلکہ وہ جد کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے صرف مسئلہ اکدریہ اس سے مستثنیٰ ہے مگر ذیل کا مسئلہ ایسا ہے کہ جسمین جد کی موجودگی مین بہن وراثت سے محروم رہی باوجودیکہ زید بن ثابت رض بہن کو جد کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ دلواتے ہین لیکن اس مسئلہ مین اُنھین کے اصول پر بہن محروم ہوگی، امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک تو بہن ہمیشہ جد کی موجودگی مین محروم رہتی ہے تو گویا اس مسئلہ مین امام صاحب اور اُنکے صاحبین ہین اپنے اپنے اصول پر قائم رہ کر اتفاق ہو گیا،

مسـ المسئلہ من ۱۲ تعول الی ۱۳

زوج	بنت	ام	جد	اخت (عینی یا علاتی)
۳	۶	۲	۲	م

مسئلہ ہذا مین جد کے لیے سُدس کل بہتر ہے کیونکہ مقاسمہ اور ثلث مابقی مین سے ہر صورت مین اُسکو ۲ سے کم ملتا (مقاسمہ مین بقیہ ایک کے تین حصے ہونگے جسمین دو جد کو ملین گے تو $\frac{2}{3}$ ہوے اور ذوی الفروض کے دینے کے بعد جو ایک بچا ہے اُس کا ثلث $\frac{1}{3}$ ہوتا ہے) تو جب سدس کل یعنی ۲ جد کو دیے گئے تو مسئلہ ۱۲ سے عول کر کے ۱۳ تک پہونچ گیا اور اخت جو بوجہ بنت اور نیز بوجہ جد عصبہ ہو گئی ہے وہ کچھ باقی نہ رہنے کے باعث سے محروم ہو گئی۔ اور اس مسئلہ مین زید بن ثابت رض اخت کو ذوی الفروض مین سے بھی نہین بنا سکتے ہین جیسا کہ وہ آئندہ مسئلہ اکدریہ مین کرینگے کیونکہ یہان بنت کی موجودگی اُنکو ایسا کرنے سے مانع آتی ہے اور وہان کوئی مانع نہین ہے

مسئلہ اکدریہ

المسئلہ من ٦ تعول الی ٩ تصح من ٢٧

میت				٩
زوج	ام	جد	اخت (عینی یا علاتی)	
٣	٢	١	٣	
٩	٦	٨	٤	

(جد و اخت: ٤ / ١٢)

اس مسئلہ مین جد کے لیے سدس کل بہتر ہے کیونکہ مقاسمۃ اور ثلث مابقی سے جد کو صرف ١/٦ ملتا ہے پس جد کو ایک دیدیا گیا مگر اخت بالکل محروم رہی جاتی تھی تو زید بن ثابت رض کے پیرو ان نے اپنا اصول (جد کے ساتھ اخت ذوی الفروض مین سے نہین قرار دیجاتی ہے) یہان پر توڑ دیا اور اخت کو ایک ذی فرض قرار دیکر نصف ترکہ یعنی ٣ دلوایا گیا مگر اب جد کا حصہ اخت سے کم ہوا جاتا تھا اس لیے جد اور اخت کے حصون کو جوڑ کر (١ + ٣ = ٤) جد اور اخت مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کردیا گیا اسوجہ سے اس مسئلہ کو اکدریہ کہتے ہین کیونکہ جد نے اخت کو ضرر پہونچایا۔

بعض لوگ اس مسئلہ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ بنی اکدر کے قبیلہ مین ایک شخص حضرت زید بن ثابت رض کے طرز تقسیم کو بہت پسند کرتا تھا جب عبدالملک بن مروان نے اُس سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ جواب صحیح نہین دے سکا لہذا یہ مسئلہ اُسکے قبیلہ کے نام سے مشہور ہوگیا، اور بعض لوگ وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ قبیلہ بنی اکدر مین ایک شخص مرگیا تھا اور اُس نے زوج وام وجد واخت کو اپنے ورثا مین چھوڑا تو حضرت زید بن ثابت رض کے اصول پر اس مسئلہ کا حل دشوار ہوگیا لہذا اس مسئلہ کو اسی قبیلہ بنی اکدر کے نام سے مشہور کردیا گیا۔

اگر مسئلہ اکدریہ مین بجاے اخت کے اخ ہوتا تو جد کو سُدس ملتا کیونکہ یہی اُسکے واسطے بہتر ہے اور اخ جو عصبہ ہے محروم ہوتا کیونکہ مسئلہ سے کچھ باقی نہین بچتا، اور زید بن ثابت رض اسکو ذی فرض بھی نہین کرسکتے ہین اور نہ جد کے حصہ مین شریک کرسکتے ہین کیونکہ مقاسمۃ بہتر نہین ہے اور پھر جد کا حصہ سدس جو قرآن پاک مین مقرر ہے

اُس سے گھٹا یا بھی نہین جاسکتا ہے پس مسئلہ مین نہ تو عول ہوتا اور نہ زید بن ثابت رضؓ کا اصول ٹوٹتا۔ اسی طور سے اسی مسئلہ مین اگر بجائے اخت کے اختین ہوتین تو ام کا حصہ ثلث سے گھٹ کر سدس رہ جاتا اور یہ بچا ہوا ایک حصہ اختین پر تقسیم ہوجاتا جد کو بدستور سُدس ملتا، پس اسمین بھی عول نہ ہوتا اور نہ حضرت زید کا اصول ٹوٹتا،

مناسخہ اگر کسی میت کا وارث قبل تقسیم ترکہ فوت ہوجائے تو اب اس وارث کا سہم (جو حصہ کہ میت کے ترکے سے ملا ہے) اُس (وارث) کے ورثا پر تقسیم کیا جاتا ہی تو اس تقسیم ثانی کے تمام سہام کو مورث اعلیٰ کے مسئلہ یا تصحیح کے ساتھ ربط قائم کرنے کو مناسخہ کہتے ہین،

یہ بات ظاہر ہے کہ اگر مورث اعلیٰ کا مسئلہ علیحدہ لگایا جائے اور وارث کے ورثا کا مسئلہ علیحدہ لگایا جائے تو حل مسئلہ ہوجائے گا مگر دونون مسئلون مین ربط نہین ہوگا اور مسئلہ ثانی کے سہام کی نسبت مورث اعلیٰ کے متروکہ کے جانب بغیر دوسرے عمل کے نہو سکے گی اور پھر اگر ورثا وارث مین سے بھی کوئی فوت ہوگیا تو اور عمل طولانی ہوجائے گا اور متعدد مسئلون کی علیحدہ علیحدہ ضرورت پڑے گی اس لیے علماء فرائض نے عمل کی آسانی کے لیے اور سب کو ایک کڑی مین جکڑنے کے لیے عمل مناسخہ کی صورت اختیار کی ہے اور اصل مورث کے ورثا کو بطن اوّل اور وارث کے ورثا کو بطن ثانی اور اُسکے بھی آگے ہون تو بطن ثالث و بطن رابع وغیرہ سے تعبیر کی ہے۔

اگر کوئی شخص فوت ہوجائے اور قبل اسکے کہ اُس کا ترکہ تقسیم ہو اسکا کوئی وارث مرجائے مگر اُس فوت شدہ وارث کے ورثا بجنسہ وہی ہون جو اُسکے مورث کے وارث (علاوہ اُسکے) تھے اور اُن کے سہام بھی وہی ہون تو کسی دوعمل کی

ضرورت نہین ہے بلکہ اس فوت شدہ وارث کو مورث کے ورثا مین سے خارج
کردینا کافی ہے کیونکہ اس صورت مین مناسخہ کا اور اخراج کا سہام کے لحاظ سے
نتیجہ مین کوئی فرق نہوگا مثلاً زید کا انتقال ہوا اور اُس نے دو لڑکے عمرو خالد اور
دو لڑکیان عائشہ و فاطمہ چھوڑین اور قبل تقسیم ترکہ فاطمہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کے
وارث بھی اُسکے دو بھائی عمرو خالد اور وہی ایک بہن عائشہ ہے،

عمل مناسخہ

میت زید المسئلہ من ٦ تصحیح ۳۰ — بطن اول

ابن	ابن	بنت	بنت
عمر	خالد	عائشہ	فاطمہ
۲/۱۰	۲/۱۰	۱/۵	۱

میت فاطمہ المسئلہ من ٥ بینہما مباینہ مافی الید ۱ — بطن ثانی

اخ	اخ	اخت
عمر	خالد	عائشہ
۲	۲	۱

الاحیاء المبلغ ۳۰

عمر	خالد	عائشہ
۱۲	۱۲	٦

عمل اخراج

میت زید المسئلہ من ٥ تصحیح ۳۰

ابن	ابن	بنت
عمر	خالد	عائشہ
۲/۱۲	۲/۱۲	۱/٦

آسانی سے سمجھنے کے لیے مسئلہ اور تمام سہام کو ٦ سے ضرب دیدیا

مندرجۂ بالا مثال مین زید کے ورثا وہی اشخاص ہین جو فاطمہ کے بھی ورثا
ہین اور دونون جگہ حصص بھی باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوتے ہین اسی لیے دونون
طرز تقسیم مین عمرو خالد و عائشہ کے حصص یکسان رہے اب مسئلہ حل کرنے والے کو
ایسی صورت مین اختیار ہے کہ جو قاعدہ آسان سمجھے اسپر عمل کرے لیکن اگر فوت شدہ
وارث کے ورثا یا اُن کے طرز تقسیم مین تغیر ہوجاتا ہو تو اُسوقت مناسخہ کی ضرورت پڑیگی،

طریقۂ عمل مناسخہ پہلے مورث اعلے کے وارثون کا مسئلہ (ردیا عول وغیرہ کوملحوظ رکھتے ہوے) لگایا جاے اور حسب ضرورت تصحیح کی جاے، اِس مسئلہ یا تصحیح کو تصحیح اول اور اُن ورثا، کو بطن اول کہین گے اور جو وارث قبل تقسیم مرا ہے اسکو مع اُسکے حصہ کے ایک دائرہ نما لکیر سے گھیر دین گے اور اُسکے سہم کو مافی الید تعبیر کرکے میت ثانی کی لکیر کے آخر حصہ پر لکھ دینگے پھر اُس فوت شدہ وارث کے ورثا، کا مسئلہ (ردیا عول وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوے) اُسی مسئلہ اول کے نیچے لگا دین گے اور حسب ضرورت تصحیح کرینگے اُسکو تصحیح ثانی اور اُسکے ورثا، کو بطن ثانی کہین گے بطن ثانی مین مسئلہ لگاتے وقت اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بطن اول کے لوگ اگر میت ثانی سے کوئی رشتہ حصہ پانے کا رکھتے ہین تو بطن ثانی مین اُسکو ظاہر کر دینا ضروری ہے بشرطیکہ میّت ثانی کی موت کے وقت وہ زندہ ہون مثلاً ایک شخص مرا اُس نے اپنی مان اور دو لڑکے چھوڑے اور قبل تقسیم اسمین سے ایک لڑکا اپنا بیٹا چھوڑکر مرگیا اب میت ثانی کا مسئلہ لگاتے وقت اس کا لحاظ کرلینا چاہیے کہ میّت اول کی جو مان ہے وہ میت ثانی کی دادی ہے پس اگر وہ زندہ ہے تو میت ثانی کے ورثا، مین اُسکو اُسکے رشتہ (دادی) کے ساتھ بحیثیت ذوی الفروض اندراج کرنا چاہیے

مسئلہ لگانے کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ تصحیح ثانی اور مافی الید مین (یعنے تصحیح ثانی اور فوت شدہ وارث کے سہام مین جو تصحیح اول سے اُسکو ملے ہین مماثلہ موافقہ، مبائینہ مین سے کون سی نسبت پائی جاتی ہے، جو نسبت پائی جاے وہ درمیان تصحیح ثانی اور مافی الید کے لکھدی جاے کہ بینہما مماثلہ یا بینہما توافق) یا بینہما تباین،

(۱) اگر تصحیح ثانی اور مافی الید مین مماثلہ ہو تو معلوم ہو جاے گا کہ جو کچھ میت ثانی

کو اپنے مورث کے ترکہ سے حصہ ملا تھا وہ اُسکے وارثون پر پورا پورا تقسیم ہوگیا اور اب کسی عمل کی ضرورت نہین رہی بس درمیان تصحیح ثانی اور مافی الید کے لکھدینا چاہیے کہ "بینہما مماثلۃ فاستقام" مثلاً

المسئلہ من ۱۲ اتردالی ۴ تصح من ۱۶

میت

تصحیح اول — بطن اول

زوج	بنت	ام
زید	کریمہ	عظیمہ
۳	۶	۲
۱/۴	۹/۳ — ۱۲/۳	۳/۱

زید المسئلہ من ۴ بینہما مماثلۃ فاستقام مافی الید

میت

تصحیح ثانی — بطن ثانی

زوجہ	اب	ام
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
۱	۲	۱

مسئلہ ہذا مین زید کو جو چار حصے سلیمہ کی جائداد سے ملے تھے وہ اُسکے ورثاء پر عدد صحیح مین تقسیم ہوگئے آئندہ عمل کی ضرورت نہین رہی،

(۲) اگر تصحیح ثانی اور مافی الید مین توافق کی نسبت ہو تو تصحیح ثانی کے وفق سے تصحیح اول کو اور اُس سے نکلے ہوے سہام کو (جنکے مالک زندہ ہین) ضرب دین گے اور مافی الید کے وفق سے تصحیح ثانی کے نکلے ہوے تمام سہام (میت ثانی کے ورثہ کے سہام) کو ضرب دیدین گے مثلاً

سلیمہ — المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحیحہ ۱۶ تصحیحہ ۳۲

میت

تصحیح اول — بطن اول

زوج	بنت	ام
زید	کریمہ	عظیمہ
۴	۹	۳/۶

کریمہ ۹ — المسئلہ من ۶ بینہما توافق بالثلث مافی الید ۹

مست

تصحیح ثانی — بطن ثانی

بنت	ابن	ابن	جدہ
رقیبہ	خالد	عبدالصمد	عظیمہ
۱/۳	۲/۶	۲/۶	۱/۳

مسئلہ ہذا مین تصحیح ثانی ۶ اور مافی الید ۹ مین توافق بالثلث ہے لہذا ۶ کے ثلث یعنی (۲) سے تصحیح اول کو جو ۱۶ ہے ضرب دیا ۳۲ ہوے اور بطن اول مین عظیمہ اور زید زندہ ہین ان دونون کے سہام کو بھی (۲) سے ضرب دیا تو علی الترتیب ۶ و ۸ ہوے اور مافی الید ۹ کے ثلث یعنی ۳ سے بطن ثانی کے تمام سہام کو ضرب دیا تو لڑکی کے ۳ اور ہر لڑکے کے ۲ اور زوج کے ۳ حصے ہوے

اس جگہ پر تداخل کا تذکرہ نہین کیا گیا کیونکہ وہ توافق مین داخل ہے اگر تصحیح ثانی اور مافی الید مین تداخل کی نسبت ہو تو چھوٹے عدد کو عدد وفق سمجھ کر مثل توافق کے عمل کرینگے کیونکہ جن دو عددون مین تداخل کی نسبت ہوتی ہو انمین توافق کی بھی نسبت ہوتی ہے اور دونون مین جو چھوٹا عدد ہوتا ہے وہ عدد وفق ہوتا ہے کیونکہ وہی بڑے سے بڑا عدد ہوتا ہے جو دونون کو کاٹ دیتا ہے مثلاً مندرجہ بالا مسئلہ مین کریمہ کے ورثا کا مسئلہ ۱۸ سے ہوتا تو درمیان ۱۸ و ۹ کے توافق بالتسع ہے کیونکہ ۹ دونون کو پورا پورا کاٹ دیتا ہے تو تصحیح اول کو ۱۸ کے تسع یعنی (۲) سے ضرب دیتے اور کریمہ کے ورثا کے سہام کو ۹ کے تسع یعنی ایک سے ضرب دیتے۔

(۳) اگر تصحیح ثانی اور مافی الید مین تباین کی نسبت ہو تو تصحیح ثانی کے پورے عدد سے تصحیح اول کو اور اس سے نکلے ہوے تمام سہام کو جن کے مالک زندہ ہین ضرب دینگے اور کل مافی الید سے بطن ثانی کے ورثا کے سہام کو ضرب دینگے مثلاً۔

تصحیح اول — بطن اول

میت سلیمہ المسئلہ من ۱۲ تردالی ۴ تصحہ ۱۶ تصحہ ۴ ۶

زوج	بنت	ام
زید	کریمہ	عظیمہ
۴	۹	۳
۱۶	۳۶	

تصحیح ثانی — بطن ثانی

میت عظیمہ المسئلہ من ۲ تصحہ ۴ بینہما تباین مافی الید ۳

زوج	اخ	اخ
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۱/۲ ۶	۱/۳ ۱/۲ ۱/۳	

مسئلہ ہذا مین عظیمہ کے مافی الید ۳ اور ورثاء عظیمہ کے مسئلہ ۴ مین تباین ہے لہذا
تصحیح ثانی ۴ سے تصحیح اول ۱۶ اور اُس سے تمام نکلے ہوے سہام (یعنی کریمہ اور زید کے
سہام) کو ضرب دی اور مافی الید ۳ سے عظیمہ کے ورثاء کے سہام کو ضرب دی لیکن اگر
میت اول کے دیگر ورثاء بھی یکے بعد دیگر قبل تقسیم ترکہ فوت ہو جائین تو اُن کے مسئلے
بھی بطن ثانی کے نیچے ترتیب وار لگا دیئے جائین گے اور فوت شدہ وارث سے
جس جس بطن مین حصہ پایا ہے وہ سب جوڑ کر اُس کا مافی الید قرار دیا جاے اور
ہر بطن مین اُسکے گرد دائرہ نما لکیر کھینچدی جاے اور اُس میت ثالث یا رابع وغیرہ
کی تصحیح اور مافی الید کے درمیان سابق (بطن ثانی) کی طرح نسبت دیکھکر توافق یا تباین
کی صورت مین میت اول کی تصحیح کو اور اُس سے نکلے ہوے تمام زندہ ورثاء کے
سہام کو جو اُس میت کے قبل والے بطون مین ہون اِس میت کی تصحیح کے وفق
یا کل سے ضرب دین گے اور اُس میت (ثالث یا رابع وغیرہ) کے ورثاء کے سہام
کو مافی الید کے وفق یا کل سے ضرب دین گے مثلاً مندرجۂ بالا مثالون مین میت اول
کے تینون ورثاء یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے اور مورث اعلیٰ کا ترکہ تقسیم نہین ہوا تھا تو
اب اصل ترکہ ذیل کے طریقہ سے تقسیم ہوگا،

میت سلیمہ المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحیحہ ۱۶ تصحیحہ ۳۲ تصحیحہ ۱۲۸

زوجہ	بنت	ام
زید	کریمہ	عظیمہ
۴	۹	۳×۲ = ۶

میت زید المسئلہ من ۴ بینہما تماثل فاستقام مافی الید

زوجہ	اب	ام
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
۱×۲ =	۲×۲ =	۱×۲ =
۲×۴ = ۸	۴×۴ = ۱۶	۲×۴ = ۸

میت کریمہ المسئلہ من ۶ بینہما توافق بالثلث مافی الید ۹

بنت	ابن	ابن	جدہ
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
۱×۳ =	۲×۳ =	۲×۳ =	۱×۳
۳×۴ = ۱۲	۶×۴ = ۲۴	۶×۴ = ۲۴	۳

مت عظیمہ المسئلہ من ۴ بینہما تباین مافی الید ۶+۳=۹

زوج عبدالرحمن	اخ عبدالرحیم	اخ عبدالکریم
۲×۹=	۱×۹=	۱×۹=
۱۸	۹	۹

مندرجۂ بالا مثالون سے یہ ظاہر ہوگیا کہ گو ہر بطن کا مسئلہ مستقل طریقہ سے لگایا جاتا ہے مگر مورث اعلی کی تصحیح سے اُس کو ربط دیدیتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام بطون کے ورثاء کے سہام سب ایک ہی تصحیح سے نکل آتے ہین پس جب کسی مسئلہ مین مذکورہ بالا عمل مناسخہ سے ایسی تصحیح نکل آ ے تو زندہ ورثاء کے سہام کو ایک جگہ ظاہر کرنے کے لیے مسئلہ کے آخری بطن کے نیچے الاحیاء کی لفظ گھسیٹ کر لکھدی جاے اور اُسکے نیچے ہر زندہ وارث کا نام اور اُسکے سہام کو جو اُسکو کسی بطن مین ملے ہون یا اُسکے سہام کا مجموعہ اگر ایک سے زیادہ بطن مین ملے ہون لکھدین اور اسی الاحیاء کے اوپر المبلغ کی لفظ اور کل مسئلہ کی آخری تصحیح کا عدد تحریر کردین تاکہ یہ ظاہر ہوجاے کہ مورث اعلی کے متروکہ کے بقدر عدد المبلغ حصے کیے جائین گے اور اسمین سے ہر وارث کو اُسقدر حصے ملین گے جو اُسکے نام کے نیچے درج ہین۔ پس مسئلہ بالا مین چوتھے بطن میت عظیمہ کے بعد اس طور سے لکھا جاے،

المبلغ ۱۲۸

الاحیاء

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم	رقیہ
۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹	۱۲

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ مورث اعلی سلیمہ کی جائداد کے ۱۲۸ حصے کیے جائین جن مین سے حلیمہ کو ۸ حصے عمرو کو ۱۶ حصے رقیہ کو ۱۲ حصے وغیرہ وغیرہ دیے جائین۔ اسی طور سے مناسخہ کے دیگر مذکورہ مثالون مین تکمیل کرلی جاے،

یہ امر ملحوظ رہے کہ اگر تمام حصص کا مجموعہ (جو الاحیاء کے نیچے درج ہون) المبلغ کے عدد کے برابر نہ آے تو سمجھنا چاہیے کہ عمل مین کہین غلطی ہے،

اگر کسی مسئلہ مین مورث اعلیٰ کا ترکہ بھی معین ہو تو وہ الاحیاء کے اوپر المبلغ کے متصل متروکہ کی لفظ لکھ کر لکھدیا جاے اور حسب قاعدہ (قاعدۂ تقسیم ترکہ) ہر زندہ وارث کا حصہ اُسمین سے معین کر لیا جاے، مثلاً

مذکورۂ بالا مسئلہ مین اگر سلیمہ کا متروکہ پانچ سو روپیہ ہین تو الاحیاء کے اوپر المبلغ ۱۲۸ کے متصل لکھدین گے "متروکہ ۵۰۰ روپیہ" اُسکے بعد حسب قاعدہ عمل کرنا شروع کیا، پہلے ہمنے دیکھا کہ ۵۰۰ اور ۱۲۸ مین توافق بالربع ہے اس لیے ہم کو چاہیے کہ ہر ہر وارث کے سہام کو ۱۲۵ (جو ۵۰۰ کا ربع ہے) سے ضرب دیدین اور حاصل ضرب کو ۳۲ (جو ۱۲۸ کا ربع ہے) سے تقسیم کر دین تو خارج قسمت وارث کا حصہ ہوگا، اس طرح ہر وارث کا حصہ متروکہ سلیمہ سے معلوم ہو جائے گا،

مناسخہ از روے حساب جدید فرض کرو کہ مذکورۂ بالا مسئلہ مین سلیمہ کا متروکہ ایک ہے

∴ زید (شوہر سلیمہ) کا حصہ $1 \text{ کا } \frac{1}{4} = \frac{1}{4}$

اور کریمہ (بنت سلیمہ) کا حصہ $1 \text{ کا } \frac{1}{2} = \frac{1}{2}$

اور عظیمہ (ام سلیمہ) کا حصہ $1 \text{ کا } \frac{1}{6} = \frac{1}{6}$

پس زید و کریمہ و عظیمہ کے حصص کا مجموعہ $\frac{1}{4} + \frac{1}{2} + \frac{1}{6} = \frac{3 + 6 + 2}{12} = \frac{11}{12}$

اس لیے ذوی الفروض کے حصص دینے کے بعد $1 - \frac{11}{12} = \frac{12 - 11}{12} = \frac{1}{12}$ باقی رہا عصبات نہین ہین معلوم ہوا کہ مسئلہ ردیہ ہے اس لیے اس $\frac{1}{12}$ کو ذوی الفروض نسبیہ کریمہ و عظیمہ کے درمیان اُنکے حصص کی نسبت سے تقسیم کرنا چاہیے، کریمہ کا حصہ $\frac{1}{2}$ ہے اور عظیمہ کا $\frac{1}{6}$ اور $\frac{1}{2} : \frac{1}{6} :: 3 : 1$ یعنی کریمہ کا حصہ عظیمہ کا تگنا ہے اس لیے $\frac{1}{12}$ کے چار حصے کر دیے جائینگے اور جنمین سے ایک حصہ یعنی $\frac{1}{12} \times \frac{1}{4} = \frac{1}{48}$ عظیمہ کو ملے گا اور اُس کا تگنا (یعنی تین حصے) $\frac{1}{48} \times \frac{3}{1} = \frac{1}{16}$ کریمہ کو ملے گا۔ پس کریمہ کے حصص کا مجموعہ

$\frac{1}{2}+\frac{1}{16}=\frac{8+1}{16}=\frac{9}{16}$ اور عظیمہ کے حصص کا مجموعہ $\frac{1}{6}+\frac{1}{48}=\frac{8+1}{48}=\frac{9}{48}=\frac{3}{16}$

(۲) زید کے حصہ $\frac{1}{4}$ کی اُسکے ورثاء پر تقسیم

حلیمہ (زوجہ زید) کا حصہ $=\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{4}=\frac{1}{16}$

رحیمہ (زید کی ماں) کا حصہ = ثلث مابقی $=\frac{1}{4}-\frac{1}{16}=\frac{4-1}{16}=\frac{3}{16}$ کا $\frac{1}{3}=\frac{1}{16}$

عمرو (زید کا باپ) کا حصہ بوجہ عصوبت بقیہ بعد ذوی الفروض $=\frac{1}{4}-(\frac{1}{16}+\frac{1}{16})=\frac{4-(1+1)}{16}=\frac{4-2}{16}=\frac{2}{16}=\frac{1}{8}$

(۳) کریمہ کے حصے $\frac{9}{16}$ کی اُسکے ورثاء پر تقسیم

عظیمہ (کریمہ کی جدہ) کا حصہ $=\frac{9}{16}$ کا $\frac{1}{6}=\frac{3}{32}$

چونکہ اور کوئی ذوی الفروض نہین ہے لہذا $\frac{9}{16}-\frac{3}{32}=\frac{18-3}{32}=\frac{15}{32}$ عصوبۃً بنت وابنین کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔ پس ہم دو لڑکون کی جگہ پر چار لڑکیان فرض کرینگے کل پانچ بنات ہوئین ایک اصلی اور چار یہ مفروضہ پس

ہر بنت کا حصہ $\frac{15}{32}\div 5=\frac{15}{32}\times\frac{1}{5}=\frac{3}{32}$

∴ خالد (کریمہ کا لڑکا) کا حصہ $=\frac{3}{32}\times\frac{2}{1}=\frac{3}{16}$

اور عبداللہ (کریمہ کا لڑکا) کا حصہ $=\frac{3}{32}\times\frac{2}{1}=\frac{3}{16}$

اور رقیہ (کریمہ کی لڑکی) کا حصہ $=\frac{3}{32}$

(۴) عظیمہ کے حصے $\frac{3}{16}+\frac{3}{32}=\frac{6+3}{32}=\frac{9}{32}$ کی اُسکے ورثاء پر تقسیم

عبدالرحمٰن (عظیمہ کے شوہر) کا حصہ $=\frac{9}{32}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{9}{64}$

اب چونکہ اور کوئی ذوی الفروض نہین ہے لہذا بقیہ $\frac{9}{32}-\frac{9}{64}=\frac{18-9}{64}$

$\frac{9}{64}$ دونون بھائیون پر برابر برابر تقسیم ہوگا،

عبدالرحیم (عظیمہ کا بھائی) کا حصہ $\frac{9}{64}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{9}{128}$

اور عبدالکریم (〃) 〃 $\frac{9}{64}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{9}{128}$

الاجـــزاء

حلیمہ رحیمہ عمر خالد عبداللہ رقیہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالکریم

$$\frac{1}{16}+\frac{1}{16}+\frac{1}{8}+\frac{3}{16}+\frac{3}{16}+\frac{3}{32}+\frac{9}{64}+\frac{9}{128}+\frac{9}{128}$$

$$=\frac{8+8+16+24+24+12+18+9+9}{128}=\frac{128}{128}=1$$

المبلغ

اب فرض کرو کہ سلیمہ نے واقعی ۱۲۵ روپیہ ۸ آنہ ۶ پائی ترکہ چھوڑا اور اُسکو اُن ورثاء مذکورہ مین تقسیم کرنا ہے جن کے حصص اوپر معلوم ہو چکے ہین تو اُس رقم کو صرف پائیون مین یا روپیون مین تحویل کر لینا چاہیے حساب کی آسانی کے لیے روپیون مین تحویل کرنا مناسب ہے چنانچہ پہلے ۶ پائی کو آنہ کی کسر مین لائے $6 \div 12 = \frac{6}{12} = \frac{1}{2}$ آنہ اسمین ۸ آنے جوڑے $8 + \frac{1}{2} = \frac{17}{2}$ آنہ اب اُسکے روپیہ بنائے $\frac{17}{2} \div 16 = \frac{17}{2} \times \frac{1}{16}$

$= \frac{17}{32}$ روپیہ اسمین روپیہ جوڑے $\frac{125}{1} + \frac{17}{32} = \frac{4000+17}{32} = \frac{4017}{32}$ روپیہ

حلیمہ کا حصہ بذریعہ اربعہ متناسبہ $1 : \frac{4017}{32} :: \frac{1}{16} = \frac{4017}{32} \times \frac{1}{16} = \frac{4017}{512}$

$512)4017(7$ روپیہ ۷ - آنہ ۱۳ - پائی $6\frac{3}{8}$ = حلیمہ کا حصہ ہوا

```
512)4017(7
    3584
    ----
     433
      16
512)6928(13
    512
    ----
    1808
    1536
    ----
     272
      12
512)3264(6
    3072
    ----
     192
```

عمر کا حصہ $1 : \frac{4017}{32} :: \frac{1}{8} = \frac{4017}{32} \times \frac{1}{8} \times \frac{1}{1}$

$= \frac{4017}{256}$ روپیہ

```
256)4017(15
    256
    ----
    1457
    1280
    ----
     177
      16
256)2832(11
    256
    ----
     272
     256
    ----
      16
      12
256)192(
```

روپیہ ۱۵ - آنہ ۱۱ - پائی $\frac{3}{4}$ = عمر کا حصہ ہوا

اسی طریقہ سے تمام ورثاء کے حصص ترکے سے معلوم ہو سکتے ہین. اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ بھی ظاہر ہو سکتا ہے کہ حلیمہ کے حصے کا دوگنا عمر و کا حصہ ہے تو جب

حلیمہ کا حصہ معلوم ہو چکا تو بموجب قاعدہ ضرب مرکب حلیمہ کے حصہ کو ۲ سے ضرب کر دینے سے عمر کا حصہ معلوم ہو جاے گا اور پھر حلیمہ کے حصہ کو ۳۰ سے بقاعدہ ضرب مرکب اگر ضرب دیدین تو خالد و عبداللہ کا حصہ معلوم ہو جائیگا اور خالد کے حصہ کو اگر نصف کر دین یعنی بقاعدۂ تقسیم مرکب ۲ سے تقسیم کر دین تو رقیہ کا حصہ معلوم ہوگا اور رقیہ کے حصے کا نصف نکال کر اگر اُس کا تگنا کر دین تو عبدالرحمن کا حصہ معلوم ہوگا اور عبدالرحمٰن کے حصہ کا اگر نصف کر دیوین تو عبدالرحیم اور عبدالکریم مین سے ہر ایک کا حصہ معلوم ہو جاے گا،

اگر بطن ثانی یا ثالث وغیرہ کے ورثاء مین سے بھی کوئی شخص مورث اعلی کے ترکہ کی تقسیم کے قبل مر جاے تو اُسکے ورثاء کو بطن رابع و بطن خامس وسادس وغیرہ حسب ترتیب موت قائم کر کے اسی طور سے عمل کرینگے اور ہمیشہ مورث اعلی (بطن اول) کی تصحیح کو تصحیح اول کی جگہ پر رکھین گے اور بطن سوم چہارم یا پنجم وغیرہ کے مسئلہ یا تصحیح کو ہمیشہ تصحیح ثانی کی جگہ پر عمل کے لیے سمجھا جاے گا اور جس عدد سے تصحیح اول کو ضرب دینگے اُسی عدد سے بطن اول و بطن ثانی و بطن ثالث و بطن رابع و بطن خامس وغیرہ جیسی بھی صورت ہو یعنی وہ بطون جو اُس بطن کے پہلے ہین کہ جس بطن کا مسئلہ لگایا جا رہا ہے کے موجودہ ورثاء کے سہام کو بھی ضرب دین گے اور جس بطن کا مسئلہ لگایا جا رہا ہے اُسکے ورثاء کے سہام کو مافی الید سے یا اُسکے وفق سے ضرب دین گے۔ مثلاً

میت زید المسئلہ من ۸ تصحیحہ ۴۸ تصحیحہ ۱۹۲

زوجہ	بنت	اخ لاب و ام
رحیمہ	حلیمہ	رفیع
۱	۴×۶	۳×۶
	۲۴	۱۸×۴
		۷۲

میت رحیمہ المسئلہ من ٦ بینہما توافق بالسدس مافی الیدا

بنت	ام	اب	اخ
حلیمہ	سلیمہ	جمیل	نظیر
١×٣	١×١	١×٢	م (محجوب)
٣	۴×١	۴×٢	
	۴	٨	

میت حلیمہ المسئلہ من ١٢ بینہما توافق بالثلث مافی الید ٢۴+٣=٢٧

بنت	ام الام	اب الام	خال	عم	زوج
طاہرہ	سلیمہ	جمیل	نظیر	رفیع	نصیر
٩×٦	٩×٢	م	م	٩×١	٩×٣
۵۴	١٨			٩	٢٧

میت جمیل المسئلہ من ٨ بینہما تماثل مافی الید

زوجہ	ابن
سلیمہ	خلیل
١	٧

الاحیاء المبلغ ١٩٢

سلیمہ	خلیل	طاہرہ	نصیر	رفیع
١+١٨+۴=٢٣	٧	۵۴	٢٧	٧٢+٩=٨١

مذکورۂ بالا مثال میں حلیمہ کے مرنے کے بعد جمیل مرا ہے لیکن اگر فرض کیا جائے کہ وہ حلیمہ کے مرنے کے پہلے فوت ہوا ہے تو اب اُسکا مسئلہ حلیمہ کے مسئلہ کے پہلے ہوگا یعنی وہ میت ثالث ہوگا اور اُسکے ورثا بطن ثالث ہونگے اور حلیمہ میت رابع ہوگی اور اُسکے ورثا بطن رابع ہونگے، اور اسی اعتبار سے عمل ہوگا،

سوالات مشقی مع حل

(١) میت زید المسئلہ من ٢۴ تصحیحہ ٧٢ تصحیحہ ٢١٦ بطن اول

زوجہ	ام	ابن
ہندہ	شریفہ	خالد
٣×٣	۴	٣×١٧
٣×٩		٣×۵١
٢٧		١۵٣

میت شریفہ المسئلہ من ۶ بینہما توافق بالنصف ما فی الید ۲ بطن ثانی

اخت	اب	ابن الابن
نصیبہ	بکر	خالد
م	۱/۲ × ۲	۱۵ × ۲، ۱۰ × ۳، ۳۰

میت بکر المسئلہ من ۲ تصحہ ۶ بینہما توافق بالنصف ما فی الید ۲ بطن ثالث

بنت	اخ	اخت
نصیبہ	عبداللہ	رحیمہ
۱/۳ × ۳، ۳ × ۱، ۳	۲/۲ × ۱، ۱/۳ × ۳	۱/۱ × ۱

الاحیاء المبلغ ۲۱۶

ہندہ	خالد	نصیبہ	عبداللہ	رحیمہ
۲۷	۱۸۳	۳	۲	۱

خالد کا حصہ بطن اول و ثانی کا جوڑا گیا نصیبہ کا حصہ بطن ثانی و ثالث کا جوڑا گیا۔

(۲) میت خیرالدین المسئلہ من ۶ تصحہ ۹۶ تصحہ ۳۸۴ تصحہ ۱۵۳۶

ام	اب	ابن	ابن
زبیدہ	شمس الدین	قیام الدین	نظام الدین
۱ × ۱۶، ۱۶ × ۴، ۶۴ × ۴، ۲۵۶	۱	۲ × ۱۶، ۳۲ × ۴، ۱۲۸ × ۴، ۵۱۲	۲ × ۱۶، ۳۲

میت شمس الدین المسئلہ من ۸ تصحہ ۱۶ بینہما تباین ما فی الید

زوجہ	ابن الابن	ابن الابن	اخ لام
زبیدہ	قیام الدین	نظام الدین	حبیب اللہ
۱ × ۲، ۲ × ۱، ۲ × ۴، ۸ × ۴، ۳۲	۷ × ۱، ۷ × ۴، ۲۸ × ۴، ۱۱۲ (۷ × ۲، ۱۴)	۷ × ۱، ۷	م

میت نظام الدین المسئلہ من ۱۲ بینہما توافق بالثلث ما فی الید ۳۲+۷=۳۹

جدہ	اخ	زوجہ
زبیدہ	قیام الدین	کریمہ
۲ × ۱۳، ۲۶ × ۴، ۱۰۴	۷ × ۱۳، ۹۱ × ۴، ۳۶۴	۳ × ۱۳، ۳۹

میت کریمہ المسئلہ من ۶ ترد الی ۲ تصحیح ۴ بینہما تباین مافی الید ۳۹

زوج (ثانی) معین الدین ۳ / ۱ / ۲ — $39 \times \frac{2}{78}$

جدہ فہیمہ ۱ / ۱ — $39 \times \frac{1}{39}$

اخت لام محمدی ۱ / ۱ — $39 \times \frac{1}{39}$

المسئلہ من ۶ — $\frac{1}{2}$

الاحیاء — المبلغ ۱۵۳۶

زبیدہ	قیام الدین	معین الدین	فہیمہ	محمدی
۳۲+۱۰۴+۲۵۶ = ۳۹۲	۳۶۴+۱۱۲+۵۱۲ = ۹۸۸	۷۸	۳۹	۳۹

(۳) میت قمرالدین المسئلہ من ۴ تصحیح ۳۲ ترکہ ۸۰۰ روپیہ

سکینہ	اب شمس الدین	ام صغریٰ
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{16}$	۱

میت صغریٰ المسئلہ من ۶ تعول الی ۸ بینہما تباین مافی الید ۱

زوج شمس الدین	اخت کبریٰ	ام شہزادی
۳	۳	۲

الاحیاء — المبلغ ۳۲ — ترکہ ۸۰۰ روپیہ

سکینہ	شمس الدین	کبریٰ	شہزادی
۸	۱۹	۳	۲
۳۲ ÷ ۸۰۰ × ۸	۳۲ ÷ ۸۰۰ × ۱۹	۳۲ ÷ ۸۰۰ × ۳	۳۲ ÷ ۸۰۰ × ۲
$\frac{1}{32} \times \frac{800}{1} \times \frac{8}{1}$ (۲۵)	$\frac{1}{32} \times \frac{800}{1} \times \frac{19}{1}$ (۲۵)	$\frac{1}{32} \times \frac{800}{1} \times \frac{3}{1}$ (۲۵)	$\frac{1}{32} \times \frac{800}{1} \times \frac{2}{1}$ (۲۵)
= ۲۰۰ روپیہ	= ۴۷۵ روپیہ	= ۷۵ روپیہ	= ۵۰ روپیہ

(۴) میت عزیزالدین المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحیح ۲۴ تصحیح ۱۹۲ تصحیح ۱۴۴

زوجہ ہندہ	ام زبیدہ	اخت لام حشمت النساء
۳ / ۱ / ۹ — $7 \times \frac{48}{336}$	۴ / ۲ / ۱۲	۲ / ۱

المسئلہ من ۶ — ۳ فاستقام

میت حشمت النساء المسئلہ من ۶ بینہما تباین مافی الید ۱

ام	ابن	ابن	بنت
زبیدہ	نورالدین	بدرالدین	عظیمہ
۱	۸×۲	۸×۲	۸×۱
	۷×۱۶	۷×۱۶	۷×۸
	۱۱۲	۱۱۲	۵۶

میت زبیدہ المسئلہ من ۶ ترد الی ۴ تصحہ ۸ بینہما تباین مافی الید ۱۳

اخت لاب وام	اخت لاب	اخت لاب	ابن البنت	بنت البنت	ابن البنت
نصیبہ	کریمہ	نعیمہ	نورالدین	عظیمہ	بدرالدین
۳	۱۳×۱	۱۳×۱	م	م	م
۱۳×۶	۷×۱۳	۱۳			
۷×۶	۹۱				
۵۴۶					

میت نعیمہ المسئلہ من ۶ تعول الی ۷ بینہما تباین مافی الید ۱۳

زوج	اخت لاب وام	اخت لاب
زین الدین	کریمہ	نصیبہ
۱۳×۳	۱۳×۳	۱۳×۱
۳۹	۳۹	۱۳

المبلغ ۱۳۴۴

الاحیاء

ہندہ	نورالدین	بدرالدین	عظیمہ	نصیبہ	زین الدین	کریمہ
۳۳۶	۱۱۲	۱۱۲	۵۶	۵۵۹	۳۹	۱۳۰

(۵) میت فخرالدین المسئلہ من ۶ تصحہ ۱۸ تصحہ ۱۴۴

ام	بنت	اخت لاب وام
خالدہ	عائشہ	ہندہ
۱	۳×۳	۲
	۹	

میت ہندہ المسئلہ من ۶ ترد الی ۲ بینہما تماثل فاستقام مافی الید ۲

ام	زوج	بنت الاخ
خالدہ	ضمیرالدین	عائشہ
۱	۳	م
	۳×۱	
	۸×۳	
	۲۴	

الاحیاء — المبلغ ۶۹۱۲ — ع

عمرو	کریمہ	فہیمہ	علی بخش	فقیر بخش
۲۰۰	۲۱۳	۴۹۹۱	۵۰۴	۵۰۴

(۷) میت زید المسئلہ من ۶ تصحہ ۱۸ تصحہ ۷۲ ترکہ ۵۰۰ روپیہ

اب عمرو	ام ہندہ	ابن بکر	بنت خالدہ	اخت لام شاہدہ
۱/۳ × ۴ = ۱۲	۱/۳	۸/۳۲ × ۴	(۴/۱۲) ۴/۱۶ × ۴	م

میت ہندہ المسئلہ من ۴ تصحہ ۱۲ بینہما توافق بالثلث مافی الید ۳

زوج عمرو	ابن الابن بکر	بنت الابن خالدہ	بنت شاہدہ
۱/۳	۲	(۱/۳) ۱	۲/۶

الاحیاء — المبلغ ۷۲ — ترکہ ۵۰۰ روپیہ — ع

عمرو	بکر	خالدہ	شاہدہ
۱۵	۳۴	۱۷	۶

عمرو کا حصہ = ۱۵ × ۱۲۵ × ۱/۷۲ = ۶۲۵/۶ = پائی ۸ - آنہ ۲ - روپیہ ۱۰۴

بکر کا حصہ = ۳۴ × ۱۲۵ × ۱/۷۲ = ۲۱۲۵/۹ = ۲۳۶ - ۱ - ۹ - ۱/۳

خالدہ = ۱۷ × ۱۲۵ × ۱/۷۲ = ۲۱۲۵/۱۸ = ۱۰ ۲/۳ - ۰ - ۱۱۸

شاہدہ = ۶ × ۱۲۵ × ۱/۷۲ = ۱۲۵/۳ = ۸ - ۱۰ - ۴۱

۵۰۰ - ۰ - ۰

(۸) میت شریف المسئلہ من ۲۴ تصحہ ۴۸ تصحہ ۷۶۸ تصحہ ۲۳۰۴

زوجہ ہندہ	ام کریمہ	اخت شاہدہ	بنت فہیمہ
۳ × ۲	۴ × ۲	۵	۱۲ × ۲
۶ × ۱۶	۸ × ۱۶		۲۴ × ۱۶
۹۶ × ۳	۱۲۸ × ۳		۳۸۴
۲۸۸	۳۸۴		

میت شاہدہ المسئلہ من ۶ ترد الی ۲ بینہما تباین مافی الید ۵

ام کریمہ	زوج عبداللہ	ام الاب خالدہ
۱ × ۵	۱ × ۵	م
۵ × ۱۶	۵	
۸۰ × ۳		
۲۴۰		

میتہ عبداللہ المسئلہ من ۱۲ ترد الی ۴ تصحہ ۱۶ بینہما تباین مافی الید ۵

زوجہ ثانیہ — نصیبہ — ۴ / ۱ — ۵×۴ — ۳×۲۰ — ۶۰

ام الام — حبیبہ — ۲ — ۱ / ۳ — ۵×۳ — ۳×۱۵ — ۴۵

المسئلہ ۶ — ۳ / ۱۲

اخت — زبیدہ — ۶ — ۳ — ۵×۹ — ۳×۴۵ — ۱۳۵

میتہ فہیمہ المسئلہ من ۱۲ تصحہ ۳۶ بینہما توافق بجزء من اثنا عشر مافی الید ۳۸۴

زوج — عمرو — ۳ — ۳۲×۹ — ۲۸۸

بنت — نصیرہ — ۹ — ۳۲×۱۸ — ۵۷۶

بنت الابن — فاطمہ — ۲ — ۳۲×۶ — ۱۹۲

بنت ابن الابن — شریفہ — ۱ / ۳۲

ابن ابن ابن الابن — بکر — ۲ / ۶۴

۱ / ۳

الاحیاء — المبلغ ۲۳۰۴

ہندہ	کریمہ	نصیبہ	حبیبہ	عمرو	نصیرہ	فاطمہ	شریفہ	بکر	زبیدہ
۲۸۸	۶۲۴	۶۰	۴۵	۲۸۸	۵۷۶	۱۹۲	۳۲	۶۴	۱۳۵

ذوی الارحام میت کے تمام وہ دادھیالی اور نانھیالی رشتہ دار جو عصبہ اور ذوی الفروض نہین ہین وہ سب ذوی الارحام کہلاتے ہین مثلاً نواسے۔ نانا۔ بھتیجی۔ بھانجے پھوپھی ماموں وخالہ وغیرہ۔

عامۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ حضرت عمر حضرت ابن مسعود حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی الدرداء حضرت ابن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اگر ذوی الفروض اور عصبہ زندہ نہوں تو میت کے وارث اُسکے ذوی الارحام ہوتے ہین اسی قول کی پیروی تابعین مین سے حضرت علقمہ وحضرت ابراہیم وحضرت شریح وحضرت حسن و ابن سیرین وعطاء ومجاہد رحمہم اللہ نے کی ہے اور ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ وامام ابو یوسف وامام محمد وامام زفر اور تمام احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے لیکن

حضرت زید بن ثابت رضؓ ذوی الارحام کی توریث کے نہین قائل ہین اور انھین کے مسلک کو حضرت امام مالک و امام شافعی رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

ذوی الارحام کی تقسیم چار اصناف پر کی گئی ہے، وہ یہ ہین :-

صنف اوّل وہ ذوی الارحام جو جزء میّت ہون مثلاً نواسی (بنت البنت) و نواسہ (ابن البنت) اور اُن کی اولاد بیٹے اور پوتے کی نواسی (بنت بنت الابن و بنت بنت ابن الابن) و نواسہ اور اُن کی اولاد اسی طور سے اور نیچے تک۔

صنف ثانی وہ ذوی الارحام جو اصول میّت ہون مثلاً میت کی مان کے باپ (اب الام) اور دادا وغیرہ اور نانی اور پرنانی کے باپ اور دادا اور نانا وغیرہ اور باپ کے نانا اور پرنانا اور دادا کے نانا اور پرنانا وغیرہ۔

صنف ثالث وہ ذوی الارحام جو میت کے مان اور باپ کے جزو ہین مثلاً بھتیجی (بنت الاخ) بھانجی (بنت الاخت) بھانجے (ابن الاخت) اور ان سب کی اولاد اور اخیافی بھائی اور بہن کی اولاد۔

صنف رابع وہ ذوی الارحام جو میت کے دادا اور دادی اور نانا اور نانی کے جزو ہون، مثلاً پھوپھی خالہ، ماموں اور اخیافی چچا (عم لام) وغیرہ اور ان سب کی اولاد نیچے تک۔

مندرجۂ بالا چار اصناف مین مفتی بہ ترتیب وراثت یہ ہے کہ صنف اول کے ذوی الارحام سب اصناف پر مقدم ہونگے یعنی اُنکی موجودگی مین صنف ثانی و صنف ثالث و صنف رابع کے ذوی الارحام سب مجوب ہونگے اور صنف ثانی کی موجودگی مین صنف ثالث و رابع کے ذوی الارحام اور صنف ثالث کی موجودگی مین صنف رابع کے ذوی الارحام مجوب ہونگے جب صنف اول و ثانی و ثالث والے ذوی الارحام نہونگے تب صنف رابع والے ذوی الارحام وارث ہونگے یعنی جب ذوی الفروض او رعصبات نہون تو صنف اول کے ذوی الارحام

وارث ہونگے اگر وہ نہون تو صنف ثانی کے اگر وہ نہون تو صنف ثالث کے اگر وہ نہون تو صنف رابع کے ذوی الارحام وارث ہونگے

ذوی الارحام کی وراثت کا ضابطۂ عمومی اگر وارث ہونیوالے ذوی الارحام کی صنف مین صرف ایک ہی شخص ہو (مرد یا عورت) تو کل متروکہ اسی کو دیدیا جائیگا اور اگر ایک ہی صنف مین کئی شخص ہون تو جو میت سے درجہ مین قریب ہوگا اُسکو متروکہ ملیگا اور دور کے درجہ والے محجوب ہون گے، اور اگر سب درجہ مین برابر ہون تو یہ دیکھا جائیگا کہ سب قرابت مین متحد ہین (یعنی سب باپ کی طرف والے ہین یا سب ماں کی طرف والے) یا مختلف ہین (یعنی کچھ ننہیالی ہین اور کچھ دادھیالی) پس اگر یہ لوگ قرابت مین مختلف ہون تو متروکہ کا دو ثلث دادھیال والون کو اور متروکہ کا ایک ثلث ننہیال والون کو دیا جائیگا اور اگر قرابت مین متحد ہون تو اگر سب مرد ہون یا سب عورتین ہون تو برابر برابر تقسیم ہوگی اور اگر مرد اور عورتین دونون ہین تو باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ یہ امام ابو یوسف رح کی رائے ہے اور امام محمد رح کے نزدیک درصورت اتحاد قرابت اگر اُنکے اُصول بھی ذکورۃ اور انوثۃ مین متفق ہون تو اُسوقت (مثل امام ابی یوسف رح کے) متروکہ موجودہ اشخاص پر تقسیم کردیا جائیگا (یعنی اگر سب ذکور ہون یا سب اناث ہون ہون تو برابر اور اگر ذکور و اناث دونون ہون تو للذکر مثل حظ الانثیین) لیکن اگر اُن متحد قرابت دارون کے اصول مین ذکورۃ اور انوثۃ مین اختلاف ہو تو جس بطن مین سب سے پہلے اختلاف ہوا ہو وہان پر للذکر مثل حظ الانثیین اسطرح ترکہ تقسیم کیا جائیگا کہ فروع موجودہ کا عدد رؤس اُنکے اصول کا بھی عدد رؤس سمجھا جائیگا۔ اور ذکور کا طائفہ علیحدہ اور اناث کا طائفہ علیحدہ مع اُنکے حصص کے کردیا جائیگا۔ اسی طور سے پھر بطن ثانی اور بطن ثالث وغیرہ مین بھی طائفے علیحدہ علیحدہ کردیے جایا کرینگے بشرطیکہ اُن بطون مین طائفہ ذکور یا اناث کے تحت مین بھی ذکورۃ و انوثۃ کا اختلاف ہوتا چلا جائے، اگر اختلاف نہو تو بطن سابق کے حصص بجنسہ منتقل ہونگے اور آخر مین ہر موجود وارث کو اُسکے باپ یا ماں کا جیسی صورت ہو حصہ ملیگا

مذکورۂ بالا ضابطہ مین صرف وہی احکام مذکور ہوے ہین کہ جنکا لحاظ ذوی الارحام کی ہر صنف مین ہوتا ہے لیکن جو احکام خصوصی ہین وہ مختلف اصناف مین اپنی جگہ پر زیادہ کرکے بیان کر دیے جائینگے

صنف اول کے احکام

اوپر یہ بیان ہوچکا ہے کہ فتوی اسی پر ہے کہ صنف اوّل (جزء میت) کے ذوی الارحام تمام دیگر اصناف پر مقدم ہونگے یعنی جزء میت کی موجودگی مین دوسرے اصناف والے کچھ نہ پائینگے،

اب اس صنف کا اگر ایک ہی شخص موجود ہو تو کل متروکہ اسکو ملجاے گا اگر کئی اشخاص موجود ہون تو اُن مین سے (بقاعدۂ الاقرب فالاقرب جو ہر صنف پر نافذ العمل ہی) جو درجہ مین میت سے قریب ہوگا اُسکو ملے گا،

اگر اس صنف مین کئی ذوی الارحام برابر کے درجہ کے ہون تو ذوی الفروض کی اولاد مقدم ہوگی بقیہ ذوی الارحام سے (جو ذوی رحم کی اولاد ہوتے ہین) یعنی جو لوگ ذوی الفروض کی اولاد ہونگے صرف وہی حصہ پائینگے اور باقی ذوی الارحام محجوب ہونگے گو وہ درجہ مین برابر ہون مثلاً اگر پوتی کی لڑکی اور نواسی کی لڑکی ہو تو گو یہ دونون جزء میت برابر کے درجہ کے ہین یعنی دو واسطون سے دونون میت تک پہونچتے ہین لیکن پوتی ذوی الفروض مین سے ہے اسوجہ سے اُسکی لڑکی وارث ہوئی اور نواسی ذوی الارحام مین سے ہے اس لیے اُسکی لڑکی محروم رہی۔

(اس صنف مین صرف ذوی الفروض کی اولاد کو مقدم کیا ہے اور عصبہ کی اولاد کا تذکرہ نہین ہوا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ جزء میت مین عصبہ کی اولاد اگر ذکور ہے تو خود عصبہ ہے اگر اناث ہے تو وہ خود ذوی الفروض مین سے ہوگی یعنی اُس صنف مین عصبہ کا لڑکا یا لڑکی ذوی الارحام مین نہین ہے)

اور اگر مساوی درجہ کے دو چار ذوی الارحام ہون اور سب ذوی الفروض کی اولاد ہون یا سب ذوی الارحام کی اولاد ہون (یعنی اُن مین ایک دوسرے پر

کوئی وجہ ترجیح نہو) تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر یہ لوگ سب ذکور یا سب اناث ہون تو ترکہ مساوی تقسیم ہوگا اور اگر کچھ ذکور ہون اور کچھ اناث ہون تو ان لوگون میں باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم کیا جائیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک اِس صورت مین موجودہ لوگون کے اُصول کا بھی لحاظ ہوگا پس اگر اُن سب کے اصول صرف ذکور یا صرف اناث ہین تو موافق رائے امام ابو یوسفؒ کے تقسیم ہوگی اور اگر اصول مین اختلاف ہے کہ کچھ ذکور کی اولاد ہین اور کچھ اناث کی اولاد ہین تو امام محمدؒ کے نزدیک پہلے اُصول پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوجاے گا اُسکے بعد جو کچھ ذکور کو وہان ملے اور جو کچھ اُناث کو وہان ملے وہ ہر ایک کی اولاد موجودہ پر منتقل ہوگا، مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے بنت ابن البنت کو اور ابن بنت البنت کو چھوڑا جنکا نام ہندہ و زید ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہندہ و زید پر للذکر مثل حظ الانثیین کے اعتبار سے متروکہ تقسیم ہوگا تو زید کو دو ثلث اور ہندہ کو ایک ثلث ملے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک چونکہ ان دونون کے اصول مین اختلاف ہوگیا ہے اس لیے دوسرے بطن پر (جہان سے اختلاف شروع ہوا ہے) للذکر مثل حظ الانثیین کے اعتبار سے جائداد تقسیم کی جاے گی دو حصے نواسے کو اور ایک حصہ نواسی کو ملے گا اسکے بعد نواسے کے دونون حصے منتقل ہوکر ہندہ کو ملین گے اور نواسی کا ایک حصہ منتقل ہوکر زید کو ملے گا یعنی امام ابو یوسفؒ کی تقسیم کے بالکل برعکس تقسیم ہوگئی۔

امام محمدؒ کے مسلک پر طریقہ عمل کی تشریح اگر اِس صنف مین میت کی کئی اولادین مساوی درجہ پر ہون اور متعدد بطون بھی گذرے ہون اور بعض یا کل بطون مین (یعنی اولادون کے اصول مین) ذکورۃ اور انوثۃ کا اختلاف ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک اُس بطن پر کہ جسمین ذکورۃ اور انوثۃ کا سب سے پہلے اختلاف ہوا ہے وہان پر ترکہ

للذکر مثل حظ الانثیین کے اعتبار سے تقسیم کرکے ذکور کا طائفہ مع اُن کے سہام کے
علیحدہ اور اناث کا طائفہ مع اُن کے سہام کے علیحدہ کردیا جائیگا۔ اُسکے بعد
ہر دو طائفون کی اولاد کو اُسکے نیچے والے بطن مین دیکھین گے اگر اس بطن مین
کسی طائفہ کی اولاد مین ذکورۃ وانوثۃ مین اختلاف ہوا ہے تو اُس طائفہ کا مجموعہ
سہام اس دوسرے بطن مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور پھر ذکورۃ
کا طائفہ اور انوثۃ کا طائفہ (سابق کے طائفہ کے ماتحت) علیحدہ کردیا جائیگا۔
اور اگر اختلاف نہوا ہو تو پھر تیسرے بطن مین اُنھین دونون طائفون کی اولاد مین
حصص منتقل ہوکر آئینگے اور وہان اگر اختلاف واقع ہوگیا ہے تو باعتبار للذکر مثل
حظ الانثیین تقسیم کرکے ذکور اور اُناث کے طائفے پھر علیحدہ کردیے جائین گے
گویا طائفون کے اندر طائفے ہوتے چلے جائینگے اسی طور سے چوتھے اور پانچوین بطن
مین عمل کرتے جائینگے تاآنکہ آخر مین موجودہ لوگ اپنے باپ یا مان کا حصہ جو منتقل ہوکر
آیا ہے پائینگے، مثلاً

میت — المسئلہ من ۱۵ تصحہ من ۶۰

بطن اول	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
بطن ثانی	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
بطن ثالث	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
بطن رابع	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
بطن خامس	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
بطن سادس	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
عند امام محمدؒ	۱	۲	۳	۴	۶	۲	۶	۳	۹	۴	۸	۱۲
عند امام ابو یوسفؒ	۱/۱۵	۲/۸	۱/۱۵	۳/۸	۱/۱۵	۱/۱۵	۲/۸	۱/۱۵	۱/۱۵	۱/۱۵	۱/۱۵	۱/۱۵

مندرجۂ بالا جدول مین چونکہ پہلے ہی بطن مین اختلاف ہوگیا لہذا مسئلہ ۱۵ سے کیا گیا جسمین سے ۹ حصے طائفہ بنات کو اور ۶ حصے طائفہ بنین کو دیے گئے،

بطن ثانی مین دونون طائفون کی اولاد مین کوئی فرق نہین ہوا لہذا طائفۂ اناث کی اولاد کو وہی ۹ حصے اور طائفۂ ذکور کی اولاد کو وہی ۶ حصے دیے گئے

بطن ثالث مین ہر دو طائفون کی اولاد مین ذکورۃ و انوثۃ کا اختلاف ہوگیا ہے اور طائفہ بنات کی اولاد مین ۶ لڑکیان اور تین لڑکے ہین (گویا ۱۲ لڑکیان ہوئین) اور اُن کا عدد سہام ۹ ہے پس معلوم ہوا کہ سہام عدد رؤس پر غیر مستقیم ہین اور طائفۂ بنین کے اولاد مین ایک لڑکا اور دو لڑکیان ہین (گویا ۴ لڑکیان ہین) اور اُن کا عدد سہام ۶ ہے وہ بھی مستقیم نہین ہے اب دونون اعداد رؤس ۱۲ و ۴ ہوے لیکن ۱۲ اور اُسکے سہام مین (جو ۹ ہے) توافق بالثلث ہے پس اس کا عدد رؤس اب ۴ ہوا اور بنین کے عدد رؤس ۴ اور اُسکے سہام ۶ مین توافق بالنصف ہے پس اُس کا عدد رؤس ۲ ہوا اب دونون اعداد رؤس ۴ و ۲ مین تداخل ہے لہذا اصل مسئلہ کو بڑے عدد ۴ سے ضرب دیا ۶۰ ہوے اور بنات کے سہام ۹ × ۴ = ۳۶ ہوے اور بنین کے سہام ۶ × ۴ = ۲۴ ہوے اب بنات کی اولاد کے دو طائفہ ہوگئے پس اُن کے حصے ۳۶ مین ۱۸ طائفۂ اناث کو اور ۱۸ طائفۂ ذکور کو ملے اور بنین کی اولاد کے بھی دو طائفے ہوگئے پس اُنکے حصے ۲۴ مین ۱۲ حصے طائفۂ اناث کو (جسمین دو لڑکیان ہین) اور ۱۲ حصے طائفۂ ذکور (جسمین صرف ایک لڑکا ہے) کو ملے اور چونکہ یہ تنہا رہ گیا لہذا اُس کا حصہ منتقل ہوتا ہوا بطن سادس تک چلا گیا اور وہان اُس کی اولاد مین لڑکی ہے وہ ۱۲ حصے اُسکو دیدیے گئے،

بطن رابع مین سب طائفون کی اولاد مین اختلاف ہوگیا پس طائفۂ بنات کے

جو ۱۸ سہام بطن ثالث مین تھے اُسمین سے ۶ حصے ۳ بنات کو اور ۱۲ حصے ۳ بیٹون کو ملے اور دونون کے طائفے علیحدہ کر دیے گئے۔ اور طائفہ ذکور کے جو ۱۸ حصے بطن ثالث مین تھے اُنمین سے ۹ حصے دونون بنات اور ۹ حصے ایک ابن کو ملے جو بوجہ تنہائی منتقل ہوتے ہوے بطن سادس مین اُسکی لڑکی کو ملے۔ دوسرا طائفہ بنات جسکو بطن ثالث مین ۱۲ حصے ملے تھے اُسکی اولاد مین اِس بطن مین اختلاف نہین ہے لہذا وہ بارہ حصے اُس بطن مین اُسکی دونون لڑکیون کو بجنسہ منتقل ہوکر آگئے

بطن خامس مین طائفہ بنات کی اولاد مین (جسکو بطن رابع مین ۶ حصے ملے تھے) پھر اختلاف ہوا پس اُسکے ۶ حصے باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے پس دونون بنات کو ۳ حصے دیے گئے جو بطن سادس مین جاکر ان دونون کی اولاد پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین (۲+۱) تقسیم ہوے اور ۳ حصے ان دونون بنات کے ساتھ کے ابن کو دیے گئے جو منتقل ہوکر بطن سادس مین اُسکی لڑکی کو دیے گئے۔ اور ۱۲ حصے جو تینون لڑکون کو بطن رابع مین ملے تھے وہ اِس بطن مین آکر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے اُن کی اولاد مین دو لڑکیان اور ایک لڑکا تھا پس ۶ حصے لڑکے کو دیے گئے جو اُس کی موجودہ لڑکی کو بطن سادس مین دیے گئے ہین اور ۶ حصے دونون لڑکیون کو ملے جو بطن سادس مین ان دونون کی اولاد کے درمیان باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے۔ اور ۹ حصے جو دو لڑکیون کو بطن رابع مین ملے تھے وہ بوجہ عدم اختلاف اُس بطن مین بجنسہ منتقل ہوکر آگئے اور وہ بطن سادس مین جاکر اُن کی اولاد کے درمیان باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے۔ اور ۱۲ حصے جو دو بنات کو بطن رابع مین منتقل ہوکر آئے تھے وہ اِس بطن مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے پس ۴ حصے بنت کو ملے جو بطن سادس مین منتقل ہوکر اُسکی لڑکی کو ملے اور ۸ حصے لڑکے کو ملے جو بطن سادس مین اُسکی

لڑکی کو دیے گئے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چونکہ اصول مین ذکورۃ و انوثۃ کے اختلاف کا کوئی اثر نہین پڑتا ہے اس لیے اُن کے مسلک پر مندرجۂ بالا جدول مین صرف بطن سادس مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ کی تقسیم کی جاے گی پس اُن کے نزدیک مسئلہ ۵ اسے ہوگا ایک ایک حصہ ہر بنت کو اور دو دو حصے ہر ابن کو ملین گے لہذا ۹ حصے بنات کو اور ۶ حصے تینون بیٹون کو دیے جائینگے اور اس کی تصحیح جو ۶۰ سے کی گئی ہے صرف اس غرض سے تاکہ صاحبین کے عمل کا فرق اور نتیجہ ظاہر ہو جاے،

اور بھی حضرت امام محمدؒ کے نزدیک فروعات کے عدد رؤس منتقل ہوتے ہوے اوپر اُس مقام پر آجاتے ہین جہان پر اُصول مین ذکورۃ و انوثۃ کا اختلاف ہوا اور ہر فرع کا عدد رؤس اُسکے اصل مین لگا دیا جاتا ہے، مثلاً

میت المسئلہ من ۷ تصحہ ۲۸

	بنت	بنت	بنت
	مفروضہ (۲) ابن	بنت	مفروضہ (۲) بنت
	مفروضہ (۳) بنت ۱۶	ابن ۶	$\frac{۳}{۱۲}$ مفروضہ (۲) بنت ۶
عند محمدؒ	۲ بنت ۱۶ فی ۸	بنت ۶	۲ ابن ۶ فی ۳
عند ابو یوسفؒ	$\frac{۲}{۸}$ فی ۴	$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۴}{۱۶}$ فی ۸

مندرجۂ بالا مسئلہ مین چونکہ بطن ثانی میں ذکورۃ و انوثۃ کا فرق ہوگیا ہے لہذا وہان باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی اور فریق اول کی ایک بنت کو دو بنت سمجھا جاے گا، کیونکہ یہ اُسکی فروع مین (بطن رابع مین) ۲ ابن ہین اور اسی طور سے

فریق ثالث مین ایک ابن کو ۲ ابن سمجھین گے کیونکہ اُسکی اولاد مین بھی ۲ بنت
ہین گویا بطن رابع کا عدد رؤس منتقل ہوکر بطن ثانی مین آگیا اور دونون بنات
کو ۳ حصے اور ابن کو ۴ حصے (۲ لڑکون کا حصہ) ملے اور ذکور کا طائفہ علیحدہ اور
اُناث کا طائفہ علیحدہ کردیا گیا اور بطن ثالث مین اُناث کی طائفہ کی اولاد مین
ایک بنت جو عدد فروع کو شامل کرکے دو بنت ہوگئی اور ایک ابن بجائے دو بنت
کے جملہ ۴ بنات ہوئین اور عدد سہام ۳ اسپر مستقیم نہین ہے لہذا ۲۸ سے تصحیح ہوئی -
(۷ × ۴ عدد رؤس) اور بطن ثانی مین طائفہ اُناث کے ۱۲ اور طائفہ ذکور کے ۱۶
ہوے اور چونکہ طائفہ ذکور مین صرف ایک لڑکا ہے لہذا اُسکا حصہ منتقل ہوتا ہوا
بطن رابع مین آگیا اور اُسکے دونون لڑکون کو وہ ۱۶ حصے دیدیے گئے جو فی کس
۸ حصے ہوے - اور طائفہ اُناث کے جو ۱۲ حصے تھے وہ بطن ثالث مین باعتبار
للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے جسمین سے بنت کو ۶ حصے ملے (دو بنات کا حصہ
بوجہ عدد فروع کے لحاظ کرنے کے) جو بطن رابع مین اُسکے دونون لڑکون کو دیا گیا
اور فی کس ۳ حصے ملے اور طائفہ اناث کے بقیہ ۶ حصے ابن کو ملے جو بطن رابع
مین اُس کی لڑکی کو دیدیے گئے - حضرت امام ابویوسف رح کے نزدیک صرف بطن
رابع مین موجودہ لوگون پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوگا -

اگر کوئی ذی رحم میت تک دو یا تین طرفون سے پہونچتا ہے یعنی اُسکے ساتھ
کئی رشتے حصہ پانے کے ہون تو تمام علماء احناف کے نزدیک اُس کو ہر رشتہ کا
حصہ ملے گا - بشرطیکہ وہ سب رشتے برابر درجے کے ہون اور اسمین بھی امام ابویوسف رح
موجودہ شخص کو دونون نسبتون کے لحاظ سے حصہ دلواتے ہین اور امام محمد رح مثل سابق
بشرط اختلاف انوثتہ وذکورۃ اعلیٰ خلاف اوہ بطن کہ جسمین سب سے پہلے اختلاف
ہوا ہے اسپر ہر جہت کے لحاظ سے تقسیم کرتے ہین اور ہر ہر جہت سے فروع کے عدد رؤس کو

اوپر منتقل کرلیجاتے ہین۔ مثلاً

المسئلہ مدے تصحیح ۲۸

بنت
بنت مفروضہ (۲)
بنت ۶
بنت مفروضہ (۲)
ابن
۴/۱۶
۳/۱۲
بنت
بنت
ابن ۶
۲ بنت
۶+۱۶=۲۲
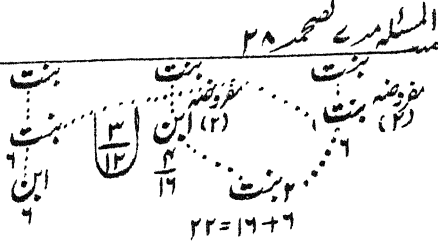
مندرجۂ بالا مسئلہ مین ۲ بنات کو میت سے دو رشتے برابر برابر کے ہین میت کی ایک بیٹی کی نواسیان اور ایک بیٹی کی پوتیان ہین اور دونون رشتون سے حصہ پانے کی مستحق ہین پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک متروکہ کے چھ حصے ہوگئے جسمین سے چار حصے دونون بنات کو دو حصے مان کی جانب سے اور دو حصے باپ کی جانب سے ملین گے اور دو حصے فریق ثالث کے ابن کو دیے جائینگے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک چونکہ بطن ثانی مین ذکورۃ وانوثۃ کا اختلاف ہوگیا ہے بس وہین پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوگا اور فریق اول کی ایک بنت بجاے دو بنتون کے (عدد فروع کو لیکر) اور فریق ثانی کا ایک ابن بجاے دو ابنون کے (عدد فروع کو لیکر) سمجھا جاے گا اور فریق ثالث کی ایک بنت ملا کر مسئلہ ۷ (سات) سے ہوگا جسمین ۴ حصے ابن کو ملین گے جو منتقل ہوکر اُسکی دونون لڑکیون کو دیے جائینگے اور ۳ حصے طائفہ اُناث کے ہوے جو اُن کی اولاد پر بطن ثالث مین منتقل ہوے اور وہان ۲ بنت اور ایک ابن ہے (گویا ۴ بنات ہین) تو فرقہ اُناث کا سہام ۳ عدد رؤس ۴ پر مستقیم نہین ہے لہذا تصحیح ۲۸ سے ہوئی فریق ثانی کے ابن کو ۱۶ حصے اور فریق اول وثالث کی بنات کو ۱۲ حصے ملے جو اُن کی اولاد پر بطن ثالث مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوے اور دونون لڑکیون کو ۶ حصے ملے اور ابن کو ۶ حصے ملے

جواب: دونون بنات کو کل ۲۲ حصے ملے ۱۶ باپ کی جانب سے فریق ثانی کی حیثیت سے اور ۶ والدہ کی جانب سے فریق اول کی حیثیت سے اور فریق ثالث کے ابن کو ۶ حصے ملے۔

مفتے بہ قول۔ یہ بات ضرور یاد رکھنے کی ہے کہ ذوی الارحام کے تمام مسائل مین امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے کیونکہ امام ابو حنیفہؒ سے جو مشہور اور معتبر روایت ہے اُس سے امام محمدؒ کے مسلک ہی کی تائید ہوتی ہے لیکن بخارا کے علما نے امام ابی یوسفؒ کے قول کو بوجہ آسانی کے اختیار کیا ہے

صنف ثانی کے احکام۔ اس صنف مین صرف اجداد فاسدین اور جدات فاسدات ہین۔ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جس جد اور میت کے درمیان کوئی ام واسطہ ہو تو اُس جد کو جد فاسد کہتے ہین اور جس جدہ اور میت کے درمیان کوئی جد فاسد واسطہ ہو تو اُس جدہ کو جدۂ فاسدہ کہتے ہین

اس صنف مین بھی اگر صرف ایک ذی رحم ہو گا تو کل ترکہ اوسی کو ملجائیگا اور اگر کئی ہون تو جو (جد یا جدہ) میّت سے زیادہ قریب درجہ کا ہو گا خواہ باپ کی جانب کا ہو یا مان کی جانب کا ہو صرف وہی وارث ہو گا اور اُس سے دور کا درجہ والا (جدہ یا جد) کسی جانب کا ہو محروم ہو گا۔ پس باپ کا نانا (اب ام الاب) مقدم ہو گا پرنانی کے باپ (اب ام ام الام) سے اور نانا (اب الام) مقدم ہو گا۔ باپ کے نانا (اب ام الاب) سے۔

اگر کئی اجداد یا جدات ہون اور سب درجہ مین برابر ہون تو جو جد یا جدہ کسی وارث (ذی فرض) کے ذریعہ سے میت کی جانب منسوب ہو (یعنی جو کسی وارث کا باپ یا مان ہو) وہ مُقدم ہو گا اُس جد یا جدہ پر جو وارث سے منسوب نہو (یعنی جو غیر وارث کا باپ یا مان ہو) اور یہ وارث سے منسوب شدہ جدات یا جداد

خواہ باپ کے جانب کے ہون یا مان کی جانب کے ہون بہرحال غیر وارث سے منسوب شدہ پر مقدم ہونگے پس اب ام الام اولی ہوگا۔ اب اب الام سے گوکہ دونون درجہ مین برابر ہین مگر چونکہ ام الام ذوی الفروض مین سے ہے اسلیے اس کا باپ حصہ پائیگا اور اب الام ذوی الارحام مین سے ہے اسلیے اس کا باپ مجوب ہوگا اسی طور سے اب ام ام الاب (باپ کے نانی کا باپ) بمقابلہ اب اب ام الام (نانی کے دادا) کے حصہ پائیگا۔ کیونکہ باپ کی نانی ذی فرض ہے اور مان کا نانا ذی رحم ہے

مندرجۂ بالا حکم ابی سہیل فرائضی کے مذہب پر ہے لیکن اصح قول یہ ہے کہ اس صنف مین ولد وارث سے منسوب شدہ ذوی الارحام کو غیر منسوب شدہ پر تقدم نہین ہے

اگر اس صنف کے چند اجداد یا جدات درجات مین برابر ہون اور کوئی ان سے وارث سے منسوب نہو یا سب وارث سے منسوب ہون (یا بر قول اصح وارث سے منسوب شدہ اور غیر منسوب شدہ دونون ہون) تو اگر بعض مان کی جانب سے اور بعض باپ کے جانب سے ہون تو باپ کی جانب والون کو ترکہ کا دو ثلث ملے گا اور مان کی جانب والون کو ایک ثلث دیا جائیگا۔ اور اگر سب ایک ہی جانب کے ہون تو اگر سب ذکور ہون یا سب اناث ہون تو ترکہ برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر کچھ ذکور اور کچھ اناث ہون تو باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوگا۔ لیکن اگر درمیان کے واسطون مین ذکورۃ اور انوثۃ کا اختلاف ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک مثل صنف اول کے عمل ہوگا یعنی جس بطن مین سب سے پہلے اختلاف واقع ہوا ہو وہان پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ تقسیم ہوگا اور ذکور کا طائفہ علیحدہ اور اناث کا طائفہ علیحدہ کر دیا جائیگا اور پھر بعد کے بطون مین یہی عمل کرتے جائینگے تاآنکہ موجودہ لوگون کو جو کچھ ان کی اولاد کو پہونچا ہے وہ دیا جاے گا

اور یہی عمل اُسوقت بھی کیا جائیگا جبکہ دادہیال والون کا ۲/۳ علیحدہ اور نانہیال والون کا ۱/۳ علیحدہ ہوجاے یعنی ۲/۳ امام ابویوسفؒ کے نزدیک دادہیال والون کے موجودہ لوگون مین علی التساوی یا باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک اعلیٰ خلاف پر تقسیم ہوگا اور پھر وہ منتقل ہوکر ہر ایک کے اُصول پر آے گا اور یہی طریقہ ۱/۳ کے تقسیم کا ہوگا۔ اس صنف مین بھی اگر کوئی ذوی الارحام میت سے دو رشتے رکھتا ہوگا تو وہ ہر رشتہ کا حصہ بموجب قواعد پائیگا۔

صنف ثالث کے احکام اس صنف مین سگے اور سوتیلے بھائیون کی لڑکیان اور پوتیان اور پرپوتیان آخر تک اور سگی اور سوتیلی بہنون کی اولاد (ذکور واناث) اور اخیافی بھائی اور بہن کی اولاد ہین۔ سگے اور سوتیلے بھائی کے لڑکے (ذکور) اسمین داخل نہین ہین کیونکہ وہ عصبات مین سے ہین

اس صنف مین بھی تقریباً وہی احکام ہین جو صنف اول مین مذکور ہوچکے ہین۔ پس اگر اس صنف مین سے صرف ایک ذی رحم ہوگا تو کل ترکہ اُسی کو ملے گا اور اگر کئی ہون تو جو درجہ مین قریب ہوگا وہ مقدم ہوگا اور اُس کے مقابلہ مین دور والا محجوب ہوگا اور بصورت تساوی فی الدرجہ عصبہ کی اولاد مقدم ہوگی ذوی الارحام کی اولاد سے مثلاً بھائی کی پوتی (بنت ابن الاخ) مقدم ہوگی سگے بھائی کی نواسی (بنت بنت الاخ) پر کیونکہ بھائی کی پوتی عصبہ کی لڑکی ہے

(یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ صنف اول مین ولد ذی فرض کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کو ولد ذی رحم پر تقدم حاصل ہے اور اس صنف مین ولد عصبہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہین کو ولد ذی رحم پر تقدم حاصل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صنف اول مین جو ذوی الارحام ہین وہ یا تو ذوی الفروض کی اولاد ہین یا

اخیافی بھائی بہن کی اولاد پر اسی طریقہ سے متروکہ تقسیم ہوگا۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک
پہلے متروکہ کا ثلث حصہ اخیافی بھائی بہنون پر برابر برابر تقسیم ہوگا مگر چونکہ اخیافی بہن
کی دو اولادین ہین لہذا اُس کا عدد دس دو سمجھا جائیگا تو اب اِس ثلث کے
تین حصے کیے جائین گے دو حصے اخیافی بہن کو اور ایک حصہ اخیافی بھائی
کو ملے گا اور پھر اخیافی بھائی کا ایک حصہ اسکی لڑکی کو منتقل ہوکر ملے گا اور اخیافی
بہن کے دو حصے اسکی اولاد پر علی التساوی تقسیم ہونگے یعنی جو اصول مین ذکور و
اُناث کی تساوی ہے وہی فروع مین بھی رہیگی۔ اب اسکے بعد دو ثلث سگے
بھائی بہنون پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور چونکہ سگی بہن کی دو
اولادین ہین لہذا عدد دس بہن کا دو سمجھا جائیگا اور دو ثلث مین سے ایک
ثلث سگے بھائی کو ملے گا جو منتقل ہوکر اُسکی لڑکی کو دیا جائے گا اور ایک ثلث
سگی بہن کو ملیگا جو اسکی اولاد پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔ اور مندرجہ بالا
مسئلہ کی تصحیح امام محمدؒ کے قول پر ۹ سے ہوگی اور علاتی بھائی بہنون کی اولاد محجوب
ہوگی اور اگر سگے بھائی اور بہن کی اولاد زندہ نہو تو پھر یہ دو ثلث سوتیلے بھائی بہنون
پر تقسیم ہوکر اُن کی اولاد کو (مثل سگے بھائی بہنون کی اولاد کے تقسیم کے) ملے گا۔

اور اگر میت کے سگے بھائی کی پوتی (بنت ابن الاخ لاب وام) اور سوتیلے
بھائی کی پوتی (بنت ابن الاخ لاب) اور اخیافی بھائی کی پوتی (بنت ابن الاخ لام)
پس ماندگان مین ہون تو امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ دونون کے نزدیک تمام متروکہ
سگے بھائی کی پوتی کو ملے گا کیونکہ بمقابلہ اخیافی بھائی کی پوتی کے یہ عصبہ کی اولاد
ہے اور وہ (اخیافی بھائی کی پوتی) ذی رحم کی لڑکی ہے اور بمقابلہ سوتیلے بھائی
کی پوتی کے یہ (بنت ابن الاخ لاب وام) قوت قرابت (عینیت) رکھتی ہے
پس اخیافی اور علاتی بھائی کی پوتیان باتفاق صاحبین محجوب ہونگی۔

اگر کسی ذوی الارحام کے دو برابر کے رشتہ میت کے ساتھ ہون اور ہر رشتہ سے وراثت ہوتی ہو تو مثل صنف اول کے اس صنف ثالث مین بھی دونون رشتون سے حصہ ملے گا۔ مثلاً

المسئلہ من ۶ تصحہ ۲۴

اخ لاب	اخت لاب	اخت لاب و ام	اخت لام
۲ بنت ۲	۲ ابن ۲	۴/۱۶ بنت ۱۶	۱/۴ ابن ۴
ابن ۲	بنت ۲		بنت ۴

$\frac{1}{4}$

۲ + ۱۶ = ۱۸

مندرجۂ بالا مسئلہ مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تمام متروکہ سگی بہن کی دونون نواسیون کو ملے گا کیونکہ اُن کو قوت قرابت حاصل ہے اور باقی سب محجوب ہونگے اور امام محمدؒ کے نزدیک پہلے اصول (سب بھائی بہنون) پر متروکہ تقسیم ہوگا اور اسمین جہات اور عدد فروع کا لحاظ مثل سابق کیا جاے گا یعنی سگی بہن اور سوتیلی بہن کا عدد رؤس ۲ سمجھا جائیگا اُسکے بعد آخر مین موجودہ اشخاص کو اُن کے ماں باپ کا حصہ دیا جاے گا۔

صنف رابع کے احکام — اس صنف مین وہ ذوی الارحام ہین جو میت کی دادی یا نانی یا میت کے دادا یا نانا کی طرف منسوب ہون یعنی (علاوہ اصول میت کے) اُن کی اولاد مین ہون اور وہ سگی سوتیلی اخیافی پھوپھیان (عمات) اور اخیافی چچا اور سگے سوتیلے اخیافی ماموں اور خالائین اور ان سب کی اولادین اور سگے اور سوتیلے چچا کی اولاد اُناث ہین۔

اس صنف کے چچا پھوپھی ماموں اور خالہ مین سے اگر صرف کوئی ایک (ذورحم) ہوگا وہ کُل مال پائیگا اور اگر کئی ایک ہون اور سب ایک ہی جانب کے ہون (یعنی سب اب کے جانب کے ہون یا سب ام کی جانب کے ہون) تو سگا مقدم

ہو گا سوتیلے پر اور سوتیلا مقدم ہوگا اخیافی پر (یعنی قوت قرابت کا لحاظ ہوگا)
اور اس قوت قرابت کے تقدم مین ذکور وانات ایک حکم مین ہین (یعنی ذکورت
وانوثت کا کوئی لحاظ نہوگا) مثلاً سگی خالہ سوتیلے ماموں کو محجوب کردے گی یا
سوتیلی پھوپھی (عمہ لاب) اخیافی چچا (عم لام) کو محجوب کردے گی۔ اور اگر سب ایک
جانب سے نہون بلکہ بعض باپ کے جانب کے ہون اور بعض ماں کی جانب کے
ہون تو دو ثلث باپ کی طرف والون کو اور ایک ثلث ماں کی طرف والون کو ترکہ
دیا جائیگا اُسکے بعد دادھیال والون اور نانھیال والون مین بھی الگ الگ آپسمین
قوت قرابت کا لحاظ ہوگا۔ مثلاً میت نے سگی پھوپھی اور اخیافی خالہ اور اخیافی چچا
اور سگی خالہ کو چھوڑا ہے تو پہلے دو ثلث سگی پھوپھی اور اخیافی چچا کے لیے اور
ایک ثلث سگی خالہ اور اخیافی خالہ کے لیے نامزد ہونگے اُسکے بعد وہ دو ثلث
سگی پھوپھی کو دیے جائین گے (بوجہ قوت قرابت کے) اور اخیافی چچا محجوب ہوگا۔
اور اسی طور سے ایک ثلث سگی خالہ کو دیا جاے گا اور اخیافی خالہ محجوب ہوگی۔
اور اگر اس صنف کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ مین سے کوئی نہ ہو تو
اُن کی اولاد مین ترکہ تقسیم ہوگا اور اُن مین جو درجہ مین میت سے زیادہ قریب ہوگا
وہ دور کے درجہ والے کو محجوب کردے گا۔

اور اگر ان کی اولاد مین درجہ مین برابر ہون اور ایک ہی جانب کی ہون اور
قوت قرابت مین بھی یکسان ہون (یعنی سب سگے یا سب سوتیلے یا سب اخیافی کی
اولاد ہون) تو اُن مین عصبہ کی اولاد مقدم ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محجوب
ہوگی۔ مثلاً سگی پھوپھی کا لڑکا اور سگے چچا کی لڑکی ہو تو چچا کی لڑکی ترکہ پاے گی۔
اور پھوپھی کا لڑکا محجوب ہوگا کیونکہ چچا عصبہ ہے اسلیے اس کی لڑکی ولد عصبہ ہوئی۔
اور اگر وہ درجہ مین برابر ہون اور ایک ہی جانب کے ہون لیکن قوت قرابت

مین مختلف ہون تو قوی قرابت والے کی اولاد مقدم ہوگی اور ضعیف قرابت والے کی اولاد محجوب ہوگی۔

پس اگر ایک ذورحم عصبہ کی اولاد ہو اور دوسرا ذورحم ذو قرابتین کی اولاد ہو تو ظاہر روایت سے یہی ثابت ہے کہ ذو قرابتین کی اولاد مقدم ہوگی۔ مثلاً میت کی سگی پھوپھی کی لڑکی (بنت العمہ لاب وام) اور سوتیلے چچا کی لڑکی (یعنی بنت العم لاب) ہو تو پھوپھی کی لڑکی متروکہ پائے گی اور چچا کی لڑکی باوجودیکہ ولد عصبہ ہے محجوب ہوگی۔ اس مسئلہ کا قیاس اُس مسئلہ پر کیا گیا ہے جبکہ کسی میت کی سگی خالہ اور اخیافی خالہ ہوتی ہے تو اُس وقت سب متروکہ سگی خالہ کو ملتا ہے کیونکہ ذو قرابتین ہے اور اخیافی خالہ باوجودیکہ ولد وارث ہے یعنی ام الام کی لڑکی ہے مگر باتفاق (علماء) محجوب ہوتی ہے تو اُسی سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ قوۃ قرابت کو ولدیت وارث اور ولدیت عصبہ پر تقدم حاصل ہے۔ اور وجہ ترجیح مین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ذاتی اوصاف مقدم ہوتے ہین اُن اوصاف سے جو اُس کو غیر سے حاصل ہوتے ہین۔ اور بعض لوگ غیر ظاہر روایۃ پر عمل کر کے ولد عصبہ کو مقدم کر دیتے ہین۔ اُن کے نزدیک قوت قرابت کا لحاظ صرف ولد غیر عصبہ کے مقابلہ مین ہے اور اگر وہ درجہ مین برابر ہون مگر صرف ایک ہی جانب کے نہون بلکہ بعض دادھیالی اور بعض نانھیالی ہون تو پہلے دادھیال والون کو دو ثلث اور نانھیال والون کو ایک ثلث دیا جاے گا اُس کے بعد قوت قرابت اور عصبہ ہونیکا ہر فریق مین لحاظ ہوگا۔

نوٹ۔ جب اس صنف کے ذوی الارحام مین (خواہ اصول ہون خواہ اُن کی اولاد) امور مذکورہ کا لحاظ کرتے ہوے کسی ایک جانب تقسیم مقصود ہو (کل ترکہ کی یا دو ثلث یا ایک ثلث کی) تو امام ابو یوسفؒ کے مسلک پر علی التساوی یا باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین (جیسی بھی صورت ہو) تقسیم ہوگی۔ اور امام محمدؒ کے مسلک پر

اگر اصول مین ذکورۃ وانوثۃ کا اختلاف نہین ہے تو مثل قول امام ابویوسف کے عمل ہوگا اور اگر اصول مین اختلاف ہے تو مثل صنف اول کے جس بطن مین سب سے پہلے اختلاف ذکورۃ وانوثۃ ہوا ہے وہان پر اس فریق کا حصہ باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا اور عدد فروع کا لحاظ بھی بدستور ہوگا اور ذکور واناث کے طائفے بھی علحدہ کیے جائینگے اور آگے اُسی طور سے عمل کرتے ہوے موجودہ لوگون کو اُنکے باپ یا مان کا حصہ دیا جائیگا۔

اگر اس صنف مین کسی کے ساتھ دو رشتے ہین تو اُس کو دونون رشتون سے صاحبین کے نزدیک حصہ دیا جاے گا۔ جیسا کہ دیگر اصناف مین دیا جاتا ہے۔

صنف رابع مین جو احکام اوپر مذکور ہوے ہین وہی تمام احکام مان باپ کے اور دادا دادی (اور اوپر) کے چچاؤن پھوپھیون ماموٗن اور خالاؤن پر اور اُن سب کی اولاد پر نافذ ہونگے۔

مشقی سوالات مع حل

(۱) زید المسئلہ ۳ تصحیح ۱۲ تصحیح ۹۶ — ترکہ ۶۰۰ روپیہ

ابن بنت البنت	بنت ابن البنت	بنت الاخ
عمرو ۱ — عبد محمد	ہندہ ۲ — ۸ — ۶۴	کریمہ م

عمرو المسئلہ ۴ — بینہما تباین — مافی الید ۱

زوجہ	اب	ام
شریفہ ۱	کریم بخش ۲	ساجدہ ۱

کریم بخش المسئلہ ۱۲ ترد الی ۴ تصحیح ۱۶ بینہما توافق بالنصف مافی الید ۲

زوجہ	اخت		جدہ
ساجدہ	حفیظہ		سلیمہ
۳	۶	المسئلہ ۶	۲
۱/۴	۳	۳/۴	۱
۴	۹	۱۲	۳

۱ الاحد المبلغ ۹۶ - بینہما توافق بجزء من اربعۃ وعشرین ترکہ ۶۰۰ روپیہ ۱ ۴

ہندہ	شریفہ	ساجدہ	حفیظہ	سلیمہ
۶۴	۸	۱۲	۹	۳
۴۰۰ روپیہ	۵۰ روپیہ	۷۵ روپیہ	۵۶ روپیہ ۴ آنہ	۱۸ روپیہ ۱۲ آنہ

عمل بذریعہ حساب جدید

عمر کا حصہ $600 \times \frac{1}{3}$ = ۲۰۰ روپیہ

ہندہ کا حصہ $600 \times \frac{2}{3}$ = ۴۰۰ روپیہ

بطن ثانی عمر کا متروکہ ۲۰۰ روپیہ ہے

شریفہ کا حصہ $200 \times \frac{1}{4}$ = ۵۰ روپیہ

ساجدہ کا حصہ $150 \times \frac{1}{3}$ = ۵۰ روپیہ (ما بقی ثلث)

کریم بخش کا حصہ ۲۰۰ - ۱۰۰ = ۱۰۰ روپیہ (عصبہ)

بطن ثالث کریم بخش کا متروکہ ۱۰۰ روپیہ ہے

ساجدہ کا حصہ $100 \times \frac{1}{4}$ = ۲۵ روپیہ

حفیظہ کا حصہ (۱۰۰ - ۲۵) کا $\frac{3}{4}$ = $\frac{75}{1}$ کا $\frac{3}{4}$ = $\frac{225}{4}$ = ۵۶ روپیہ ۴ آنہ

سلیمہ کا حصہ (۱۰۰ - ۲۵) کا $\frac{1}{4}$ = ۷۵ کا $\frac{1}{4}$ = $\frac{75}{4}$ = ۱۸ روپیہ ۱۲ آنہ

موجودہ ورثاء کے حصص

ہندہ ۴۰۰ روپیہ
شریفہ ۵۰ روپیہ
ساجدہ ۵۰ + ۲۵ = ۷۵ روپیہ
حفیظہ ۵۶ روپیہ ۴ آنہ
سلیمہ ۱۸ روپیہ ۱۲ آنہ

= ۶۰۰ روپیہ

(۳) خلیل خان، المسئلہ مد ۳ تصحیح ۹ ترکہ ۲۰۰ روپیہ ۸ آنہ

نظیر خان	جانب الاب	شریف خان (جانب الام)	بنت الشہزادی	کریمہ
۴	$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{3}$	۲	م

(۴) زید المسئلہ من ۶ تصحیح ۱۸ تصحیح ۵۴ ترکہ ۴۰ ۱/۴ روپیہ

ابن ابن الاخ لاب وام	ابن ابن الاخ لاب	اخ لام	ام	زوجۃ الابن
رحیم بخش	کریم بخش	نبی بخش	ہندہ	ساجدہ
۳	م	۱	۲	م
۹/۲۷ ×۳	۱	۳/۹ ×۳		

ہندہ المسئلہ من ۳ بینہما تباین مافی الید ۲

بنت بنت الابن	اخ اب الام	ابن بنت الابن
کریمہ	نصیر الدین	شمس الدین
۱/۲	م	۲
		۴/۱۲ ×۳

کریمہ المسئلہ من ۶ بینہما توافق بالنصف مافی الید ۲

زوج	ام ام اب الاب	اخت لام	اخت لام
فیض بخش	ساجدہ	راشدہ	زاہدہ
۳	۱	۱	۱

الاحیاء المبلغ ۵۴ ترکہ ۴۰ ۱/۴ روپیہ

رحیم بخش	نبی بخش	شمس الدین	فیض بخش	ساجدہ	راشدہ	زاہدہ
۲۷	۹	۱۲	۳	۱	۱	۱
۲۰ ۱/۶ روپیہ	۶ ۱۳/۱۸ روپیہ	۸ ۲۶/۲۷ روپیہ	۲ ۱۳/۵۴ روپیہ	۱۲۱/۱۶۲ روپیہ	۱۲۱/۱۶۲ روپیہ	۱۲۱/۱۶۲ روپیہ

۴۰ ۱/۴ = ۱۲۱/۳

رحیم بخش کا حصہ = ۲۷/۱ × ۱۲۱/۳ × ۱/۵۴ = ۱۲۱/۶ = ۲۰ ۱/۶ روپیہ

نبی بخش کا حصہ = ۹/۱ × ۱۲۱/۳ × ۱/۵۴ = ۱۲۱/۱۸ = ۶ ۱۳/۱۸ روپیہ

شمس الدین کا حصہ = ۱۲/۱ × ۱۲۱/۳ × ۱/۵۴ = ۲۴۲/۲۷ = ۸ ۲۶/۲۷ روپیہ

فیض بخش کا حصہ = ۳/۱ × ۱۲۱/۳ × ۱/۵۴ = ۱۲۱/۵۴ = ۲ ۱۳/۵۴ روپیہ

ساجدہ کا حصہ = ۱ × ۱۲۱/۳ × ۱/۵۴ = ۱۲۱/۱۶۲ روپیہ

(۴) مظفر حسین، المسئلہ ۶ تصحح ۱۲ تصحح ۳۶ ترکہ ۱۸۰۰ روپیہ

ابن الاخ لام	ابن ابن الاخ لاب وام	ابنت العم لاب وام	ابن ابن العم لاب وام	ام ام ام الام
زید	بکر	عمرو	خالد	ہندہ
م	م	۵/۱۰ ۳۰	م	۱

ہندہ، المسئلہ ۲ بینما تباین مافی الید ۱

زوج فہیم الدین	ام ام الام	اب ام ام الام	اب ام اب الاب	بنت ابن اخ الاب
۱	سلیمہ	حکیم الدین	رشید الدین	ساجدہ
	م	۱/۳ عند ابی سہیل رح	م	م

فہیم الدین، المسئلہ ۶ ترد الی ۳ مافی الید ۱

جدہ	اخت لام	اخ لام	بنت بنت الابن	بنت الاخ لاب وام	خالہ
شافعہ	راشدہ	کریم بخش	نصیبہ	حفیظہ	کریمہ
۱/۱	۱	۲ ۱	م	م	م

الاحیاء المبلغ ۳۶ ترکہ ۱۸۰۰ روپیہ

عمرو	حکیم الدین	شافعہ	راشدہ	کریم بخش
۳۰	۳	۱	۱	۱
۱۵۰۰ روپیہ	۱۵۰ روپیہ	۵۰ روپیہ	۵۰ روپیہ	۵۰ روپیہ

۳۰ × ۱۸۰۰ × ۱/۳۶ = ۱۵۰۰ عمرو روپیہ ۳ × ۱۸۰۰ × ۱/۳۶ = ۱۵۰ روپیہ حکیم الدین

۱ × ۱۸۰۰ × ۱/۳۶ = ۵۰ روپیہ ۱ × ۱۸۰۰ ÷ ۳۶ = ۱۸۰۰/۳۶ = ۵۰ روپیہ راشدہ

۳۶)۱۸۰۰(۵۰
۱۸۰
۰۰

(۵) زید، المسئلہ ۴ تصحح ۲۴ تصحح ۱۹۲

زوجہ	بنت الاخ	بنت البنت	اب الام	بنت العمہ	بنت الخال
زاہدہ	حمیدہ	جمیلہ	بنی بخش	شریفہ	کریمہ
۱	م صنف ثالث	صنف اول ۳/۱۸ ۱۴۴	م صنف ثانی	م صنف رابع	م صنف رابع

ذوی الفروض نسبیہ

زاہدہ۔ المسئلہ ٦ بینہما تباین مافی الید

بنت	اخت لاب	جدہ
نصیبہ	فہیمہ	نصیرہ
٣ / ٢٤	٢ / ١٦	١

نصیرہ، المسئلہ ٦ تعول الی ٨ بینہما تباین مافی الید ١

زوج	اخ لام	اخت لاب	اخت لاب و ام
کریم بخش	خدابخش	رحیمہ	سلیمہ
٣	١	١	٣

الاحیاء المبلغ ١٩٢

جمیلہ	نصیبہ	فہیمہ	کریم بخش	خدابخش	رحیمہ	سلیمہ
١٤٤	٢٤	١٦	٣	١	١	٣

(٦) حسین بیگم۔ المسئلہ ١٢ تعول الی ١٥ تصحہ ٦٠ تصحہ ١٤٤٠

اب	زوج	ام	ام الاب	بنت	بنت الابن	اخت لاب و ام	اخ لاب	اخت لام	عم	ابن الاب
نبی بخش	کریم بخش	حمیدہ	فہیمہ	کریمہ	نصیبہ	حفیظہ	مولابخش	عظیمہ	خدابخش	رسول بخش
٢ / ٨ ٢٤ ١٩٢	٣	٢٤ × ٢ / ٨ ١٩٢	م	٢٤ × ٦ / ٢٤ ٥٧٦	٢٤ × ٢ / ٨ ١٩٢	م	م	م	م	م

کریم بخش، المسئلہ ١٢ ترد الی ٤ بینہما تباین مافی الید ٣

زوجہ ثانیہ	ام الام	اخ لام	اخت لام	بنت الاخ لاب	ابن الخال	ابن العم الاب
ہندہ	سلیمہ	شفیق	حلیمہ	شہیدہ	رفیق	خلیل
٣ / ١		(٤)		م	م	م

٢ المسئلہ ٣ ٢ | فاستقام ٢

٢٤ × ٣ / ٧٢ — ٢٤ × ١ / ٣ ٧٢ — (٣) ١ / ٣ — ٢٤ × ١ / ٣ ٧٢

شفیق المسئلہ ٢٤ تصحہ ٧٢ بینہما توافق بالثلث مافی الید ٣

بنت الابن	بنت الابن	بنت ابن الابن	ابن ابن الابن	زوجہ	ام	اخ لاب و ام
ساجدہ	راشدہ	شافعہ	حمید خان	ہندہ	فاطمہ	نظیرالدین
٨ / ٢٤	٨ / ٢٤ (١٦)	١	٢ (١ / ٣)	٣ / ٢٤	٤ / ١٢	م

المبلغ ۱۴۴
الاحیاء
نبی بخش، رحیمہ، کریمہ، نصیبہ، ہندہ، ہلیمہ، حلیمہ، ساجدہ، راشدہ، شافعہ، حمید خان، فاطمہ
۱۹۲ ۱۹۲ ۵۷۶ ۱۹۲ ۸۱ ۷۲ ۷۲ ۲۴ ۲۴ ۱ ۲ ۱۲
(۷) سعید النسا، المسئلہ ۶ تصحمہ ۷۸
ام ہندہ ۱۳/۱
اب نبی بخش ۲۶/۲
زوج کریم بخش ۳
کریم بخش، المسئلہ ۱۲ تعول الی ۱۳ بینہما تباین مافی الید ۳
زوجہ شاہدہ ۹/۳
اخ لام رحیم بخش ۶/۲
ام الام زاہدہ ۶/۲
اخت لاب ناصرہ ۱۸/۶
رحیم بخش، المسئلہ ۱ بینہما تباین مافی الید ۶
بنت البنت شہید ۶/۱
ابن بنت البنت عمرو م
اب الام حفیظ الدین م
اخ الام (خال) علی بخش م
عمہ لاب وام خالدہ م
المبلغ ۷۸
الاحیاء
ہندہ نبی بخش شاہدہ راشدہ ناصرہ شہید
۱۳ ۲۶ ۹ ۶ ۱۸ ۶
(۸) محمدی بیگم، المسئلہ ۲ تصحمہ ۴ تصحمہ ۱۲ تصحمہ ۱۰۸
بنت بنت الاخ ہندہ ۲۷/۱
بنت بنت الاخت کریمہ ۲۷/۱
عند ابی یوسف ۲/۱
زوج زید ۲/۱

زید المسئلہ مسہ تردالی ا | بینہما تباین | مافی الید ۲

ام	اب ام الاب	عمہ
نصیبہ	خدابخش	فہیمہ
۱/۲	م	م

نصیبہ۔ المسئلہ مسہ ۶ | بینہما توافق بالنصف | مافی الید ۲

ابن بنت الابن	بنت بنت الاخ	ام اب الاب	ابن ابن العم
کریم بخش	ساجدہ	شاہدہ	حفیظ الدین
م	م	۱/۶	۵

حفیظ الدین المسئلہ مسہ ۳ تصحیح ۹ | بینہما تباین | مافی الید ۵

ابن الخال	بنت الخال	بنت العمہ لاب وام	ابن العم لام
نصیرالدین	راشدہ	عظیمہ	کبیرالدین
۲/۱۰ ، ۱/۳	۱/۵	۶/۳۰ ، ۲/۶	م

الاحیاء — المبلغ ۱۰۸

ہندہ	کریمہ	شاہدہ	نصیرالدین	راشدہ	عظیمہ
۲۷	۲۷	۹	۱۰	۵	۳۰

(۹) سمیع الدین المسئلہ مسہ ۱۲ تصحیح ۱۰۸

ابن الاخ لاب وام	بنت الاخ لاب وام	ام الام	ابن الاخ لاب	ابن الاخ لام	زوجہ
کبیرالدین	ہندہ	عظیمہ	کریم بخش	نبی بخش	شاہدہ
۷/۶۳	م	۲	م	م	۳/۲۷

عظیمہ۔ المسئلہ مسہ ۶ تصحیح ۱۸ | بینہما توافق بالنصف | مافی الید ۲

بنت ابن الابن	ابن ابن الابن	بنت الابن	اب	اخ لاب وام	ام الاب	ام ام الام
نفیسہ	ذاکر علی	طاہرہ	کاظم	ناظم	وارث علی	عائشہ
۱ ، ۱/۳	۲	۳/۹	۱/۳	م	م	۳

کاظم۔ المسئلہ مہ ۶ تردالی ۱ بینہما تباین مافی الید ۳

اب اب ام الام	ام اب ام الاب	ام اب اب الام	اب ام ام الاب	ام ام ام الاب
امیر علی	زاہدہ	شاکرہ	محبوب علی	خالدہ
م	م	م	م	۱/۳

المبلغ ۱۰۸

الاحیاء

کبیر الدین	شاہدہ	نفیسہ	ذاکر علی	طاہرہ	عایشہ	خالدہ
۶۳	۲۷	۱	۲	۹	۳	۳

(۱۰) نصیر الدین، المسئلہ مہ ۱۲ تردالی ۴ تصحہ ۸

زوجہ	ام الام	اخ لام	اخت لام
شاہدہ	ذاکرہ	نبی بخش	زاہدہ
۳	۲	۲	۲
۱/۲	۱/۲	۱	۱/۲

المسئلہ ۴ فاستقام

نبی بخش المسئلہ مہ ۲ بینہما تباین مافی الید ۱

بنت ابن الابن	اخت لاب وام	اخ لاب	اخت لاب
ہندہ	کاظمہ	رحیم بخش	حفیظہ
۱	۱	م	م

المبلغ ۸

الاحیاء

شاہدہ	ذاکرہ	زاہدہ	ہندہ	کاظمہ
۲	۲	۲	۱	۱

(۱۱) حبیب الدین۔ المسئلہ مہ ۶ تصحہ ۳۶ تصحہ ۶۴۸

ام	اخت لاب	اب الام	ام الاب	بنت	بنت الابن
ہندہ	خالدہ	عمرو	رضیہ	حفیظہ	شاہدہ
۱	۱/۶	م	م	۳	۱/۶
	۱۰۸			۱۸	
				۳۲۴	

ہندہ۔ المسئلہ مہ ۶ بینہما تباین مافی الید ۱

اخ	بنت ابن الابن	بنت الابن	اب
منظور علی	شاہدہ	حفیظہ	عمرو
م	۱	۳ / ۵۴	۲ / ۳۶

شاہدہ المسئلہ مہ ۳ تصحمہ ۶ تصحمہ ۱۸ بینہما تباین مافی الید

زوج	ابن العمہ	بنت العم	ابن الخال	بنت الخال
عظمت علی	بنی بخش	کریمہ	ناصر علی	فہیمہ
۱ / ۳ / ۹ / ۶۳	م (۲)	۲ / ۶ / ۴۲ (۱/۳)	۲ / ۱۴ (۱/۳)	۱ / ۷

الاحیاء ۶ المبلغ ۶۴۸

خالدہ	حفیظہ	عمرو	فہیمہ	ناصر علی	کریمہ	عظمت علی
۱۰۸	۳۷۸	۳۶	۷	۱۴	۴۲	۶۳

(۱۲) جسیم الدین المسئلہ مہ ۱۱ تصحمہ ۵۵ تصحمہ ۲۲۰

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
رحیم	کریم	نسیم الدین	عبداللہ	حبیب اللہ	فاطمہ
۲	۲ / ۱۰ / ۴۰	۲	۲ / ۱۰	۲ / ۱۰ / ۴۰	۱ / ۵ / ۲۰

رحیم المسئلہ مہ ۱ بینہما تباین مافی الید ۲

ابن
وسیم
۱ / ۲ / ۱۰ / ۴۰

نسیم الدین۔ المسئلہ من ۵ بینہا تباین — مافی الید ۱

ابن	بنت	بنت	بنت
عمرو	کریمہ	حلیمہ	سلیمہ
۲	۱	۱	۱
۴	۲	۲	۲
۱۶	۸	۸	۸

عبداللہ۔ المسئلہ من ۴ تصحیحہ ۸ بینہا توافق بالنصف — مافی الید ۱

زوجہ	اخ		اخ
راشدہ	قمرالزمان		شمس الضحیٰ
۱		۳	
۲	۳	۶	۳
۱۰	۱۵		۱۵

نسیم۔ المسئلہ من ۸ بینہا توافق بالثمن — مافی الید ۴

زوجہ	ابن
محمدی بیگم	حشمت علی
۱	۷
۵	۳۵

المبلغ ۲۲۰

الاحیاء — ب ۶

کریم	حبیب اللہ	فاطمہ	عمرو	کریمہ	حلیمہ	سلیمہ	راشدہ	قمرالزمان	شمس الضحیٰ	محمدی بیگم	حشمت علی
۴۰	۴۰	۲۰	۱۶	۸	۸	۸	۱۰	۱۵	۱۵	۵	۳۵

خنثیٰ

خنثیٰ وہ شخص ہے جسکے آلہ رجال (ذکر) اور آلہ نساء (فرج) دونوں ایک ساتھ ہوں یا ان دونوں آلات میں سے کوئی آلہ بھی نہو،

خنثیٰ مشکل وہ خنثیٰ ہے جسمیں کہ کوئی دوسری علامت ظاہری ذکورۃ و انوثۃ کی نہ معلوم ہو۔ یا اسمیں دوسری متضاد صفتیں ذکورۃ و انوثۃ کی پائی

جاتی ہون اور اس کو مرد یا عورت مین سے کسی صنف مین شامل کرنا دشوار ہے
فقہا اور حکما نے ایسے شخص کے بارے مین بہت سی صورتین حل
اشکال کی لکھی ہین منجملہ اُن کے یہ ہے کہ ایسا خنثےٰ جس آلہ سے پیشاب کرتا ہو
اُسی پر حکم دیا جائیگا پس اگر ذکر سے پیشاب کرتا ہے تو وہ مرد سمجھا جائیگا اور
اگر فرج سے پیشاب کرتا ہے تو عورت سمجھا جائیگا۔

اگر خنثےٰ دونون آلات سے پیشاب کرتا ہے تو پیدائش کے بعد ہی سب سے
پہلے اُس نے جس آلہ سے پیشاب کیا ہو اُسپر حکم دیدین گے۔ یہی قول حضرت علی
وحضرت جابر وحضرت قتادہ وحضرت سعید بن المسیب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا
ہے۔ اور جب ایک مرتبہ اول خروج پر حکم ہو گیا تو پھر بعد کو دوسری طرف کے
خروج کا کوئی اعتبار نہ کیا جائیگا۔

اگر یہ پتہ نہ چلے (ثابت نہو سکے) کہ سب سے پہلے کس طرف سے
پیشاب کا خروج ہوا ہے یا یہ ثابت ہو کہ پیشاب کا خروج شروع ہی سے دونون
طرف سے ایک ساتھ ہوا تو امام ابو حنیفہؒ تو فتوی دینے سے سکوت فرماتے ہین
اور اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہین البتہ صاحبینؒ فرماتے ہین کہ جس آلہ سے بہ حیثیت
وزن کے زیادہ مقدار مین پیشاب ہوا ہو تو اُسی پر حکم دیا جاے گا۔

اگر دونون طرف سے خارج شدہ پیشاب کا وزن برابر برابر ہے تو صاحبینؒ
بھی اپنی لاعلمی ظاہر فرما کر سکوت کرتے ہین۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی خاص امر کے متعلق شرعی حکم نہ معلوم ہونیکی
صورت مین اپنی لاعلمی ظاہر کر دینا ایسے اقبال کرنے والے کے تدین پر دلالت
کرتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی راے سے کچھ نہین کہتا۔ پس مذکورہ مسئلہ
مین صاحبین اور امام صاحب کے سکوت کی وجہ سے کسی شخص کو اُنپر طعن و تشنیع

کا حق نہین ہے،

جب کہ یہ دونون آلات رکھنے والا شخص (خنثیٰ مشکل) بالغ ہوجاے تو دیگر علامات کے ظہور سے ایسا ممکن ہے کہ یہ اشکال دور ہوجاے اس طور سے کہ اگر اُس شخص نے ذکر سے جماع کیا ہے یا اُس کی داڑھی نکل آئی ہے یا مثل مردون کے احتلام ہوا تو وہ مرد ہے اور اگر اُسکی پستانین مثل عورتون کے اُبھر آئین ہین یا اُسکو حیض آیا یا اُس نے مثل عورتون کے جماع کرائی یا اُس کے حمل ظاہر ہوا یا پستانون مین دودھ اُترآیا تو وہ عورت سمجھا جاے گا۔ یہ علامات ایسے ہین کہ ان مین سے بعض بلوغ کے وقت دوسرون پر ظاہر ہوسکتے ہین اور بعض وہ علامات ہین جو دوسرون کو نہین معلوم ہوسکتے ہین جیسے احتلام ہونا یا حیض آنا وغیرہ، تو ایسے اُمور مین خنثیٰ کا قول معتبر سمجھا جائیگا۔

بعض فقہاء فرماتے ہین کہ پستانون کے لٹکنے یا داڑھی کے نکلنے سے یہ مسئلہ حل نہین ہوسکتا ہے جبکہ آلہ رجال سے پیشاب اور منی نکلے، در آلہ نساء سے حیض آے یا پیشاب فرج سے آوے اور منی ذکر سے نکلے تو ایسی صورت مین بعد بلوغ کے بھی اشکال باقی رہتا ہے۔ مین (محمد سلامت اللہ) یہ کہتا ہون کہ ظہور حمل سے بھی یہ مشکل حل نہین ہوتی ہے کیونکہ حال (۱۹۲۴ء) مین ایک مرد (جسکو پیٹ کا درد رہتا تھا) کے پیٹ سے ملک امریکہ مین آپریشن کرکے بچّہ نکالا گیا ہے اور اسی طور سے ایک ایسے خنثیٰ کا بھی وجود سُنا گیا ہے جو چھ ماہ مرد رہتا ہے اور ذکر سے جماع کرتا ہے، اور چھ ماہ عورت رہتا ہے اور فرج مین جماع کراتا ہے،

بہرحال جبکہ خنثیٰ نے حیض آنے یا کسی طرف سے منی آنے کی یا مرد یا عورت کے خواہش ہونے کی خبر دیدی یعنی کسی پوشیدہ علامت کا اقرار کرلیا

تو خنثےٰ کا قول معتبر ہوگا اور بعد کو اُس کا اپنے قول سے رجوع قابل قبول نہوگا
جب تک کہ صریح اس کا جھُوٹ نہ ثابت ہو جاوے۔ مثلاً ایک خنثےٰ نے اپنے
مرد ہونے کی خبر دی اور عورت کی خواہش ظاہر کی لیکن اُس کے بعد اسکی فرج سے
لڑکا پیدا ہوا تو اس صورت مین اُس کا سابق کا قول مرد ہونیکا مسترد کر دیا جاے گا
اور اُسکے عورت ہونے کا حکم دیا جاے گا۔ کیونکہ صراحتاً اُس کا جھُوٹ ثابت ہوگیا۔

مندرجۂ بالا صورتین دفع اشکال کی اُس خنثےٰ کے بارے مین لکھی گئی ہین
جسکے دونون آلات ہون لیکن اگر کسی خنثےٰ کے دونون مین سے کوئی آلہ نہ ہو تو
اُس کا بھی اشکال بعد بلوغ داڑھی نکلنے اور پستانون کے اُبھرنے سے دفع کیا
جا سکتا ہے اور اگر وہ سن بلوغ تک پہونچنے کے قبل مرگیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اُسکے
وہی احکام ہونگے جو کہ خنثےٰ مشکل کے ہین۔

خنثےٰ مشکل کی وراثت حضرت امام ابوحنیفہؒ اور اُنکے اصحابؒ کے نزدیک خنثیٰ کو اگر مرد
فرض کرکے مسئلہ لگانے سے کم حصہ ملتا ہے تو اُس کو مرد کا حصہ دیا جائیگا اور اگر عورت
فرض کرکے مسئلہ لگانے سے کم ملتا ہے تو اُس کو عورت کا حصہ دیا جائیگا یعنی خنثیٰ کے
لیے دونون حالتون مین جو مضرت رسان ہو وہ حالت اختیار کی جائیگی۔ یہی قول
عامۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
خنثےٰ کے علاوہ دیگر ورثا کو بھی اُن کا کم سے کم حصہ دیا جاے گا اور باقی محفوظ رکھا
جائیگا تا آنکہ خنثےٰ کا حال مرد ہونے یا عورت ہونے کا ظاہر ہو جاے یعنی جس طرح
سے حمل و مفقود مین مسئلہ لگایا جاتا ہے اُسی طریقہ سے امام شافعیؒ کے نزدیک اس
صورت مین بھی مسئلہ لگایا جاے گا۔ پس اگر کوئی شخص مرا اُس نے ایک لڑکا ایک
لڑکی اور ایک خنثیٰ اپنی اولاد چھوڑی تو احنافؒ کے نزدیک خنثیٰ کو لڑکی کا حصہ
دیا جاے گا کیونکہ وہ کم ہے اور یقینی ہے کیونکہ لڑکا فرض کرنے کی صورت مین

جائداد کے وارث ہے مسئلہ ۱۰ پانچ حصے ہوتے جسمین سے دو حصے خنثے کو ملتے یعنی ایک روپیہ مین چھ آنے آٹھ پائی (۶/۸ پائی) سے ملتے اور لڑکی فرض کرنے کی صورت مین جائداد کے وارث ہے مسئلہ چار حصے ہونگے جن مین سے ایک حصہ لڑکی کو ملتا ہے یعنی ایک روپیہ مین چار آنے (۴/) خنثے کو ملتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ چار آنے چھ آنے آٹھ پائی سے کم ہین لہذا خنثے کو ایک روپیہ مین چار آنے دیے جائینگے کیونکہ وہ دونون حصون مین سے کم ہے اور یقینی ہے (چھوٹا عدد ہمیشہ بڑے مین شامل ہوتا ہی) اور دونون حصون کے درمیان کا فرق یعنی ۲/۸ پائی وہ مشکوک ہے۔ پس کوئی شخص مجرد شک سے کسی بات کا مستحق نہین ہوتا ہے۔

حضرت عامر شعبیؒ کے نزدیک جب کہ خنثے کے بارے مین اس طور سے اختلاف ہو کہ خنثے اپنے کو مرد کہے اور دیگر ورثاء اسکو عورت کہین یا اس کا عکس ہو اور کسی کا قول پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے تو اسوقت مرد کے حصہ کا نصف اور عورت کے حصہ کا نصف دونون جوڑ کر خنثے کو دیے جائینگے۔ چنانچہ مثال سابق مین حضرت امام عامر شعبی کے نزدیک مرد کے حصہ ۶/۸ کا نصف ۳/۴ اور عورت کے حصہ ۴/ کا نصف ۲/ جوڑ کر جملہ ۵/۴ یا مرد کا حصہ ۶/۸ اور عورت کا حصہ ۴/ پہلے جوڑ کر ۱۰/۸ کرلین اسکے بعد مجموعہ کا نصف ۵/۴ خنثے کو دینگے،

حضرت ابن عباسؓ کے قول سے حضرت عامر شعبی کے قول کی تائید ہوتی ہی اور ایک روایت مین ہے کہ صاحبین نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر دونون مین اس قول کے طریقۂ استخراج مین اختلاف ہوگیا ہے، چنانچہ امام عامر شعبیؒ کے مذہب پر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لڑکے کو ایک حصہ اور لڑکی کو نصف حصہ اور خنثے کو تین ربع (۳/۴) حصہ ملے گا کیونکہ خنثے اگر مرد ہوتا تو اسکو بھی ایک حصہ ملتا اور اگر عورت ہوتا تو نصف ملتا تو مجموعہ ان دونون حصون کا ڈیڑھ ۱½ حصہ ہوا

جسکا آدھا تین ربع ہوا ($\frac{3}{2}\times\frac{1}{2}=\frac{3}{4}$) یا یون کہا جاے کہ نصف حصہ جو کہ عورت کا ہوا وہ متیقن ہے تو وہ دیدیا گیا اور بقیہ نصف کے متعلق ورثا اور خنثے مین اختلاف ہے کیونکہ خنثے اپنے کو مرد کہکر اپنا ایک حصہ پورا کرنا چاہتا ہے اور دیگر ورثا اُسکو عورت کہکر نصف سے زیادہ دینے پر رضا مند نہین ہین لہذا متنازع فیہ نصف کا آدھا ($\frac{1}{2}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{1}{4}$) یعنی ربع خنثے کو اور دیا جائیگا اور اب اُس سب کو جوڑ کر ($\frac{1}{2}+\frac{1}{4}=\frac{3}{4}$) تین ربع حصہ ملا لہذا مسئلہ مذکور اس طور سے لگایا جائیگا:-

المسئلہ ۲ $\frac{1}{4}$ تصحیح ۹

ابن	بنت	خنثےٰ
$1\times4=4$	$\frac{1}{2}\times4=2$	$\frac{3}{4}\times4=3$

مسئلہ مندرجہ بالا مین چونکہ ہر حالت مین سب عصبہ ہین لہذا ان کے مجموعہ سہام ($1+\frac{1}{2}+\frac{3}{4}=\frac{9}{4}=2\frac{1}{4}$) سے مسئلہ لگایا گیا جو ۲ $\frac{1}{4}$ ہے اور کسر کو مٹا دینے کی غرض سے بنت اور خنثےٰ کے مخرج کو دیکھا تو تداخل پایا جسمین ۴ بڑا عدد ہے لہذا مسئلہ اور تمام سہام کو ۴ سے ضرب دیا۔ اب مسئلہ ($2\frac{1}{4}\times4=9$) سے ہوا جسمین سے کہ خنثےٰ کو ۳ حصے ملے جو کل مسئلہ کا ثلث ہے تو اگر جائداد ایک روپیہ ہے تو اس کا ثلث یعنی ۵ر۴ پائی خنثے کو ملین گے جیسا کہ سابق مین ظاہر کیا گیا تھا۔

امام شعبیؒ کے مذہب پر حضرت امام محمدؒ نے یون عمل کیا کہ خنثے کو مرد فرض کرکے مسئلہ لگایا تو مسئلہ پانچ سے ہوتا ہے جسمین سے دو حصے یعنی $\frac{2}{5}$ خنثےٰ کے ہوے اُسکے بعد خنثے کو عورت فرض کرکے مسئلہ لگایا تو مسئلہ چار سے ہوا جسمین ایک حصہ یعنی $\frac{1}{4}$ خنثے کا ہوا پس $\frac{2}{5}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{1}{5}$ (دو خمس کا نصف یعنی ایک خمس) اور $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{2}=\frac{1}{8}$ (ربع کا نصف یعنی ثمن) جوڑ کر ($\frac{1}{5}+\frac{1}{8}=\frac{13}{40}$) خنثے کو دیا جاے گا اور کسر کے مٹانے کے لیے تصحیح مسئلہ ۴۰ سے کی گئی جسمین سے کہ ۱۳ حصے خنثے کو اور بقیہ ۲۷ کو لڑکے اور لڑکی مین باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا تو لڑکے کو ۱۸ حصے اور لڑکی کو

۹ حصے ملے ۔ طریقۂ عمل امام محمدؒ کا درج ذیل ہے

مسئلہ ذکورۃ، المسئلہ من ۵ تصحمہ ۲۰ مسئلہ انوثۃ المسئلہ من ۴ تصحمہ ۲۰

ابن	بنت	خنثٰی		ابن	بنت	خنثٰی
۸/۲	۴/۱	۸/۲		۱۰/۲	۵/۱	۵/۱

المسئلہ من ۲۰ + ۲۰ = ۴۰

ابن	بنت	خنثٰی
۸+۱۰=۱۸	۴+۵=۹	۸+۵=۱۳

عمل مندرجۂ بالا مین جن لوگون کو مسئلہ ذکورۃ (یعنی ۵) سے حصہ ملا ہے انھین مسئلہ انوثۃ (یعنی ۴) سے ضرب دیا اور جن لوگون کو مسئلہ انوثۃ (یعنی ۴) سے حصہ ملا ہے اُن کے سہام کو مسئلہ ذکورۃ (یعنی ۵) سے ضرب دیا اور خود مسئلہ ذکورۃ کے عدد ۵ کو مسئلہ انوثۃ کے عدد ۴ سے اور مسئلہ انوثۃ کے عدد ۴ کو مسئلہ ذکورۃ کے عدد ۵ سے ضرب دیا اُسکے بعد دونون کے مسئلہ کے عددون اور سہام کو جوڑ دیا پس مسئلہ ۴۰ ہوا اور سہام ۱۸ او ۹ و ۱۳ ہوے۔ اس مسئلہ مین ہمنے مسئلہ ذکورۃ کے کل عدد کو مسئلہ انوثۃ کے کل عدد سے ضرب دیا ہے اسلیے کہ ان دونون (۴ و ۵) مین نسبت تباین کی تھی اور اگر دونون مین نسبت توافق کی ہو تو ایک کے وفق ہی دوسرے کے کل عدد کو ضرب دین گے اور جس مسئلہ کو ضرب دین گے اسی عدد سے سہام کو بھی ضرب دین گے،

مندرجۂ بالا مسائل کی تشریح سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے درمیان اختلاف صرف طریقۂ عمل مین ہے لیکن مقصود دونون کا ایک ہے وہ یہ کہ دونون کے نزدیک خنثٰی کو دونون حصون کا نصف دیا جاے اسی وجہ سے نتیجہ مین قریب قریب خنثٰی کا حصہ برابر ہے کیونکہ امام ابو یوسفؒ کے

نزدیک خنثیٰ کو ۹ حصون مین سے ۳ حصے دیے جاوینگے یعنی کل جائداد کا ثلث حصہ دیا جاے اور امام محمدؒ کے نزدیک خنثیٰ کو ۴۰ حصون مین سے ۱۳ حصے دیے جائینگے وہ بھی کل جائداد کے قریب قریب ثلث کے ہے،

حمل امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے اصحاب کے نزدیک بچہ اپنی مان کے حمل مین زیادہ سے زیادہ دو برس تک رہ سکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا لا یبقی الولد فی رحم امہ اکثر من سنتین ولو بظل مغزل اور چونکہ یہ اُن معاملات مین سے ہے جنمین راے کو دخل نہین اسلیے یہی سمجھا جائیگا کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو سُنا ہے لہذا یہ مرفوع کے حکم مین ہے۔ پس شرعاً اکثر مدت حمل دو برس قرار دینا چاہیے اسی وجہ سے احناف کا مسلک یہی ہے کہ اکثر مدت حمل دو سال ہے۔ اور لیث بن سعدؓ کے نزدیک تین برس اور امام شافعیؒ کے نزدیک چار برس اور امام زہریؓ کے نزدیک سات برس اکثر مدت حمل ہے۔ حضرت ضحاکؓ خود چار برس تک اپنی مان کے پیٹ مین رہ کر پیدا ہوے ہین اور وقت پیدائش اُنکے دانت نکل چکے تھے اور وہ ہنستے تھے اسی وجہ سے اُن کا نام بھی ضحاک پڑگیا اور عبدالعزیز ماجشونی بھی چار برس کے بعد پیدا ہوے اور یہ مشہور ہے کہ ماجشون کی عورتون کو اکثر چار برس کے بعد وضع حمل ہوتا ہے۔ یہ سب روایتین امام شافعیؒ کے مسلک کی تائید کرتی ہین کہ اکثر مدت حمل چار برس ہے۔

اس زمانہ مین بھی ہمارے ایک دوست محمد ایوب صاحب تاجر عینک چوک لکھنو کی بی بی کو چار برس سے حمل ہے ابھی تک ولادت نہین ہوئی ہے اسی طور سے لاہور مین ایک صاحب کی بیوی کو چار برس سے زیادہ حمل کو گذر گئے تو ڈاکٹرون نے آپریشن کرکے بچہ کو پیٹ سے نکالا مگر یہ سب واقعات نادرات سے ہین

ہو سکتا ہے کہ کسی عارضہ کی وجہ سے فم رحم مین کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو جو اتنی خیر کا سبب بن گئی، حدیث کے مقابلہ مین ایسے نادر واقعات کا کسی حکم شرعی مین لحاظ نہین کیا جا سکتا، احکام شرعی اصلی اور فطری حالات پر مبنی ہوا کرتے ہین۔

اقل مدت مین کوئی اختلاف نہین ہے۔ تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے یعنی چھ مہینے سے کم مین بچہ کی ولادت نہین ہو سکتی ہے۔

حاملہ عورت کی عدت اُسوقت ختم ہوتی ہے جبکہ ولادت ہو جاے پس اگر کسی عورت نے (اپنے خاوند کے مرنے یا طلاق دینے کے) تین یا چار ماہ بعد اقرار کیا کہ اس کی عدت ختم ہو گئی تو اُس اقرار سے یہ سمجھا جائیگا کہ وہ حاملہ نہین ہے، اور اگر کوئی شخص فوت ہو جاے اور اسکی بیوی اُس کی وفات سے دو برس کے اندر یا دو برس کے ختم ہونے پر بچہ جنے، اور ولادت سے پہلے بیوی نے عدت کے ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو یہ بچہ میت ہی کی اولاد سمجھا جائیگا اور اس کا وارث ہوگا اور اگر پیدائش کے بعد یہ مولود مر جاے تو میت کے اعزہ اسکے وارث ہونگے یعنی اُس مولود کے نسب کا ثبوت میت سے ہوگا لیکن اگر اکثر مدت حمل کے بعد ولادت ہوئی یا اُسکے قبل ہوئی مگر ولادت کے پہلے عورت عدت کے ختم ہونے کا اقرار کر چکی ہو تو مولود کا نسب میت سے نہین ثابت ہوگا پس یہ مولود میت کا وارث نہین ہوگا۔ میت کے اعزہ اُسکے وارث ہونگے۔ لیکن اگر میت کی زوجہ کے علاوہ کوئی اور عورت ہو کہ جسکا مولود اُس میت کا وارث ہونیوالا ہو تو ایسے مولود کی ولادت اور میت کی موت کے درمیان چھ ماہ یا اس سے کم کا فاصلہ ہو تو پھر یہ مولود میت کا وارث ہوگا اور اگر چھ ماہ سے زائد کا فصل ہو تو پھر یہ مولود میت کا وارث نہین قرار دیا جائیگا کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے اس لیے اس مدت تک کے پیدا ہونے والے کے متعلق یہ یقین کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے کہ میت کی موت کے وقت

اس مولود کا علوق ہو چکا تھا اور میت کی موت کے چھ ماہ بعد پیدا ہونیوالے کے متعلق یہ یقین نہین ہو سکتا کہ میت کے موت کے وقت اس مولود کا علوق ہو چکا تھا محض احتمال ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میت کی موت کے بعد اس مولود کا علوق ہوا ہو اور صرف احتمال سے وراثت ثابت نہین ہوتی۔ اور میت کی زوجہ کے نسبت جو زیادہ وسعت دی گئی ہے وہ بوجہ ضرورت ثبوت نسب من المیت ہے اور میت کے غیر کے بارے مین یہ ضرورت نہین ہے کیونکہ وہان مولود کا نسب تو اپنے باپ سے ثابت ہی ہے۔

اگر مولود کے جسم کا آدھے سے کم حصہ اپنی مان کے فرج سے باہر نکلا ہوا ور مولود مر گیا ہو تو وہ مولود وارث نہوگا اور سمجھا جائیگا کہ مولود زندہ نہین پیدا ہوا اور اگر مولود کا جسم آدھا یا اس سے زائد فرج سے باہر نکل آے اُسکے بعد مولود مر جاے تو وہ مولود وارث ہوگا اور لوگ اُس سے وراثت پائین گے اور سمجھا جائیگا کہ مولود زندہ پیدا ہوا ہے۔ مولود کے آدھے پیدا ہونے کی حد یون مقرر کی گئی ہے کہ اگر مولود سیدھا (یعنی پہلے سر باہر نکلے) پیدا ہوا ہے تو سینہ تک نکل آنے پر اگر وہ زندہ رہا ہے تو حکم اُسکے زندگی کا دیا جائیگا اور اگر مولود اُلٹا پیدا ہوا ہے (یعنی پہلے پیر نکلے ہین) تو ناف تک نکل آنے پر اگر وہ زندہ رہا ہے تو زندگی کا حکم دیا جائیگا۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حمل کے لیے (خواہ میت کی زوجہ حاملہ ہو یا میت کی کوئی دوسری قرابت دار عورت جسکی اولاد میت کی وارث ہو سکتی ہو) چار لڑکون یا چار لڑکیون کا حصہ جو اُن مین سے زیادہ ہو وہ محفوظ رکھا جائیگا (کیونکہ اُن کے نزدیک ایک حمل مین زیادہ سے زیادہ چار لڑکے پیدا ہو سکتے ہین) اور دیگر ورثا کو وہ حصے دیے جائینگے جو ان دونون حالتون کے لحاظ سے کم ہون۔

امام محمدؒ کے نزدیک حمل کے لیے تین لڑکون یا تین لڑکیون کا حصہ (جو ان میں سے زیادہ ہو وہ) محفوظ رکھا جائیگا۔

امام حسن بصریؒ کے نزدیک حمل کے لیے دو لڑکون یا لڑکیون کا حصہ (جو انہین سے زیادہ ہو وہ) محفوظ رکھا جائیگا اور ایک روایت مین امام محمدؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہوا ہے اور ہشامؒ نے امام ابو یوسفؒ سے بھی اسی قول کو روایت کیا ہے۔

لیکن بربناے روایت حضرت خصافؒ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حمل کے لیے ایک لڑکے یا ایک لڑکی کا حصہ (جو اُن مین سے زیادہ ہو وہ) محفوظ رکھا جائیگا سب قولون مین یہی قول (امام ابو یوسفؒ کا) اصح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ ارشاد فرماتے ہین کہ حمل کے واسطے جو کچھ محفوظ رکھا جاے اُس کے لیے قاضی کو لازم ہے کہ دیگر ورثاء سے اُسکی کفالت اور ضمانت سے لے۔

طریقۂ عمل مسائل حمل حمل کی موجودگی مین فرائض کا مسئلہ لگانیکا طریقہ یہ ہے کہ تمام ورثاء کے دو مسئلے لگائے جائین۔ ایک مسئلہ مین حمل کو مرد فرض کرین اور اُسکو مسئلہ ذکورۃ نامزد کرین اور دوسرے مسئلہ مین حمل کو عورت فرض کرین (یعنی یہ خیال کرین کہ حمل سے لڑکی پیدا ہوگی) اور اُس کو مسئلہ انوثۃ نامزد کرین اُسکے بعد دونون مسئلون مین تصحیح یا اصل مسئلہ یا عول یا رد کے عددون کی نسبتون کو دیکھین گے اگر اُن دونون مین توافق کی نسبت ہے (جس مین تداخل بھی شامل ہے) تو ایک کے وفق سے دوسرے کے کل کو ضرب دیا جاے گا۔ اور اگر دونون مین تباین کی نسبت ہے تو ایک عدد کو دوسرے عدد سے (پورا پورا) ضرب دینگے اور دونون صورتون مین حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہوگی پھر ہر مسئلہ کے ورثاء کے سہام کو اُسی عدد سے ضرب دین گے جس سے کہ مسئلہ کو ضرب

دیا گیا ہے اُسکے بعد ہر وارث کو دونون مسئلون مین سے جو کم حصہ ہو وہ دیا جاے اور جو دونون سہام کے درمیان زیادتی ہو وہ اُسکے لیے محفوظ رکھی جاے اور حمل کے لیے وہ حصہ محفوظ رکھا جائیگا جو دونون مسئلون مین سے زیادہ ہو۔

اب جبکہ حمل سے ولادت ہوا اور اشتباہ جاتا رہے تو اگر مولود تمام حصص موقوفہ کا مستحق ہو تو وہ اُسکو دیدیے جائینگے اور اگر بعض حصص کا مستحق ہو تو وہ بعض دیے جائینگے اور بقیہ بعض جس جس وارث کے موقوف رکھے گئے تھے اُسکو دیے جائینگے یعنی ولادت ہونے کے بعد صحیح مسئلہ لگایا جائیگا جس وارث کے جو سہام آوین اگر سابق مین وہی مِل چکے تھے تو بہتر ہے اور اگر سابق مین کم ملے تھے تو وہ موقوفہ سے پورے کیے جائین گے اور مولود کا جو اب حصہ نکلے وہ اُسکے محفوظ سہام سے دیا جاے۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنی لڑکی اور ماں اور باپ اور حاملہ بیوی کو چھوڑا تو طریقہ عمل مین مسئلہ ذکورۃ ۲۴ سے ہو گا اور اُس مین حمل کو چار لڑکے (موافق قول امام ابوحنیفہؒ) فرض کرینگے اور مسئلہ انوثۃ ۲۴ سے ہو گا جو عول کرکے ۲۷ تک پہونچے گا اور اسمین حمل کو چار لڑکیان (حسب حکم امام ابوحنیفہؒ) فرض کرینگے تو اب مسئلہ انوثۃ مین پانچ لڑکیان ہون گی، مسئلہ ذیل کے طریقہ سے تحریر ہو گا۔

مسئلہ ذکورۃ المسئلہ ۲۴ تصحیح ۲۱۶

زوجہ	اب	ام	بنت	حمل (۴ لڑکے)
۹×۳	۹×۴	۹×۴	۹×۱۳	
۲۷	۳۶	۳۲	۱۱۷	
			۱۳	۱۰۴

عطا ۱۰۱

زوجہ	اب	ام	بنت
۲۴	۳۲	۳۲	۱۳

مسئلہ انوثۃ۔ المسئلہ ۲۴ تعول الی ۲۷ تصحیح ۲۱۶

زوجہ	اب	ام	بنت	حمل (۴ لڑکیان)
۸×۳	۸×۴	۸×۴	۸×۱۶	
۲۴	۳۲	۳۲	۱۲۸	
			۲۵ ۳/۵	۱۰۲ ۲/۵

محفوظ ۱۱۵

زوجہ	اب	ام	حمل ہا	بنت	حمل
۳	۴	۴	۱۴	۱۲ ۳/۵	۱۰۲ ۲/۵

مندرجۂ بالا عمل مین چونکہ مسئلۂ ذکورۃ کے اصل مسئلہ ۲۴ اور مسئلہ انوثۃ کے

عول ۲۷ مین توافق بالثلث ہے پس ۲۴ کو ۹ سے (مسئلہ ذکورۃ مین) اور ۲۷ کو ۸ سے (مسئلہ انوثۃ مین) ضرب دیا تو ہر دو مسائل کی تصحیح ۲۱۶ سے ہوئی اس کے بعد مسئلہ ذکورۃ کے ہر سہم کو ۹ سے اور مسئلہ انوثۃ کے ہر سہم کو ۸ سے ضرب دیا تو اب زوجہ کو مسئلہ ذکورۃ مین ۲۷ اور انوثۃ مین ۲۴ ملے پس ان دونون مین ۲۴ کم ہین وہ زوجہ کو دیے گئے اور (۲۷-۲۴=۳) ۳ حصے اُسکے محفوظ رکھے گئے. اسی طور سے اب کو ۳۲ دیے گئے اور ۴ محفوظ رکھے گئے اور ام کو بھی ۳۲ حصے دیے گئے اور ۴ حصے محفوظ رکھے گئے اور بنت کو ۱۳ حصے دیے گئے اور ۱۲ ۳/۵ حصے موقوف رکھے گئے اور حمل کے لیے ۱۰۴ حصے جو زیادہ ہین (مسئلہ ذکورۃ والے) محفوظ رکھے گئے کیونکہ مسئلہ انوثۃ مین اُسکو ۲/۵ ۱۰۲ ملے تھے جو ۱۰۴ سے کم ہین۔

پس اگر بعد کو حمل سے ایک یا ایک سے زائد لڑکی پیدا ہوئی تو بنت کا دیا ہوا حصہ (عطیہ) ۱۳ اور بنت کا موقوفہ ۱۲ ۳/۵ اور حمل کا ۲/۵ ۱۰۲ (مسئلہ انوثۃ والا) جملہ ۱۲۸ موجودہ بنت اور پیدا شدہ لڑکی یا لڑکیون پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائیگا اور زوجہ اور اب اور ام کو اُن کے محفوظ حصون مین سے کچھ نہین دیا جائیگا کیونکہ حمل سے پیدائش کے بعد مسئلۂ انوثۃ کا نفاذ ہوا اور اُس مین جو کچھ اُن لوگون کو ملنا چاہیے تھا وہ سابق ہی مین مل چکا ہے۔

اگر حمل سے ایک یا زیادہ لڑکے پیدا ہوے تو اب مسئلۂ ذکورۃ کا نفاذ ہوگا اور زوجہ و اب و ام کو اُن کے محفوظ حصے ۳ و ۴ و ۴ واپس دیے جائینگے اور اس مسئلہ مین بنت و حمل کے ۱۱۷ تھے جسمین سے ۱۳ بنت کو دیے گئے تھے وہ اُس سے واپس لیکر حمل کے موقوفہ ۱۰۴ مین ملائے جائینگے اور کل ۱۱۷ درمیان بنت اور پیدا شدہ لڑکون پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہونگے۔ اِن دونون صورتون مین اگر اولے تصحیح کی ضرورت ہوگی تو حسب قاعدہ پھر تصحیح کر لی جائے گی۔

اگر حمل سے مردہ ولادت ہو تو زوجہ اور زن اور باپ کا موقوفہ حصہ ہر ایک کو دیا جائیگا اور اس صورت مین بنت کو تنہا کل جائداد کا نصف ملنا چاہیے جو (٢١٦ کا ½ = ١٠٨) ہوتے ہین اس مین سے اُسکو ١٣ حصے مل چکے ہین لہذا اُس کو ٩٥ حصے حمل کے موقوفہ ١٠٤ مین سے دلائے جائینگے تو اب جملہ حصص (٢٧ + ٣٦ + ٣٦ + ١٠٨ =) ٢٠٧ تقسیم ہو گئے اور (٢١٦ - ٢٠٧ =) ٩ حصے بچ گئے جو میت کے باپ کو بہ حیثیت عصوبت دیے جائینگے اب باپ کے جملہ ٤٥ حصے ہو گئے

اگر حمل کے مسائل مین کوئی ایسا وارث ہو جو ایک حیثیت سے حصہ پاتا ہو اور دوسرے مسئلہ مین محجوب ہوتا ہو تو ایسے وارث کو فی الحال کچھ نہ دیا جائیگا اُسکے حصہ کا فیصلہ بروقت رفع اشتباہ ہو گا۔ مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے اپنی بیوی اور اپنے مرے ہوے لڑکے کی حاملہ بیوی اور بھائی یا چچا کو چھوڑا تو مسئلہ مذکورۃ مین چچا اور بھائی محجوب ہین اور مسئلہ انوثہ مین بھائی یا چچا حصہ کے مستحق ہین۔ پس بیوی کو ثمن حصہ دے کر تمام جائداد محفوظ رکھی جاے گی اور بعد ولادت فیصلہ ہو گا۔

مفقود۔ جو شخص غائب ہوا اور اسکی کچھ خبر کسی حیثیت سے نہ معلوم ہو یہانتک کہ یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا تو اُسکو مفقود کہتے ہین۔

شرعاً حکم یہ ہے کہ مفقود جہانتک خود اُسکے مال کا تعلق ہے وہ زندہ فرض کیا جائیگا اور دوسرون کے مال کے حق مین وہ مردہ متصور ہو گا پس نہ تو اُس کا مال اُسکے ورثا پر تقسیم ہو گا اور نہ وہ خود کسی کے مال سے وراثت پائیگا۔ تاوقتیکہ اسکی حیات ثابت نہو جاے۔

مفقود کا جو کچھ اپنا مال ہو گا وہ محفوظ رکھا جائیگا تا آنکہ اُسکے موت کی خبر

یا یہ ثبوت کو پہونچ جائے یا ایک مدت دراز گذر جائے۔ اس مدت کے بارے مین اختلاف ہے۔

ظاہر روایت مین یہ ہے کہ جب مفقود کا کوئی ہمسن اُسکے ملک مین باقی نہ رہے تو اُسوقت مفقود کے موت کا حکم دیا جائیگا۔ حضرت حسن بن زیاد امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہین کہ اس مدت کا اندازہ یہ ہے کہ وقت پیدائش سے اُسکو ۱۲۰ برس گذر جائین یعنی جسوقت اُسکی عمر حساب سے ایک سوبیس برس کی ہوجائے تو اُسوقت مفقود کے موت کا حکم دیدین گے۔ اور ایک ضعیف روایت امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے متعلق یہ ہے کہ امام محمدؒ ایک سو دس (۱۱۰) برس اور امام ابویوسفؒ ایک سو پانچ (۱۰۵) برس کی عمر ہوجانے پر موت کا حکم دیتے ہین۔

بعض فقہا کے نزدیک جب مفقود کی عمر حساب سے نوے (۹۰) برس کی ہوجاے تو اسپر موت کا حکم دیدیا جاے اسی قول پر فتوی ہے۔

متاخرین فقہا کے نزدیک چونکہ عمرین گھٹ گئی ہین لہذا (۷۰) برس کی عمر پر موت کا حکم دیا جانا چاہیے جسکی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مفقود کا مال امام وقت کی راے پر ہے جب قرائن سے اسکو اندازہ ہوجائے تو وہ اُسکے موت کا حکم دیکر اُس کا مال اُسکے ورثا پر تقسیم کردے۔

بہرحال مفقود کا اپنا مال جب تقسیم ہوگا تو صرف انھین ورثا کو ملے گا جو اُسوقت موجود ہون (زندہ ہون) جسوقت مفقود کے موت کا حکم دیا گیا ہے (یعنی حکم کے قبل جو وارث مرگئے ہین وہ حصہ نہ پائینگے)

طریقۂ عمل مسئلہ مفقود۔ اگر میت کے ورثا مین سے کوئی شخص مفقود ہو تو مثل مسئلہ حمل کے اُسکے بھی دو مسئلے لگائے جائینگے ایک مین مفقود کو زندہ فرض کرینگے اور دوسرے مین اُسکو مردہ فرض کرینگے اور طریقہ عمل بالکل وہی ہوگا جو مسائل

حمل مین ہوتا ہے جو دونون مسئلون مین سے زیادہ حصہ ہوگا وہ مفقود کے لیے محفوظ رکھا جائیگا اور دیگر ورثاء کیلیے دونون مسئلون مین سے جو کم حصہ ہوگا وہ دیا جائیگا اور باقی محفوظ رکھا جائیگا۔ اور جب یہ مدت (جو مفقود کے متعلق اوپر بیان ہوئی ہے) گذر جاے تو اس مسئلہ کا نفاذ ہوگا جو اسکو (مفقود کو) مردہ فرض کرکے کیا گیا تھا اور جن ورثاء کے حصص محفوظ رکھے گئے تھے وہ اُن کو واپس کیے جائینگے اور اگر اُن ورثاء مین کوئی مرگیا ہے تو اُسکے ورثاء (یعنی وارث کے ورثاء) کو وہ محفوظ واپس ہوگا اور اگر قبل ختم مدت مفقود واپس آگیا یا اُسکی زندگی کا ثبوت ہوگیا تو اُس مسئلہ کا نفاذ ہوگا جو اُسکو زندہ فرض کرکے کیا گیا تھا۔ مثلاً ایک عورت مری اُس نے شوہر کو اور دو سگی بہنون کو اور ایک سگے بھائی کو جو مفقود ہے چھوڑا۔

مسئلہ حیوۃ المسئلہ مہ ۲ تصحیح ۸ تصحیح ۵۶ — مسئلہ موت المسئلہ مہ ۶ تعول الی ۷ تصحیح ۵۶

زوج	اخت	اخت	اخ (مفقود)
۱/۲ ×۷ ۲۸	۱/۸	۱/۸	۲/۱۴

(اخت اخت اخ: ۱/۲)

زوج	اخت	اخت	اخ (مفقود)
۳/۲۴ ×۸	۲/۱۶	۲/۱۶	×

(اخت اخت: ۴)

عط ۳۸ — موقوف ۱۸

زوج	اخت	اخت
۲۴	۷	۷

(زوج ۴ اخ مفقود ۱۴) یا (اخت ۹ اخت ۹)

صورت مذکورہ مین اگر مفقود کی زندگی کا ثبوت ہوجاے تو مسئلہ حیوۃ کا نفاذ ہوگا۔ زوج کو اُس کا محفوظ حصہ ۴ دیا جائیگا اور دونون اخت کے عطیہ حصے اور مفقود کے محفوظ جو جملہ ۲۸ ہوتے ہین یہ سب اس بھائی اور دونون بہنون پر باعتبار للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیے جاوینگے۔ بس ہر بہن کے سات حصے ہونگے چونکہ دونون بہنون کو سات سات مل چکے ہین اس لیے اب بقیہ چودہ حصون کا بھائی (جو مفقود تھا) مستحق ہوگا۔ اور اگر مفقود کی موت (بعد موت مورث) ثابت ہوجاے یا وہ مدت گذر جاے جو اوپر بیان ہوچکی ہے تو مسئلہ موت کا نفاذ ہوگا اور دونون بہنون کو سب موقوفہ

حصص واپس کیے جائین گے کیونکہ اس صورت مین شوہر اپنا پورا حصہ پاچکا ہے وہ کچھ پانے کا مستحق نہین ہے۔

مُرتَد۔ جب کوئی کلمہ گو دین محمدی سے پھر جاے اور کفر اختیار کرلے، عیسائی یا یہودی یا بُت پرست یا آریہ ہو جاے اسکو مرتد کہتے ہین۔

اگر کوئی مرتد اپنی حالت ارتداد مین مرجاے یا قتل کیا جاے یا دار الحرب مین چلا جاے اور قاضی نے حکم دیدیا ہو کہ وہ شخص دار الحرب مین شامل ہو گیا ہی یعنی اُسکے الحاق دار الحرب کا حکم ہو گیا ہو تو جو کچھ اُس مُرتد نے حالت اسلام مین کمایا ہے (جائداد پیدا کی ہے) وہ سب اُسکے مسلمان ورثا کے لیے ہے اور جو کچھ اُسنے زمانہ ارتداد مین کمایا ہے وہ بیت المال مین داخل کیا جائیگا ایسا ہی امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے مگر صاحبینؒ ارشاد فرماتے ہین کہ اسلام اور ارتداد دونون زمانون کی کمائی اُسکے مسلمان ورثا کے لیے ہے اسی قول پر آجکل احناف کا فتویٰ ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے زمانے مین بیت المال کا وجود نہین ہے اور فتنہ ارتداد جاری ہی اور حکومت غیر مُسلم کی ہے تو صاحبین ہی کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے تاکہ غیر مسلم کو بیت المال کے بہانے سے دست درازی کا موقع نہ ملے۔ اور مرتد نے جو بعد لحوق دار الحرب کمایا ہے وہ باتفاق علماء فے (مال غنیمت) ہے۔

مرتدہ (یعنی مرتد عورت) کا ہر زمانہ کا کمایا ہوا مال اُس کے مسلمان ورثا کے لیے ہے عام احناف اسپر متفق ہین۔

مرتد اور مرتدہ کسی مسلمان کے وارث نہین ہو سکتے ہین اور نہ کسی دوسرے مرتد یا مرتدہ کی وراثت پاسکتے ہین البتہ اگر تمام قبیلہ نعوذ باللہ من ذالک مرتد ہو جاے تو اُسوقت وہ لوگ آپسمین ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہین۔

اسیر۔ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی قید مین چلا جاے تو اُسکو اسیر کہتے ہین

میراث کے بارے مین قیدی کا حکم مثل تمام مسلمانون کے ہے یعنی اُسکے لوگ وارث ہونگے اور وہ دوسرے سے وراثت پاے گا چاہے وہ کہین ہو۔

اگر قیدی نے دین اسلام ترک کر دیا ہے تو اُس کا حکم مرتد کا ہے۔

اگر قیدی کے حیات وارتداد و ممات وغیرہ کا علم نہو تو وہ مفقود کے حکم مین ہے۔

اگر قیدی کے ورثاء دعوی کرین کہ اُس نے دار الحرب مین ارتداد اختیار کر لیا ہے تو یہ دعوی قابل قبول نہوگا جب تک کہ دو مسلمان عادل اسکی شہادت نہ دین اور شہادت گذرنے پر اگر قاضی اُسکے ارتداد کا حکم دیدے تو اُس کا مال اُسکے ورثاء پر تقسیم ہوگا اور اُسکی بیوی دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یعنی قاضی کے حکم کے بعد اُس کا حکم میت کا ہو جاے گا۔

اگر قاضی کے حکم کے بعد وہ قیدی واپس آیا اور اُس نے اپنے ارتداد سے انکار کیا تو اب قاضی کا حکم پلٹ نہین سکتا ہے اور اُس کی بیوی واپس نہین ہو سکتی ہے اور نہ مال ہی واپس ہو سکتا ہے البتہ وہ مال جو کہ بعینہ ورثاء کے پاس باقی موجود ہوگا وہ واپس دلایا جاے گا۔

جماعت کی موت۔ جبکہ ایک جماعت کی جماعت مرجاے اور اُن مین آپسمین رشتہ داری ہو اور یہ پتہ نہ چلے کہ کون پہلے مرا ہے اور کون بعد کو مرا ہے جیسے کہ سب ایکساتھ کشتی مین ڈوب جائین یا سب آگ مین جلکر مرجائین یا سب مکان کے نیچے دب کر مرجائین یا کسی جنگ مین سب کے سب قتل ہو جائین اور کسی کی موت کا تقدم و تاخر یا یہ ثبوت کو نہ پہونچے تو اُسوقت یہ سمجھا جائیگا کہ سب کے سب ایکساتھ ہی مرگئے ہین اور اُن مین سے ہر ایک کا مال اُسکے زندہ وارثون کے لیے ہوگا اور اُن مرے ہوے لوگون مین سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہوگا۔ یہی

احناف اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مختار ہے اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و زید بن ثابتؓ سے ایسا ہی مروی ہے۔

حضرت علیؓ و حضرت ابن مسعودؓ سے دو روایتین ہین ایک روایت تو مثل قول حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ ایک ساتھ مرنے والون مین سے بعض بعض کے وارث ہونگے صرف اُس چیز مین ایک دوسرے کے وارث نہونگے جسکے نتیجہ مین خود اپنے ہی مال کا ایک شخص وارث ہوتا ہو مثلاً دو بھائی ایک بڑا اور ایک چھوٹا دونون ایک ساتھ ڈوب گئے اور یہ نہین معلوم ہو سکا کہ پہلے کون مرا ہے اور دونون نے اپنے ورثا مین ماں۔ لڑکی اور چچا زاد بھائی کو چھوڑا ہے اور ترکہ ۹۰ روپیہ بڑے بھائی کا اور ۹۰ روپیہ چھوٹے بھائی کا ہو تو ہر بھائی کے ترکہ مین سے سدس یعنی ۱۵ روپیہ ماں کو اور ہر ایک کا نصف یعنی ۴۵ روپیہ اُسکی (یعنی ہر ایک کی) لڑکی کو دیے جائینگے اور مابقی ۳۰ روپیہ ہر ایک کے حصے کے چچا زاد بھائی کو عصوبتہً ملین گے، یہ تقسیم بموجب مفتے بہ قول کے ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول پر پہلے بڑے بھائی کی موت کا حکم دیا جائیگا اور اُسکے ترکہ کے ۹۰ روپیہ مین سے ۱۵ روپیہ ماں کو ۴۵ روپیہ لڑکی کو اور ۳۰ روپیہ چھوٹے بھائی کے لیے نامزد کیے جائینگے اُسکے بعد چھوٹے بھائی کی موت کا حکم دیا جائیگا اور اُس کا ترکہ بھی جو ۹۰ روپیہ ہے اُسمین بھی ماں کو ۱۵ روپیہ اور لڑکی کو ۴۵ روپیہ اور بڑے بھائی کیلیے ۳۰ روپیہ نامزد کیے جائینگے اب ان دونون بھائیون کے نام جو ۳۰ و ۳۰ نامزد ہوے تھے انمین سے ہر ایک کا سدس یعنی ۵ و ۵ ماں کو اور نصف یعنی ۱۵ و ۱۵ روپیہ ہر ایک کی لڑکی کو دیے جائینگے اور اب جو ۱۰ و ۱۰ روپیہ ہر ایک مین سے باقی بچے ہین وہ ایسے ہین کہ جو ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ملتے ہین اور پھر وہی دوسرے بھائی سے پہلے بھائی کو پلٹ آتے ہین۔ لہذا یہ جملہ ۲۰ روپیہ چچا زاد بھائی کو دیے جائینگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خاتمہ از مصنف

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ ہذا مسمّٰی بہ فرائض غوثیہ کی تصنیف سے آج
بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۲۴ء یوم یکشنبہ بوقت ۴½ بجے سہپر
فراغت حاصل کی، چونکہ یہ رسالہ صرف ۳ ہفتہ مین تیار کیا گیا ہی یعنی
۱۶ شوال ۱۳۴۲ھ یوم چہارشنبہ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۲۴ء سے شروع کرکے آج
ختم کیا گیا ہے اور درمیان مین کئی دن ناغہ بھی ہوے ہین اس لیے بہت
غلطیون کا ہونا ممکن ہے لہذا اپنے خاندان فرنگی محل کے متوسلین سے خصوصًا
اور درس نظامیہ کے فیضیاب ہونیوالون سے عمومًا استدعا کرتا ہون کہ جس
جگہ وہ غلطی پائین فورًا مجھکو مطلع کردین، مین بہت شکرگذاری سے تصحیح
کرونگا اور جو حضرات اس رسالہ سے فائدہ حاصل کرین وہ میری مغفرت
کے واسطے دعا کرین فقط

محمد سلامت اللہ انصاری فرنگی محل لکھنؤ
صوبہ اودھ ملک ہند

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی محمد المصطفی وآلہ واصحابہ المجتبیٰ اما بعد رسالہ فرائض غوثیہ
مصنفہ حضرت مولانا محمد سلامت اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی کی طبع سے ماہ رجب ۱۳۴۳ھ
مطابق فروری ۱۹۲۵ء فراغت حاصل ہوئی اس کتاب کی تصحیح و درستی مین
مصنف کے صاحبزادون مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید اور مولانا حافظ محمد شفیع
حجت اللہ صاحب فرنگی محلی نے بہت بڑی کوشش کی خدا ان کو جزائے خیر
عطا کرے۔ یہ رسالہ مدرسہ عربیہ کے طلباء کے واسطے عام طور سے اور وکالت
پیشہ حضرات کے لیے خاص طور سے مفید ہی جن حضرات کو اس کتاب کی ضرورت ہو
وہ مصنف صاحب سے ایکروپیہ قیمت بھیجکر منگا سکتے ہین اور دینیات کے طلباء
کیلیے بشرط تصدیق افسر مدرس قیمت مین ایک ثلث کی رعایت ہوجائے گی۔
تاجران کتب کمیشن کیلیے حضرت مصنف سے مراسلت کرین نیز حسب قانون
اسکی رجسٹری ہوچکی ہی کوئی صاحب بلا اجازت طبع نہ کرین۔

خادم محمد قادر بخش
مالک مطبع اصح المطابع تھوئی ٹولہ ڈاکخانہ چوک لکھنؤ